

مماقی ٹولے کی طرف سے پھیلائے گئے وساوس شہبات کا مدلل جواب

تبلیغی اعمال کی شرعی حیثیت

شب جمعہ ❀ سہ روزہ ❀ چلہ
چار ماہ ❀ ایک سال ❀ جوڑ
چھ نمبر ❀ مشورہ ❀ گشت
اعلان ❀ سالانہ اجتماع وغیرہ
انتظامی امور کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

تالیف

مولانا محمد قادیانوی
ابو احمد اور محمد عبید

کیا مولوی عبدالحنان اور مفتی محمد عیسیٰ خود کو دیوبندی اور حیاتی کہلانے کے مستحق ہیں؟

ترتیبہ مصدقہ
تحصل لیاقت بیور

مکتبہ عثمانیہ



فہرست

- 9..... تبلیغ کی شرعی حیثیت
- 9..... شب جمعہ کی شرعی حیثیت
- 10..... سہ روزہ اور تبلیغی چلوں کی شرعی حیثیت
- 11..... گشت کی شرعی حیثیت
- 12..... چھ نمبروں کی شرعی حیثیت
- 13..... مشورہ کی شرعی حیثیت
- 14..... اعلان گشت کی شرعی حیثیت
- 17..... قاعدہ
- 21..... تصدیق مفتی محمد عیسیٰ
- 22..... تمہید 1
- 23..... تمہید 2
- 23..... نازیبا الفاظ کے چند نمونے
- 25..... تمہید 3
- 26..... سنت اور بدعت کی تعریف
- 28..... سنت اور بدعت کی بہترین تشریح
- 29..... سنت بدعت کا فرق
- 30..... احداث للدين واحداث في الدين
- 34..... ملفوظ مبارک



جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب..... تبلیغی اعمال کی شرعی حیثیت

نام مصنف..... مولانا نور محمد تونسوی حفظہ اللہ

سن اشاعت..... جولائی 2011ء

تعداد..... 1100

ناشر: مکتبہ عثمانیہ ترندہ محمد پناہ تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان

56	مولوی عبدالحق کی تضاد بیانی
57	مولوی عبدالحق کی غلط بیانی
58	رائے ونڈ کے سالانہ اجتماع پر چڑھائی
60	مولوی صاحب خرافات کے دلائل بیان کرتے ہیں
60	دلیل نمبر 1
60	دلیل نمبر 2
61	مسئلہ شد رجال
62	مفتی محمد عیسیٰ اور مولوی عبدالحق دیوبندی ہیں یا مماتی
62	دلیل نمبر 3
63	دلیل نمبر 4
66	دلیل نمبر 5
68	دلیل نمبر 6
79	دلیل نمبر 7
81	مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ کا مکتوب گرامی
87	دلیل نمبر 8
88	دلیل نمبر 9
91	دلیل نمبر 10

36	شب جمعہ سے متعلق شبہ اور اس کا ازالہ
37	کیا تبلیغیوں کا مسجد میں سونا جائز ہے؟؟
37	کیا شب جمعہ کا اجتماع ممنوع ہے؟
38	حیرت کا مقام
38	تبلیغ والے اصلاح کرتے ہیں یا گمراہ
39	کیا اہل تبلیغ علم اور اہل علم سے مستغنی ہیں
40	چار نیتیں ملحوظ ہوں
42	حضرت نعمانی رحمہ اللہ کا جواب
43	کیا تبلیغی کام سے مدارس اور خانقاہوں کو نقصان پہنچتا ہے
44	ایک اصولی بات
46	کیا مولانا لدھیانوی رحمہ اللہ دعوت و تبلیغ کے مخالف تھے
47	ایک سوال کا جواب
48	ایک اور سوال اور جواب
48	تبلیغ اور جہاد دونوں فرض ہیں
52	مولوی عبدالحق کی جلد حیت
52	گشت کی شرعی حیثیت
55	چھ نمبروں کی شرعی حیثیت



97	دلیل نمبر 12
98	دلیل نمبر 13
99	دلیل نمبر 14
99	دلیل نمبر 15
100	دلیل نمبر 16
107	دلیل نمبر 17
108	اظہار حقیقت
108	دلیل نمبر 18
110	دلیل نمبر 19
112	دلیل نمبر 20
114	دلیل نمبر 21
115	دلیل نمبر 22
116	قصہ مولانا قاضی عبد السلام مجاز حضرت تھانوی رحمہ اللہ
117	قصہ مولانا ضیاء الحق کا
117	مفتی محمد عیسیٰ کی تصدیق

تبلیغ کی شرعی حیثیت

تبلیغی اعمال اور تبلیغ کے خلاف ایک ہینڈ بل کا مکمل متن۔ جس کو مولوی عبدالحق خان نے تحریر کیا اور مفتی محمد عیسیٰ صاحب نے اس پر اپنی تصویب لکھی

حضرت مولانا قاضی عبدالسلام صاحب نوشہرہ خلیفہ مجاز حضرت تھانوی نے 1947ء میں ”شاہراہ تبلیغ“ نام سے ایک کتاب لکھی جس میں تبلیغی اعمال کی شرعی حیثیت بتائی لیکن ایک جاہل مرکب نے مارکیٹ سے یہ کتاب جو کہ دو روپے میں اس وقت دستیاب تھی خرید کر جلاؤالی جس کی وجہ سے یہ قیمتی خزانہ معدوم ہو گیا اگر یہ کتاب اس وقت علماء کرام کو مل جاتی تو فی زمانہ ان خرافات سے پوری امت محفوظ رہ سکتی تھی اور مولانا ضیاء الحق بانی مدنی مسجد مانسہرہ جنہوں نے اپنی ساری زندگی تبلیغ میں لگائی اور 25 بیرون ملک سفر کیے 1960ء میں علامہ بخوری صاحب کے ہاں دورہ حدیث کیا اور سات چلے لگانے کے بعد ہزارہ میں تبلیغ کو متعارف کرایا جس کا صلہ تبلیغیوں نے یہ دیا کہ ان کو دھکے دے کر مسجد سے نکال دیا اور ان کی مسجد پر قبضہ کر لیا اس کی وجہ سے مولانا موصوف آج دل اور فالج کے مریض بن گئے ہیں اور صبح و شام ان کو بد دعائیں دے رہے ہیں ان شاء اللہ جلد قبول ہوں گی اور ان جیسے ہزاروں علماء شوری کے جاہلوں کے ظلم و ستم سے محفوظ رہ جاتے، اس کتاب کی ایک نقل میرے پاس بھی پہنچی جس کا خلاصہ اپنی شرعی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اہل علم کی خدمت میں پیش ہے امید ہے کہ بہت سے گمراہوں کو راستہ نظر آ جائے گا شاہراہ تبلیغ پر حضرت محسّن العلماء شمس الحق افغانی اور مفتی اعظم مفتی فرید دامت برکاتہم کی تقاریر موجود ہیں ایک انتہائی قیمتی علمی سرمایہ ہے کسی نے نقل منگوائی ہو تو رجوع کر سکتے ہیں۔

مولوی عبدالحق خان دیوبندی منڈا اچھا مانسہرہ

شب جمعہ کی شرعی حیثیت: شب جمعہ کا اجتماع اہل تبلیغ کے ہاں مقدس مذہبی اجتماع سمجھا جاتا ہے اور اس کو کارثواب اور ذریعہ تقرب سمجھا جاتا ہے حالانکہ شب جمعہ کو عبادت کے لیے خاص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَعْلٰی اَعْلٰی اَعْلٰی

(اے ہمارے رب!)

ہمیں معاف فرما اور ہماری مغفرت فرما اور ہمارے اوپر رحم فرما

کرتے سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا:

قال رسول اللہ ﷺ لا تختصوا البيلة الجمعة بقیام من بین اللیالی . مشکوٰۃ

رات کو مسجد میں سونا اگر ضرورت یا سبب مجبوری ہو تو جائز ہے جیسے مسافر، محکف اور طالب علم کے لیے جیسے اہل صفہ تھے ان کا سونا جائز ہے علامہ تھانوی نے فتاویٰ امدادیہ جلد ثانیہ کے صفحہ 190 پر درختار سے ایسا نقل فرمایا ہے اور جب بغیر مجبوری کے مسجد میں سونے کو عمل دین کا کار ثواب جانتے ہوئے عادت ڈالی جائے تو بدعت اور گمراہی قبیحہ ہوگی کیونکہ ناجائز کا کار ثواب سمجھنا گمراہی ہے حیرت ہے اہل تبلیغ پر جنہوں نے دین کے نام پر قربانیاں دینے کے لیے کمر باندھ رکھی ہیں پھر بھی شب جمعہ کی حضور کی جانب سے ممنوع اجتماع کو بلا دلیل عمل قربت اور عمل ثواب بنا لیا اور ساری امت کو اس ڈگر پر ڈالنے کے لیے روایات شرعیہ کے بغیر قرآن و حدیث کے برخلاف بانی سلسلہ کی ہدایات کے خلاف امت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک عام دعوت کے ذریعہ بگاڑنے کی جدوجہد کی، جہاد فی سبیل اللہ قرار دیا۔ فی اللعجب

اگر علماء کرام شب جمعہ میں قرآن و حدیث بیان کرتے تو کچھ گجائش نکل آتی، یہاں اس وقت شام غریباں کا منظر نظر آتا ہے جب جاہل دنیا دار، کارخانے دار اور نانگہ چلانے والے ممبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قبضہ کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے نظر آتے ہیں خلاف پیغمبر کے راہ کنید کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

سر روزہ اور تبلیغی چلوں کی شرعی حیثیت:

حضرت مولانا الیاس فرماتے ہیں کہ چلہ، سر روزہ یہ ذریعہ دین ہیں گویا دین کے لیے الف با ہیں ذرائع دین کو دین بتالینا یہ جائز نہیں ہے بلکہ بدعت ہے تبلیغی حضرات ان پر حضرات ان چلوں اور سر روزوں کو ہی عین دین سمجھ بیٹھے ہیں اور ان کا ذرا سی بات پر ہوتا ہے کہ سر روزہ دو چلہ دو اور پھر اس کی اپنی طرف سے فضیلتیں بیان کی جاتی ہیں بلکہ یہاں تک کہ سر روزہ لگاؤ اور علماء کو تین دن میں کاٹ دو گے ایک تبلیغی نے یہ کہا کہ سر روزہ لگاؤ علماء کو کراس کر لو گے (راقم)

المسوس یہ لوگ اس موجودہ رکی تبلیغ میں جتنے محو ہو جاتے ہیں اتنے ہی علوم اور علماء سے مستحکی ہو جاتے ہیں بلکہ طلباء اور علماء کو بھی اس رنگ میں رنگنے کے لیے طرح طرح کے حیلوں کو جائز بلکہ لازم سمجھتے ہیں۔ چونکہ مروجہ سر روزہ چلہ زمانہ نبوت میں کہیں تھے؟ جو کام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا اور اس کو دین بتالینا یہ بدعت ہے۔ بدعت کی تعریف علامہ شامی (نے) یوں نقل کی ہے: بدعت ہر وہ چیز جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیے ہوئے حق کے خلاف کسی شہد کی وجہ سے اور نیک سمجھنے کے خیال سے پیدا کی گئی ہو۔ خلاصہ کلام یہ کہ سر روزہ اور چلے ترتیب منصوص نہیں لوگوں کو دین پر لانے کے لیے ایک ذریعہ کے طور پر بنائی گئی ہیں فی نفسہ دین نہیں کیونکہ دین مساجد بہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں وہ ہمارے گمان کے مطابق کیسی ہی اچھی کیوں نہ ہو اس کو اگر ثواب سمجھا جائے تو وہ بدعت بن جاتی ہے۔ رسی چلہ، سر روزہ کو تبلیغی حضرات نے عین دین سمجھ رکھا ہے گویا انہوں نے تبلیغ دین کو دین تبلیغ بنادیا بلکہ ان کو اتنی اہمیت دی جاتی ہے کہ اگر ایک عالم ساری عمر دین کی محنت میں خرچ کرتا ہے وہ کام ان کی نظر میں نہیں آتا بلکہ یہ زور دیتے ہیں چلہ لگاؤ مروجہ اور موجودہ سر روزہ چلہ انتہائی خطرناک ہیں۔ اس کی وجہ سے علماء کرام، مدارس، مکاتب، جہاد، خانقاہوں کے خلاف ذہن بنتا ہے مولانا یوسف لدھیانوی آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 26 پر لکھا ہے کہ مدارس دشمنی علماء دشمنی اور صرف تبلیغ کو حق سمجھنا گمراہی ہے جن لوگوں کا یہ ذہن بنتا ہو تو تبلیغ میں کلانا حرام ہے۔ مولانا زاہد الراشدی نے روزنامہ اسلام مورخہ 15 نومبر 2007 میں دینی تحریکات کے عنوان پر مضمون لکھا اور فرمایا کہ ربیع صدی پہلے گوجرانوالہ مرکز میں بابا یعقوب بھی یہی بول بولتا تھا اور آج بھی ایک سازش کے تحت سادہ لوح عوام کو یہ گمراہی سکھائی جاتی ہے ثابت ہوا کہ آج کا ہر تبلیغی انجی گمراہیوں کا مجموعہ ہے۔ چلے والے جعلی علماء اور چار مہینے والے جعلی مفتی علمائے دیوبند کے لیے درد سر بنے ہوئے ہیں ان کا علاج ضروری ہے ورنہ نایک نیا فرقہ بن جائے گا۔

گشت کی شرعی حیثیت: مروجہ مگر بقید سے گشت کرنا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت

نہیں ہے جب آپ سے ثابت نہیں ہے تو اس کو بڑی بڑی سمجھنا بدعت اور گمراہی ہے اس لیے کہ ”گشت“ فارسی زبان کا لفظ ہے۔ اگر آپ سے ثابت ہوتا ضرور اس کے لیے عربی لفظ استعمال ہوتا ”گشت“ کے بارے میں تبلیغیوں کا عقیدہ ہے کہ یہ عین دین یہ ہے اور جہاد میں نکلنے کے بارے میں جتنی آیات احادیث آئی ہیں۔ اس کا مصداق گشت بدعتی کو غمراہتے ہیں جو کہ سراسر تحریف ہے بلکہ بعض تبلیغیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مقامی گشت کرنے والا سابقہ انبیاء کی صف میں ہوتا ہے اور بیرونی گشت کرنے والا نبی پاک کی صف میں یہ بیان میں نے خود تبلیغی سے سنا ہے جب اس سے پوچھا کہ تم کو کس نے بتایا ہے تو اس نے کہا کہ مرکز میں نہ تھا لہذا گشت کو ضروری اور دین سمجھنا بدعت اور گمراہی ہے۔

چھ نمبروں کی شرعی حیثیت:

صرف ان چھ امور کو ہی اہم قرار دینا اور باقی امور دین کو غیر اہم سمجھنا سخت گناہ ہے اس لیے کہ یہ چھ نمبر منصوص نہیں ہیں بلکہ منصوص امور چار ہیں:

۱: ایمان

۲: اعمال صالحہ

۳: توہمی بالحق

۴: توہمی بالکفر (سورۃ العصر)

قرآنی چار نمبروں کو جو کہ منصوص من اللہ ہیں کو بھلا دینا اور اپنی طرف سے غیر منصوص نمبروں کو رواج دینا یہ اختیار کس نے کس کو دیا؟ ان لوگوں نے پہلے دو امور ایمان، اعمال صالحہ ہی کے اندر چھ نمبر بنادے دوسرے دو نمبر توہمی بالحق اور توہمی بالکفر جو کہ تکمیل دین ہیں جن کو بالکل چھوڑ دیا گیا ہے بلکہ ان توڑ سمجھا جاتا ہے جو کہ کفر یہ بات ہے۔ تبلیغی جماعت میں بگاڑ نہیں سے پیدا ہوا۔ اجتماع کی شرعی حیثیت موجودہ تبلیغی اجتماع عرصہ دراز سے ہو رہا ہے جس کو تبلیغی احباب ثواب اور قربت سمجھتے ہیں۔ اجتماع اگر حدود شرعیہ کے اندر رہ کر ہو بیانات قرآن و حدیث کے

مطابق ہوں تو جائز ہے اور اس کو مقصد اور دین نہ سمجھا جائے لیکن مردہ اجتماع بہت سارے خرافات پر مبنی ہیں (۱) پورے ملک بیرون ملک اس کی منادی کرائی جاتی ہے لوگ بوری بستر باندھ کر صرف وہاں جانے کو باعث ثواب سمجھتے ہیں حالانکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ لا تشدوا الرحال الا الی ثلاثہ مساجد مسجد الحرام مسجد الاقصیٰ ومسجدی ہذا۔“ متفق علیہ۔

مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کی زیارت کے لیے جانا تو جائز ہے ان کے علاوہ کسی اور جگہ کو اہمیت دے کر اس کی طرف کوچ کرنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا جب کہ ان لوگوں کے ہاں اجتماع کی حیثیت حج اور عمرے سے بھی زیادہ ہے حج اور عمرہ منصوص ہیں اور اجتماع رائے و نظر غیر منصوص۔ لاکھوں کے مجمع میں ایسے لوگوں کو کھڑا کر دیا جاتا ہے جو درس قرآن یا جہاد مجاہدین اور مسنون زلفوں کے خلاف زبان درازی کرتے ہیں اور لوگ سامنے بیٹھ کر سنتے ہیں مولانا سلیم اللہ خان صاحب نے لمحات النسخ شرح مشکوٰۃ صفحہ 555 بحوالہ تفسیر عثمانی تحریر فرمایا ہے: جن مجالس میں آیات و احکام الہی پر انکار اور استہزاء ہوتا ہو ان اجتماعات میں شرکت کی ممانعت آئی ہے معلوم ہوا کہ جو شخص مجلس میں اپنے دین پر طعن اور عیب سے پھر بھی انہی میں بیٹھا ہے اگرچہ خود کچھ نہ کہے وہ منافق ہے۔

مشورہ کی شرعی حیثیت:

مشورہ مسنون ہے انتظامی امور میں مشورہ سے جو کام ہوتا ہے اس میں برکت ہوتی ہے لیکن مشورے کے ساتھ نصوص قطعیہ کو منسوخ تو لایا عملاً کر دینا حرام ہے جو کام دین میں نہیں ہے مشورہ کے ذریعے سے اس کو دین میں داخل کرنا گمراہی ہے اور ایسا کرنے والا گمراہ ہے مشورہ وحی کا بدل نہیں ہے اس لیے کہ وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا آپ کی ذات پر۔

یہ تو مشورے کے ذریعے قرآن و حدیث کو بے اثر کرنے والی بات ہو گئی مشورہ وحی کا بدل ہونا قرآن حدیث اجتماع اقوال علماء سے کہیں بھی ثابت نہیں لہذا مشورہ کو وحی کا بدل سمجھنا کفر

ہے۔ فتاویٰ محمودیہ۔ تبلیغی جماعت کے بارے میں مہتمم دارالعلوم دیوبند قاری طیب صاحب رحمہ اللہ کی رائے: تبلیغ کے نام سے جو کام ہو رہا ہے دراصل یہ تحریف ہے بحوالہ فتاویٰ محمودیہ۔
اقتشام الحسن کاندھلوی خلیفہ مجاز حضرت دہلوی مولف ”مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج“ کی رائے: تبلیغی دین کی شکل میں بدعتی پھیلا رہے ہیں۔ بحوالہ فتاویٰ محمودیہ۔

اعلانِ گشت کی شرعی حیثیت:

بھائیو! ایک ضروری اعلان سنئے! ہماری اور آپ کی کامیابی اللہ تعالیٰ نے دین میں رکھی ہے بلکہ قیامت تک آنے والے ہر انسان کی کامیابی دین میں ہے یہ دین ہماری اور آپ کی زندگیوں میں کیسے آجائے اس کے لیے ایک زبردست محنت کی ضرورت ہے اس زبردست محنت کے سلسلے میں گشت ہوگا آپ لوگ بیٹھ جائیں ان شاء اللہ فائدہ ہوگا۔ یہ اعلان قرآن پاک کی کس آیت سے لیا گیا؟ کس حدیث میں اس اعلان کا ذکر ہے؟ کیا صحابہ کرام عصر کی نماز کے بعد بدھ کے دن بھی عمل کرتے تھے؟ اس اعلان میں زبردست محنت کا بتایا جاتا ہے وہ زبردست محنت جہاد فی سبیل اللہ بتاتے تو کیا ہی اچھا ہوتا جب جہاد کی باری آتی ہے تو یہ آپ اور آپ کا رب قتال کریں ہم تو یہاں بیٹھے ہیں کافرہ لگاتے ہیں۔ لگتا ہے کہ تبلیغی قیادت قادیانی فلسفہ کے تحت تبلیغ کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو غیر اعلانیہ قادیانی بنائے پرتی ہوئی ہے اگر کوئی یوں کہے کہ اسلام ہتھیار سے نہیں پھیلا وہ کئی انصوص قطعہ کا انکار کرتا ہے یہ بات سب سے پہلے مرزا قادیانی نے کئی تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے بعض جگہ یہ اعلان یوں ہوتا ہے ایمان یقین کی باتیں ہوں گی آپ تشریف رکھیں..... الخ جب اعلان کرنے والے سے پوچھیں کہ ایمان کس طرح بنتا ہے اور ایمان کس طرح ٹوٹتا ہے تو گوگلے شیطانوں کی طرح خاموش ہو جاتے ہیں۔ اسلام آباد کی ایک مسجد میں درس قرآن کی جگہ فضائل کی تعلیم شروع کرادی گئی ہے تو مولانا صاحب نے فرمایا ہم نے سنا تھا کہ چار کتابیں آسمان سے نازل ہوئی ہیں اب معلوم ہوا کہ مولانا ذکر یا پر یہ پانچویں کتاب بھی نازل ہوئی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ صحابہ کرام کو جہاد کے لیے نہیں بھیجا گیا کہنے والا یہود و نصاریٰ

کا ایٹ ہے ایسا کہنا صحابہ کرام پر بہتان ہے اس کی بیوی کو طلاق اور ایمان سے محروم ہو گیا۔
اللهم ان العیش عیش الاخرہ فاعلموا الانتصار والمہاجرہ نحن الدین باہوا
محمدا..... علی الجہاد ما بقینا اہدا۔ اگر کوئی یوں کہے کہ علماء اور اللہ تعالیٰ میں اختلاف چل رہا ہے اس قسم کے افراد سے تمام مسلمان اپنے آپ کو بچائیں ہم تبلیغی اکابرین پر لال مسجد کے بارے چند تعزیری کلمات بھی نہ کہنے پر مجب ہیں کیا ان کے دل اتنے سخت ہو گئے ہیں کہ لال مسجد کی معصوم بچیوں کی بے گورد کفن لاشیں بھی ان کے دل میں نرمی پیدا نہ کر سکیں۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مفہوم ہے کہ آخری دور میں ایک جماعت مشرق کی جانب سے نکلے گی، منکر جہاد ہوگی ان کی شکلیں انبیاء کی طرح ہوں گی اور دل بھیڑے کے سے ہوں گے، کہیں یہ جماعت دینی تو نہیں؟؟ یہ سب باتیں کسی بدعتی پر محمول نہیں جب تبلیغی جماعت پر نفوس قدسیہ کی نگرانی تھی اس وقت واقعی ہدایت کے چشمے جاری تھے اب جاہل امراء اور نقلی بزرگوں کا قبضہ ہو گیا ہے اب تبلیغی جماعت ایک ایسے ہسپتال میں تبدیل ہو گئی ہے جہاں مریض مریضوں کا علاج کر رہے ہیں۔ لوگ ایمانی صحت پانے کے بجائے انجانے کفریات میں غرق ہو رہے ہوں اور یہ سب کچھ سوچیں بھی سازش کے تحت ہو رہا ہے اس میں انیس بیس لاکھ کے اجتماع میں لوگوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے بڑے بڑے بزرگ کہلانے والے تماشا دیکھ کر خاموش ہیں پھر بھی لوگوں کو بتاتے ہیں اینقص الدین والناحی اصلی بزرگوں کی علامت ہے۔ بریں عقل دانش پیدا کریت۔
اکابرین علمائے دیوبند کے لگائے ہوئے اس گلستان کی حفاظت کے لیے علمائے دیوبند کے روحانی سہوت حرکت میں آجائیں ورنہ یہ گلستان جاہل امراء، سرمایہ داروں اور بدعاشوں کے قبضے میں جا کر اجڑ جائے گا۔

کبڑا نہیں ہوا ہوں، بڑھاپے کے بوجھ سے

میں جھک کے ڈھونڈتا ہوں دیوبندی کدھر گئے

طالب دعا: عبدالحق دیوبندی گھانا نمبر ہزارہ

شاد باد شاد ذی اے سر زمین دیوبند
دہر میں تو نے کیا اسلام کا پرچم بلند

وطن عزیز پاکستان کلمہ طیبہ کی بنیاد پر بنا اور وطن عزیز اس وقت آنے کے عذاب میں مبتلا ہے آئیے ہم قرآن حکیم سے پوچھتے ہیں کہ یہ عذاب کیوں آیا؟ تو ہمیں قرآن حکیم سے جواب ملتا ہے بنی اسرائیل نے تورات کے پس پشت ڈالا تو بنی اسرائیل آنے کے عذاب میں مبتلا ہوئے۔ حطی کی جگہ حنطہ کہنے لگے۔ وطن عزیز کو آزاد ہوئے بائیس سال ہو گئے ہیں کسی حکمران نے عوام کو قرآن حکیم سے روشناس کرانے کے لیے کوئی جامع پروگرام مرتب نہیں کیا۔ پیپلز پارٹی کی موجودہ گورنمنٹ، مسلم لیگ، اے این پی، جمعیت علماء اسلام و جماعت اسلامی، جمعیت علماء پاکستان تمام پرنٹ الیکٹرانک میڈیا سے گزارش کرتے ہیں کہ ہمارے قومی نقص قرآن حکیم کے چھوڑنے کا احساس قوم کو دلائیں اور قرآن حکیم سے قوم کو وابستہ کرنے کے لیے جامع پالیسی مرتب کریں تاکہ قوم آنے کے عذاب سے نکل جائے میٹرک تک قرآن مجید ترجمہ کے ساتھ لازم قراؤ دیا جائے۔

اس وقت گندم کی فصل تیار ہے اور بارش کی وجہ سے ہماری آنکھوں کے سامنے تباہ ہے مدارس، غرباء، یتیم خانے، مساکین کو ان کا حق دینے کی نیت کی جائے اور پوری قوم اپنی غلطی تسلیم کر کے اللہ کے حضور معافی مانگے تو اللہ کی ذات سے امید ہے کہ یہ عذاب دور ہو جائے گا اس کے علاوہ کوئی متبادل حل ہے ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمیں انسان اور پھر مسلمان پیدا فرمایا قرآن اور ایمان کی دولت سے نوازا۔ **اللہم الحمد**

ہماری دنیاوی اور اخروی زندگی کا مدار ایمان پر ہے اللہ تعالیٰ نے جو انعام و اکرام اپنی رضا، جنت کے وعدے کئے ہیں ان کے مستحق وہ لوگ ہیں جو ایمان دار ہیں بے ایمان کے لیے اللہ تعالیٰ نے جہنم بنائی ہے۔ ایمان نام ہے ضروریات دین پر اعتقاد رکھنے کا۔ یعنی دل و جان کے ساتھ اللہ کی وحدانیت اور اللہ کے جمیع اوامر کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس تعلیمات کی روشنی

میں سرانجام دینا۔ ایمان کی حفاظت چوبیس گھنٹے فرض ہے۔ دخول جنت کی شرط ایمان ہے لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ ایمانی دولت کی حفاظت کریں اور اپنے قول و فعل میں محتاط رہیں۔ آج کل ہماری روزمرہ زندگی بڑی بے اعتدالیوں کا شکار ہے نہ ہمیں اپنی زبانوں پر کنٹرول ہے نہ ہم اپنے اعتقادات و نظریات کے دائرے میں رہتے ہیں۔

جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے لوگ اپنے آپ کو بڑا دین دار سمجھتے ہیں ان کی زبانوں سے بھی ایسی ایسی باتیں نکلتی ہیں جن کو بظاہر معمولی سمجھا جاتا ہے۔ لیکن وہ باتیں کفر کی حد تک پہنچا دیتی ہیں اور اسی طرح زندگی بسر ہو جاتی ہے نہ علمائے حق سے رجوع کیا جاتا ہے۔ شریعت میں ایسی غلطی کے بعد تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازمی ہوتا ہے فضائل اعمال صفحہ 468 پر حضرت شیخ الحدیثؒ نے لکھا ہے کہ ”اگر کسی کی بیوی طلاق ہو جائے اور پھر بھی اس سے ہم بستری کرتا رہے تو اس کو مرتے وقت ایمان نصیب نہیں ہوگا۔“ ذیل میں چند ایسی کفریہ کلمات کا ذکر کرتا ہوں جن کے کہنے سے بندہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اور نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

قاعدہ:

۱: کسی بھی سنت یا واجب یا فرض کا انکار اس کی تضحیک یا تحقیر کی جائے تو بندہ خارج از ایمان ہو جاتا ہے ڈاڑھی ایک واجب عمل ہے ڈاڑھی کے وجوب کا انکار کفر ہے ڈاڑھی کی تضحیک تحقیر کرنا کفر ہے (حسن الفتاویٰ) حضرت شیخ الحدیثؒ نے لکھا ہے کہ ڈاڑھی منڈانا زنا سے بڑا گناہ ہے اسی طرح چھڑی زلفیں مردوں کے لیے جہہ لہ و فرہ کا انکار یا تضحیک دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔

۲: علماء حق کی اہانت کرنا ان کے علم دین کی وجہ سے کفر ہے (حسن الفتاویٰ) علمائے حق کون ہیں؟ جن کے دل میں اللہ کے علاوہ کسی کا ڈرنہ ہو۔ قرآن پاک اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو واضح بیان کرنے والا ہو۔ کتمان حق نہ کرتا ہو، دنیاوی مفادات کی خاطر باطل سے مفاہمت نہیں کرتا ہو حق بیان کرنے میں لا محالہ لومۃ لائمہ کا مصداق ہو۔ یہ صفات جن میں پائی جاتی

ہیں وہ علمائے حق ہیں اور اگر یہ صفات نہ پائی جاتی ہوں تو بموجب حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وہ گونگے شیطان ہیں تنصیلات کے لیے تفسیر عثمانی صفحہ 156 دیکھیے۔ جب حضرت مفتی اسماعیل تورو (طورو) صاحب سے قاری سعید صاحب قریشی نے پوچھا کہ گونگا شیطان کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ جو عالم دین درس قرآن اور حدیث نہ دیتا ہو گونگا شیطان ہے۔ حدیث میں علمائے حق کی تعظیم کا ذکر بہت زیادہ آیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہمارے علماء کی قدر نہ کرے وہ ہم میں نہیں۔ ایک عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ پر۔ عالم کا سونا عابد کی ساری رات عبادت سے افضل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ علمائے حق وارث الانبیاء ہیں۔ یہ فضائل گونگے شیطانوں اور باڑے کے ٹٹوں کو حاصل نہیں۔

دوسرا مسئلہ شرعی پردہ کا ہے شرعی پردہ یہ ہے کہ تمام غیر محارم سے پردہ کیا جائے۔ اگر کوئی آدمی اس کو اچھا نہیں سمجھتا ہے تو اس کے بھی کا ہونے کا خوف ہے کیونکہ پردہ کا حکم قرآن حکیم میں ہر مسلمان عورت پر فرض ہے اللہ کی ذات صفات میں کسی کو شریک کرنا مثلاً حاضر و ناظر، مختار کل تصرف فی الامور میں غیر اللہ کو شریک کرنا کفر شرک ہے۔

سنج بخش فیض عالم ہے فقط ذات خدا
ناقصاں را بجز کمال ہیں محمد مصطفیٰ

۳: بعض لوگ یوں کہتے ہیں کہ ہمیں مکہ اور مدینہ جا کر اتنا مزہ نہیں آیا جتنا رائے ونڈ میں چلے لگانے کا مزہ آتا ہے یہ وہی بات ہے جو مرزا قادیانی نے کبھی تھی جو دودھ مکہ اور مدینہ سے ملتا تھا اب بند ہو گیا ہے یہ دودھ اب قادیان سے ملے گا۔

بعض لوگ یوں کہتے ہیں کہ کافروں کو نہ مارو کیونکہ اگر مارا تو جہنم میں جائیں گے بلکہ مسلمان بناؤ، اس جملہ کا دوسرا حصہ تو بالکل ٹھیک ہے لیکن پہلا حصہ ان کو نہ مارو درست نہیں بلکہ کفر یہ جملہ ہے اس جملہ کے ساتھ براہ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض پڑتا ہے اس سے

بھی بڑھ کر اللہ پر دلیری کرنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم دیا ہے کہ کافروں کے ساتھ قتال کرو۔ اصل میں یہ جملہ قادیانیوں کی ایجاد ہے قادیانی امت سے جہاد کو منانا چاہتے ہیں۔

۵: کسی بزرگ یا عالم کو الہامی نبی ماننا کفر ہے اور ان کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ غیب جانتے ہیں شرک ہے۔ مولانا الیاس کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ الہامی نبی تھے سراسر کفر ہے اور ان کے بارے میں کہنا کہ وہ غیب جانتے تھے شرک ہے۔ بحوالہ فتاویٰ محمودیہ

۶: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مبارک ہستیاں ہیں اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی ان کی ساتھ دشمنی رکھنے والے ان کی تحقیر کرنے والے اور ایسے لوگوں کے طریقے کی حمایت کرنے والے اور ان پر اعتراض کرنے والے ان کے نمبر لگانے والے سارے اسلام سے خارج ہیں پورے قرآن کا انکار یا کسی ایک لفظ کا انکار کفر ہے۔ اگر کوئی آدمی یوں کہے کہ درس قرآن دے کر مولانا احمد علی لاہوری نے بڑی غلطی کی ہے تو وہ بھی بلاشبہ کافر ہے درس قرآن کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ اس سے گمراہی پھیلتی ہے بذات خود گمراہی ہے۔ علماء نے مسئلہ لکھا ہے اگر جھگڑے وغیرہ میں کسی نے کہا قرآن لاؤ اس کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں دوسرے نے کہا کہ قرآن کو مت لاؤ تو وہ آدمی بھی کافر ہو گیا ایک اور جملہ جو لوگوں کی زبان پر ہے وہ اپنے آپ کو دین دار سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایمان بنانے میں تیرہ سال لگ گئے یہ بالکل غلط اور کفر یہ جملہ ہے اس لیے نبی پاک کی مبارک نگاہ جس مسلمان پر پڑی اس کا ایمان کامل اکمل ہو گیا حضرت اسیر مریضی اللہ عنہ ایمان لانے کے بعد بغیر نماز روزے کے شہید ہو جاتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اسیرم خوش نصیب ہے جو جنت میں پہنچ گیا۔ جس نے آپ کو ایمان کی حالت میں ایک نظر سے دیکھ لیا اس کا ایمان پہاڑ سے مضبوط ہو گیا۔ جس کی گواہی قرآن دیتا ہے اس طرح یہ کہنا کہ مشورہ وحی کا بدل ہے یہ جملہ کفر یہ ہے اور قادیانی ذہنیت کی عکاسی کرتا ہے اور ایسا کہنے والے کی بیوی طلاق ہو جاتی ہے کیونکہ وہ اس لفظ کو ادا کر کے قرآن وحدیث کو ریاض کر دیتا ہے (بحوالہ فتاویٰ محمودیہ صفحہ 327 جلد نمبر 4)

اگر کوئی یہ کہہ دے کہ مسلمانوں سے تو کافر ایچھے ہیں۔ یہ جملہ بھی کفریہ ہے اگر کسی نے یہ کہا کہ فلاں آدمی تمہارے ساتھ سیدھا نہیں چلتا۔ دوسرے نے بھی یہ کہا کہ اللہ بھی اس کے ساتھ سیدھا چلتا یہ بھی جملہ کفریہ ہے جو آدمی یہ کہتا ہے کہ ہم آسمان سے اوپر کی باتیں کرتے ہیں یا زمین سے نیچے کی باتیں کرتے ہیں وہ حکم قرآن کا انکار کرتا ہے اس قسم کے کفریہ الفاظ سے بچنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ مزید تفصیلات کے لیے مفتی عبدالشکور قاسمی کی کتاب ”کفریہ الفاظ اور ان کے احکامات“ کا مطالعہ ضرور فرمائیں۔ کیونکہ دنیاوی زندگی ایک دفعہ ملتی ہے اور اس میں آخرت کی تیاری کا موقع ہے اس ضائع نہ کریں۔

ہمیں اپنے علماء دین سے یہ توقع ہے کہ عوام کی رہنمائی فرمادیں گے اگر مذکورہ کفریہ جملوں اور عقائد سے کوئی توبہ نہ کرے تو اس کے ساتھ میل جول رکھنا جنازہ میں شریک ہونا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہیں۔ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کو کسی نے کہا کہ آپ حق بات کہتے ہیں آپ کے مدرسے کا چندہ بند ہو جائے گا انہوں نے فرمایا کہ میں ایسے چندے پر اہانت بھیجتا ہوں جس میں کسی مخلوق کی رضا مقصود ہو۔ علمائے دیوبند حق کی علامت رہے ہیں۔ حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری حلوہ نہیں کھاتے تھے کسی نے پوچھا کہ آپ حلوہ کیوں نہیں کھاتے تو فرمایا حلوہ مولویوں کے منہ پر سینٹ کا کام کرتا ہے حق بات نہیں کر سکتے۔ خدا رامنہ سے سینٹ اتار لیں اسی وجہ سے علماء دیوبند تنزل کا شکار ہیں۔

زمانے کے تغیر کی کہانی پوچھتے کیا ہو

کہ ہم سے اپنی ہی تصویر پہچانی نہیں جاتی

مولوی عبدالجنان گاؤں منڈا کچھا نمبر

نوٹ: اگر کوئی مسئلہ سمجھ نہ آئے تو علماء حق سے رجوع کیا جائے اور اس خط کو سارے مسلمانوں تک پہنچائیں اپنا ایمان بھی بچائیں دوسروں کا ایمان بھی بچائیں۔ خطباء حضرت جمعہ کے خطبہ میں مسلمانوں کو ان مسائل سے آگاہ کریں۔

هو المصوب

مذکورہ بالا تحریر اہل اسلام کے لیے راہ ہدایت اور ایک مفید تحریر ہے اس میں کچھ باتیں عمل سے تعلق رکھتی ہیں اور کچھ باتیں ایسی ہیں جن سے پرہیز اور احتیاط ضروری ہے تقاضہائے وقت کے مطابق ہر دور میں علمائے حق ایسی نصیحتیں اور وصیتیں کرتے رہے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالمنان دیوبندی نے اس تحریر میں امت مسلمہ کو متنبہ کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے۔ آمین

فقط: محمد عیسیٰ عفی عنہ جامعہ فلاح العلوم نوشہرہ سانسٹی گوجرانوالہ

۱۸ ربیع الآخر ۱۴۳۰ھ جامعہ فلاح العلوم (دارالافتاء)

برطانیہ ۱۱۵ اپریل ۲۰۰۹ نو شہرہ سانسٹی گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد: بندہ عاجز ابو احمد نور محمد قادری تونسوی خادم جامعہ عثمانیہ ترندہ محمد پناہ، تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان تمام اہل اسلام کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ آج سے چند دن قبل رئیس المناظرین استاذ العلماء حضرت مولانا منیر احمد منور استاذ المحدثات جامعہ باب العلوم کمر وژ پکانے ایک طالب علم کے ذریعہ بندہ عاجز کے پاس ایک فتویٰ نہایت عجیبی (جسے گذشتہ صفحات میں آپ نے ملاحظہ فرمایا) اس میں تبلیغی جماعت کے خلاف انتہائی گھٹیا زبان میں زہرا گلا گیا ہے اور نہایت بازاری زبان استعمال کی گئی ہے۔ اس تحریر میں بڑے خطرناک طریقہ سے سادہ لوح عوام کو دعوت و تبلیغ کی عالی شان محنت سے متفر اور برگشتہ کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی ہے اور اس تحریر پر بطور محرر کے مولوی عبدالحمن گاؤں منڈا اچھا مانسہرہ کا نام ہے اور اس تحریر کی تصدیق کرنے والے مفتی محمد عیسیٰ جامعہ فتح العلوم نوشہرہ سانسوی گوجرانوالہ ہیں۔

چنانچہ بندہ عاجز کو برادر محترم حضرت مولانا منیر احمد منور دامت برکاتہم نے اس تحریر کا جواب لکھنے کا حکم فرمایا۔ اسی طرح چند دوسرے احباب نے بھی اس تحریر کے جواب کی ضرورت کا احساس دلایا۔ تو بندہ عاجز نے ”الدین النصیحة“ فرمان نبوی کے تحت جواب لکھنے کا ارادہ کر لیا۔ اس سلسلہ میں اس موضوع کی چند کتابوں کا مطالعہ بھی کیا تاکہ جواب لکھنا آسان ہو جائے لیکن جواب لکھنے سے پہلے چند باتیں بطور تمہید ذہن نشین فرمائیں۔

تمہید 1:

فتویٰ نویس مولوی عبدالحمن کا دل و دماغ تبلیغی جماعت کی دشمنی میں اتنا بھرا ہے کہ اپنی تحریر کے شروع میں اللہ تعالیٰ کا نام گرامی یعنی بسم اللہ لکھنا بھی بھول گیا اور بغیر بسم اللہ کے فتویٰ لکھ کر خود اپنے فتویٰ کو ناقص اور بے برکت بنادیا اور شاذ نبوی ہے ”کمل امر ذی بال

لم یبداء باسم اللہ فهو بائس“ جامع صغیر للسیوطی وغیرہ۔

حیرت کا مقام ہے کہ مفتی محمد عیسیٰ صاحب نے اس تحریر کی تصدیق کر کے اس کو مفید اور راہ ہدایت تو بتایا لیکن محرر کو بسم اللہ نہ لکھنے پر تنبیہ نہیں فرمائی۔

تمہید 2: اس تحریر میں محرر صاحب نے اپنے نام کے ساتھ ”دیوبندی“ کا لاحقہ بھی لگایا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ محرر صاحب نے جو گندی زبان استعمال کی ہے وہ قطعاً علماء اہل حق دیوبندی کی زبان نہیں ہو سکتی یقیناً یہ زبان باطل پرستوں کی ہے۔ غالباً محرر صاحب اپنے اصل مسلک کو چھپا کر اور اپنے آپ کو دیوبندی ظاہر کر کے سیدھی سادی عوام کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں تاکہ اہل دیوبندی نظروں میں اس کے اس فتویٰ کی پذیرائی ہو جائے۔ لیکن وہ اپنے انداز بیان میں اپنی حقیقت واضح کر بیٹھے ہیں۔ اگر چاہنے نام کے ساتھ دیوبندی بھی لکھوایا ہے۔ لہذا اس کی بازاری زبان کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔ جو انہوں نے تبلیغ اور اہل تبلیغ کے حق میں استعمال کیے ہیں۔

نازیبا الفاظ کے چند نمونے:

(۱) جاہل مرکب (۲) خرافات (۳) شورنی کے جاہلوں کے ظلم و ستم (۴) بہت سے گمراہوں کو (۵) امت کو بگاڑنے کی جدوجہد (۶) شام غریباں کا منظر (۷) جاہل دنیا دار، کارخانے دار اور تانگہ چلانے والے ممبر رسول پر قبضہ کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے نظر آتے ہیں (۸) مروجہ اور موجودہ سہ روزہ چلہ انتہائی خطرناک ہے (۹) اس کی وجہ سے علماء کرام مدارس، مکاتب، جہاد، خانقاہوں کے خلاف ذہن بنتا ہے (۱۰) آج کا ہر تبلیغی انبی گمراہوں کا مجموعہ ہے (۱۱) چلے والے جعلی علماء اور چار مہینے والے جعلی مفتی (۱۲) علماء دیوبند کے لئے درد سر بنے ہوئے ہیں (۱۳) گشت بدی جو کہ سراسر تحریف ہے۔ (۱۴) گشت کو دین سمجھنا بدعت اور گمراہی ہے (۱۵) مروجہ اجتماع بہت سارے خرافات پر مبنی ہے

(۱۶) تبلیغی دین کی شکل میں بے دینی پھیلا رہے ہیں (۱۷) تبلیغی قیادت قادیانی فلسفہ کے تحت تبلیغ کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو غیر اعلانیہ قادیانی بنانے پر تلے ہوئی ہے۔ (۱۸) گونگے شیطان (۱۹) مولانا زکریا پر یہ (فضائل اعمال) پانچویں کتاب بھی نازل ہوئی۔ (۲۰) حدیث نبوی کا مفہوم ہے کہ آخری دور میں ایک جماعت مشرق کی جانب سے نکلے گی مگر جہاد ہوگی اور ان کی شکلیں انبیاء کی طرح ہوں گی دل بھیڑیے کے سہ ہوں گے کہیں یہ جماعت وہی تو نہیں (۲۱) اب جاہل امر اور نقلی بزرگوں کا قبضہ ہو گیا۔ (۲۲) لوگ ایمانی صحت پانے کے بجائے انجانے کفریات میں غرق ہو رہے ہیں (۲۳) یہ سب کچھ سوچی سمجھی سازش کے تحت ہو رہا ہے (۲۴) اجتماع میں لوگوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے (۲۵) بڑے بڑے بزرگ کہلانے والے تماشہ دیکھ کر خاموش ہیں (۲۶) علماء دیوبند کے روحانی سپوت حرکت میں آجائیں ورنہ یہ گلستان جاہل امر، سرمایہ داروں اور بد معاشوں کے قبضہ میں جا کر اجڑ جائے گا (۲۷) یہ فضائل گونگے شیطانوں اور باڑے کے ٹٹوں کو حاصل نہیں۔ وغیرہ

قارئین کرام! اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ تبلیغی جماعت اکابر علماء اہل السنۃ دیوبند کثر اللہ سوادہم کی تجویز فرمودہ اور تشکیل کردہ ایک ایسی جماعت ہے جس کی شروع سے علماء اہل حق نے سرپرستی فرمائی ہے اور اس جماعت کی فکر صرف یہی ہے کہ ہماری زندگیوں میں عملی طور پر سو فیصد دین آجائے تو ایک ایسی جماعت کے بارے میں اتنے سنگین جملے اور گندی زبان علماء حق علمائے دیوبند قطعاً استعمال نہیں فرما سکتے۔

اس لیے ہمارا غالب گمان یہی ہے کہ یہ انداز تحریر کسی مماتی، اشاعتی، بیخ بھری موجودہ دور کے معترلی کا ہی ہو سکتا ہے البتہ اپنے اس خبث باطن پر پردہ ڈالنے کے لیے اپنے آپ کو دیوبندی ظاہر کیا ہے۔ ہاں علمائے دیوبند کے بعض حضرات کو اس جماعت کے

طریقہ کار سے اختلاف رہا ہے اور انہوں نے اصلاح کی نیت سے جماعت کے سرکردہ لوگوں کو مشورے بھی دیے ہیں کیونکہ رائے کا یہ اختلاف اگر اپنی حدود میں ہو تو وہ محمود ہے۔ جیسا کہ جمع قرآن کے سلسلہ میں اور قتال مرتدین کے سلسلہ میں خود حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا اختلاف رائے ہوا ہے اور اس کی بیسوں مثالیں اور بھی دی جاسکتی ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ رائے کا یہ اختلاف محمود اور رحمت ہے۔ جن علماء دیوبند نے تبلیغی جماعت کے بعض طریقہ ہائے کار سے اختلاف کیا ہے، وہ سب اسی نوعیت کا ہے۔ لیکن اختلاف رائے کے باوجود کسی اہل علم نے جماعت پر اس قسم کی فتویٰ بازی نہیں کی ہے جو کہ مولوی عبدالحق سے سرزد ہوئی ہے۔

پس ثابت ہوا کہ یہ شخص ہرگز ہرگز دیوبندی نہیں ہے بلکہ دیوبند کا لبادہ اوڑھ کر ایک عظیم الشان دینی کام کو نقصان پہنچانے کی ناپاک کوشش کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے گندم نما جو فریوٹوں سے اس کام کو اور کام کرنے والوں کو اور تمام امت مسلمہ کو محفوظ رکھے آمین! حیرت کا مقام ہے کہ جناب مفتی محمد عیسیٰ صاحب نے ان سنگین الفاظ اور اس گندی زبان پر کوئی تکریر نہیں فرمائی۔ بلکہ تصدیقی دھتکہ فرمادیے۔

کسی نے خوب کہا

کند ہم جنس باہم جنس پرواز

کیوتر با کیوتر باز با باز

تمہید 3:

محرم فتویٰ مولوی عبدالحق کی یہ تحریر دو صفحات پر مشتمل ہے تحریر باریک اور گھنی ہے۔ جناب محرر صاحب نے اپنی اس دو صفحاتی تحریر کا یہ عنوان لکھا ہے ”تبلیغ کی شرعی حیثیت“ ہماری سمجھ کے مطابق اس تحریر کا یہ عنوان صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ جہاں تک تعلق ہے

نفس تبلیغ کا تو اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ تبلیغ تو کتاب و سنت کی سینکڑوں نصوص قطعہ سے ثابت ہے۔

اختلاف تو اس کے طریقہ کار میں ہے۔ لہذا عنوان یوں ہونا چاہیے تھا ”جماعت تبلیغ کی شرعی حیثیت“ یا ”تلیفی جماعت کی شرعی حیثیت“ یا ”مروجہ تبلیغ کی شرعی حیثیت“ بہر حال ایسا عنوان قائم کر کے تبلیغی جماعت کو طعن و تشنیع کا ہدف بنانا قطعاً درست نہیں ہے حیرت ہے کہ اس تحریر کی تصدیق کرنے والے صاحب کو بھی اس طرف التفات نہ ہوا۔

آمد بر سر مطلب:

اب ہم تحریر کنندہ کی تحریر کا جائزہ لیتے ہیں۔ یوں تو محرر صاحب نے اپنی اس تحریر میں بہت کچھ لغاطی کی ہے لیکن ان کا زیادہ زور قلم اس پر خرچ ہوا ہے کہ تبلیغیوں کا مشورہ، گفت، اعلانی گفت، سرورزہ اور چلہ وغیرہ امور بدعت ہیں کیونکہ یہ کام حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے، جناب محرر صاحب کا مندرجہ بالا امور کو بدعت کے زمرہ میں شامل کرنا اس پر مبنی ہے کہ وہ بدعت اور سنت کی تعریف اور اقسام سے بالکل نا بلد ہے۔ اگر ان کو سنت اور بدعت کی تعریفات اور اطلاقات کا علم ہوتا تو وہ قطعاً اس فتویٰ بازی کی جرأت نہ کرتے۔ لہذا اب سب سے پہلے سنت اور بدعت کی تعریف کو اکابر علماء دینیوں کی تحریرات کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔

سنت اور بدعت کی تعریف:

شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”سنت“ طریقہ“ کو کہتے ہیں پس عقائد، اعمال، اخلاق، معاملات اور عادات میں آنحضرت ﷺ نے جو طریقہ اپنایا وہ ”سنت“ ہے اور اس کے خلاف ”بدعت“ ہے طریقہ نبوی ﷺ کا علم ہمیں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے ہوگا..... خلفائے راشدین کی سنت بھی ”سنت نبوی“ کا حکم رکھتی ہے.....

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہی دراصل آنحضرت ﷺ کی سنت مطہرہ کا آئینہ ہے..... ان تین زبانوں میں (خیر القرون) بغیر کسی روک ٹوک کے جس چیز پر مسلمانوں کا عمل درآمد رہا وہ سنت کے دائرہ میں آتی ہے۔ سنت کی اس تشریح سے بدعت کی حقیقت خود بخود معلوم ہو جاتی ہے۔ یعنی جو چیز آنحضرت ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں معمول و مروج نہ رہی ہو، اسے دین کی بات سمجھ کر کرنا ”بدعت“ کہلاتا ہے۔ (اختلاف امت اور مراد مستقیم حصہ اول ص ۹۳ تا صفحہ ۹۵)

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں بدعت ان چیزوں کو کہتے ہیں ”جن کی اصل شریعت سے ثابت نہ ہو یعنی قرآن مجید اور احادیث شریف میں اس کا ثبوت نہ ملے اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں اس کا وجود نہ ہو اور اسے دین کا کام سمجھ کر کیا یا چھوڑا جائے (تعلیم الاسلام حصہ چہارم ص ۲۷)

حضرت مولانا حافظ مومن خاں عثمانی اپنی کتاب ”بدعت اور بدعتی“ کے صفحہ 31 پر بحوالہ تفسیر عثمانی لکھتے ہیں: ”بدعت کہتے ہیں ایسا کام کرنا جس کی اصل کتاب و سنت اور قرون مشہود لہا بالخیر میں نہ ہو اور اس کو دین اور ثواب کا کام سمجھ کر کیا جائے۔“

شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”سنت و بدعت باہم متقابل ہیں جب کہا جائے کہ فلاں چیز ”سنت“ ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ ”بدعت“ نہیں اور جب کہا جائے کہ یہ چیز ”بدعت“ ہے تو اس کے دوسرے معنی یہ ہوتے ہیں کہ یہ چیز خلاف ”سنت“ ہے۔“

(اختلاف امت اور مراد مستقیم حصہ اول ص ۹۳)

نیز سنت و بدعت کی یہ تعریفات راہ سنت، شامل کلمہ جلد 1 فتاویٰ رحیمیہ جلد 1

اور مزید حوالہ جات بدعت اور بدعتی وغیرہ کتب میں ملاحظہ فرمائیں۔

حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

سنت و بدعت کی بہترین تشریح:

خیر القرون کے بعد دو چیزیں ایجاد کی گئیں ہیں ان کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ کہ ان کا سبب داعی بھی جدید ہے اور وہ موقوف علیہ کسی مامور بہ کی ہیں (یعنی شریعت کا کوئی حکم اس پر موقوف ہے) کہ بغیر ان کے اس مامور بہ پر عمل نہیں ہو سکتا جیسے کتب دینیہ کی تصنیف و تدوین، مدرسوں اور خانقاہوں کی بناء کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں ان میں سے کوئی شے نہ تھی اور سبب داعی ان کا جدید ہے اور نیز یہ چیزیں موقوف علیہ ایک مامور بہ کی ہیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ یہ سب کو معلوم ہے کہ دین کی حفاظت سب کے ذمہ ضروری ہے اس کے بعد سمجھ کہ زمانہ خیریت (خیر القرون) میں دین کی حفاظت کے لئے ان وسائل محدث (جدید وسائل) میں سے کسی شے کی ضرورت نہ تھی۔ تعلق مع اللہ یا بالفاظ دیگر نسبت سلسلہ سے حضرت نبوت ﷺ کی برکت سے سب مشرف تھے۔ قوت حافظہ اس قدر قوی تھا کہ اس کی ضرورت ہی نہ تھی کہ سبق کی طرح ان کے سامنے تقریریں کی جائیں ورنہ دین بھی غالب تھا اس زمانہ کے بعد دوسرا زمانہ آیا غفلتیں بڑھتی گئیں قوی کمزور ہو گئے اور اہل ہوا اور عقل پرستوں کا غلبہ ہوا۔ تدین مغلوب ہونے لگا۔ پس ضرورت واقع ہوئی کہ دین کی تکمیل اجزاء (اس کے تمام شعبوں کی) تدوین کی جائے۔ چنانچہ کتب دینیہ، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، عقائد میں تصنیف ہوئیں اور ان کی تدریس کے لئے مدارس تعمیر کیے گئے۔ اسی طرح نسبت سلسلہ کے اسباب تقویت و ابقاء کے لئے عام رغبت نہ رہنے کی وجہ سے مشائخ نے خانقاہیں بنائیں اس لیے کہ بغیر ان چیزوں کے دین کی حفاظت کی کوئی صورت نہ تھی۔

پس یہ چیزیں وہ ہیں کہ سبب ان کا جدید ہے کہ وہ سبب خیر القرون میں نہ تھا اور یہ چیزیں مامور بہ یعنی حفاظت دین کا موقوف علیہ ہیں۔ پس یہ اعمال کو صورتاً بدعت ہیں لیکن واقع میں ”بدعت“ نہیں بلکہ حسب قاعدہ مقلدۃ الواجب واجب ہیں اور دوسری قسم وہ چیزیں ہیں جن کا سبب قدیم ہے جیسے میلاد مروجہ تیجہ، دسواں، چہلم وغیرہ امن البدعات ان کا سبب قدیم ہے۔ مثلاً:

میلاد کے منعقد کرنے کا سبب طرح علی الولادۃ النبویہ (حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی) ہے اور یہ سبب حضور ﷺ کے زمانہ میں بھی موجود تھا لیکن حضور ﷺ یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ مجاس منعقد نہیں کیے۔ کیا نعوذ باللہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا فہم یہاں تک نہیں پہنچا؟ اگر اس کا سبب اس وقت نہ ہوتا تو البتہ یہ کہہ سکتے تھے کہ منشاء ان کا موجود نہ تھا لیکن جبکہ باعث اور بنا اور مدار موجود تھا پھر کیا وجہ ہے کہ نہ حضور ﷺ نے کبھی میلاد منعقد کیا اور نہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے۔ ایسی شے کا حکم یہ ہے کہ وہ ”بدعت“ ہے صوبہ بھی اور معتاد بھی اور حدیث (من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فہو رد) میں داخل ہو کر مقبول ہے یہ قاعدہ کلیہ ہے بدعت اور سنت کے پہچاننے کا اس سے تمام جزئیات کا حکم مستنبط ہو سکتا ہے۔

سنت و بدعت کا فرق اور اس کی پہچان کا طریقہ:

- 1: ان دو قسموں میں ایک اور فرق عجیب ہے کہ پہلی قسم کے تجویز کرنے والے علما ہوتے ہیں اور اس میں عوام تصرف نہیں کرتے اور دوسری قسم کے تجویز کرنے والے عوام کا لانا عام ہوتے ہیں اور وہی اس میں ہمیشہ تصرف کیا کرتے ہیں چنانچہ مولود شریف کی مجلس کو ایک بادشاہ نے ایجاد کیا اس کا شمار عوام میں ہے اور عوام ہی اب تک کر رہے ہیں
- 2: ایک پہچان بدعت کی بتلائے دیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جو بات قرآن و حدیث و اجماع

اور قیاس چاروں میں سے کسی سے بھی ثابت نہ ہو اور اس کو دین سمجھ کر کیا جائے وہ بدعت ہے اس پہچان کے بعد دیکھ لیں، عرس کرنا، فاتحہ دلانا، تخصیص تعیین کو ضروری سمجھ کر ایصال ثواب کرنا وغیرہ وغیرہ جتنے اعمال ہیں کسی اصل سے ثابت ہیں؟ اور ان کو دین سمجھ کر کیا جاتا ہے یا نہیں؟

3: بدعت کے قبیح ہونے کی ایک یہ پہچان ہے کہ دیکھو اس کی طرف میلان اور اس کا اہتمام علماء کو زیادہ ہے یا عوام کو؟ بدعتی عقیدہ اپنا ایک پیہر خرچ نہیں کرتے ہاں کھانے کو موجود ہو جاتے ہیں۔ جہلا کو اہتمام زیادہ ہوتا ہے خود علمائے بدعت کے قلوب میں بدعت کی وقعت نہیں اور جن چیزوں کو ہم اچھا سمجھتے ہیں ہم خود بھی کرتے ہیں چاہے خرچ کرنا پڑے جیسے کہ قربانی۔ پھر عوام میں بھی دیکھنا چاہیے کہ دین دار کتنے کرتے ہیں؟ اور بدین کتنے کرتے ہیں؟ بعض صالح ہوتے ہیں اور بہت کم کرتے ہیں اور اکثر فاسق و فاجر رشوت خور ہوتے ہیں۔

احداث للدين و احداث في الدين:

بدعت کی حقیقت تو یہ ہے کہ اس کو دین سمجھ کر اختیار کرے اگر معاملہ سمجھ کر اختیار کرے تو بدعت کیسے ہو سکتا ہے پس ایک احداث للدين ہے اور ایک احداث في الدين ہے۔ احداث للدين معنی سنت ہے اور احداث في الدين بدعت ہے (ایک صاحب نے جا کر) اعتراض کے طور پر لکھا کہ تم نے جو اوقات کا انضباط کیا خیر القرون میں یہ انضباط نہ تھا اس لیے یہ سب بدعت ہے۔ (تو فرمایا) اگر بدعت کے یہ معنی ہیں جو ان حضرات نے سمجھے ہیں کہ جو چیز خیر القرون میں نہ ہو تو بدعت ہے تو خیر القرون میں تو ان کا وجود نہ تھا پس یہ بھی مجسم بدعت ہوئے ان بزرگ کو بدعت کی تعریف بھی معلوم نہیں۔ یہ انضباط کسی کے اعتقاد میں عبادت تو نہیں اس لیے ان کا خیر القرون میں نہ ہونا اور اب ہونا بدعت کو مستلزم نہیں۔

خیر القرون میں ہونے کی ضرورت اس وقت ہے جب کہ اس فعل کو من حیث العبادت کیا جائے اور اگر من حیث الانتظام کیا جائے وہ بدعت نہیں ایک حدیث ”حیاء المسلمین“ میں شکل ترمذی سے درج کی گئی ہے اس سے ظہار بھی معمول نبوی ﷺ کا انتظام معلوم ہوتا ہے یہ حدیث روح، مشتم میں ہے۔

(تحفۃ العلماء جلد ۲ ص ۱۳۸، ۱۳۹ مرتبہ مفتی محمد زید اعظمی)

نیز مفتی سید عبدالرحیم لاچھوری بیٹھتے لکھتے ہیں: ”یہاں یہ سمجھ لیا جائے کہ احادیث میں جس ”بدعت“ کی مذمت آئی ہے اس سے وہ ”بدعت“ مراد ہے جسے شرعی اعتبار سے ”بدعت“ کہا جائے اور شرعی اعتبار سے بدعت کی تعریف اور اس کے متعلق کافی وضاحت از صفیہ..... تا صفیہ..... پر آچکی ہے۔ اس لئے ہر نئی بات کو ”بدعت“ منوعہ نہیں کہا جاسکتا۔ بلکہ جو عمل ”فی الدین“ یعنی دین کے اندر بطور اضافہ اور کی بیشی کے ہو اور اسے دین قرار دے کر اور عبادات وغیرہ دینی امور کی طرح ثواب اور رضائے الہی کا ذریعہ سمجھ کر کیا جائے حالانکہ شریعت میں اس کی کوئی دلیل نہ ہو۔ نہ قرآن و سنت سے نہ قیاس و اجتہاد سے۔ جیسے: عیدین کی نماز میں اذان اور اقامت کا اضافہ وغیرہ وغیرہ، یہ تو بدعت ہے اور جو نیا کام ”للدين“ ہو یعنی دین کے استحکام و مضبوطی اور دینی مقاصد کی تکمیل و تحصیل کے لیے ہوا ہے ”بدعت منوعہ“ نہیں کہا جاسکتا جیسے جمع قرآن کا مسئلہ، قرآن میں اعراب لگانا، کتب احادیث کی تالیف اور ان کی شرحیں لکھنا اور ان کتابوں کا صحیح بخاری، صحیح مسلم وغیرہ نام رکھنا۔ اسی طرح احکام فقہ کا مدون کرنا اور ان کو مرتب کرنا اور مذاہب اربعہ کی تعیین اور ان کا حنفی، شافعی، مالکی، اور حنبلی نام رکھنا۔ مدارس، مکاتب اور خانقاہیں بنانا، ان تمام امور کو بدعت نہیں کہا جاسکتا اسی طرح آج کل کی نو ایجاد چیزیں، سفر کے جدید ذرائع، ریل، موٹر، ہوائی جہاز وغیرہ ان چیزوں کو بھی بدعت نہیں کہا جاسکتا، اس لیے کہ ان کو دین

اور ثواب اور رضائے الہی کا کام سمجھ کر استعمال نہیں کیا جاتا۔ لہذا جو لوگ یوں کہہ دیتے ہیں کہ جب ہر نئی چیز بدعت ہے تو یہ تمام نو ایجادات بھی بدعت ہونا چاہیے اور ان کو استعمال نہ کرنا چاہیے یہ صریح جہالت ہے یا عوام کو دھوکا دیتا ہے۔“

(فتاویٰ رحمیہ ج ۲ ص ۱۹۰)

نیز شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”ان تین زمانوں کے بعد جو چیزیں وجود میں آئی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جن کو خود مقصود سمجھا جاتا ہے۔ دوسری وہ جو خود مقصود بالذات نہیں بلکہ مامور شرعی کے حصول کا ذریعہ سمجھ کر ان کو کیا جاتا ہے مثلاً قرآن کریم اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں دین کا علم سیکھنے سکھانے اور پڑھنے پڑھانے کے بے شمار فضائل آئے ہیں اور اس کی نہایت تاکید فرمائی گئی ہے۔ اب حصول علم کے وہ ذرائع جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رضی اللہ عنہم کے زمانہ کے بعد ایجاد ہوئے ان کو اختیار کرنا، بدعت نہیں کہلائے گا۔ (بشرطیکہ وہ بذات خود جائز ہوں) کیونکہ یہ ذرائع خود مقصود بالذات نہیں بلکہ مامور شرعی کا ذریعہ محض ہیں۔

اسی طرح مثلاً قرآن کریم اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جہاد کے بہت سے فضائل آئے ہیں تو جن ذرائع سے جہاد کیا جاتا ہے اور جو اختیار جہاد میں استعمال کیے جاتے ہیں ان کو اختیار کرنا محض اس لیے ”بدعت“ نہیں کہلائے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے مبارک دور میں یہ آلات ذرائع نہیں تھے۔ کیونکہ یہ ذرائع خود مقصود بالذات نہیں نہ ان کو بذات خود دین سمجھ کر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ”سفر حج“ بہت بڑی عبادت ہے مگر سفر کے جدید ذرائع اختیار کرنا بدعت نہیں کیونکہ ہوائی جہاز یا بحری جہاز کے بیٹھنے کو بذات خود عبادت نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ حصول عبادت کا ذریعہ تصور کیا جاتا ہے۔ الغرض جو چیزیں مامورات شرعیہ کے لیے ذریعہ اور وسیلہ کی حیثیت رکھتی ہیں ان کا استعمال جائز ہے لیکن کسی

چیز کو بذات خود دین کے کام کی حیثیت سے ایجاد کرنا بدعت ہے۔“

(اختلاف امت اور صراطِ مستقیم ص ۹۶ حصہ اول)

قارئین کرام! یہیں عبارات اکابر سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ بدعت ہر ایسے کام کو کہتے ہیں، جو اپنی مخصوص شکل و صورت کے ساتھ خیر القرون میں موجود نہ ہو اور اسے مقصود بالذات اور اصل دین اور کارِ ثواب سمجھ کر کیا جائے، پس وہ امور جو خیر القرون میں موجود نہ تھے اور بعد میں ایجاد ہوئے لیکن انہیں دین اور کارِ ثواب نہیں سمجھا جاتا مثلاً سائیکل وغیرہ کی سواری، چائے کا کپ اور سوڈے کی بوتل وغیرہ۔ تو یہ امور باوجود نو ایجاد ہونے کے اس لیے بدعت کے زمرہ میں نہیں آتے کہ کوئی شخص ان کو دین اور کارِ ثواب نہیں سمجھتا۔ جبکہ بدعت تو وہ ہے کہ دین میں کوئی چیز نئی ایجاد کی جائے۔

اسی طرح وہ امور جو اپنی خاص شکل و صورت کے ساتھ خیر القرون میں موجود نہ تھے بلکہ بعد میں ایجاد ہوئے لیکن ان کو مقصود بالذات اور اصل دین نہیں سمجھا جاتا بلکہ وہ شریعت کے کسی مامور بہ کے لیے آلہ، ذریعہ اور واسطہ ہیں۔ جیسا کہ مدارسِ دینیہ کی موجودہ ترتیب اور نصابِ تعلیم وغیرہ یا خانقاہی نظام کی موجودہ ترتیب اور سائیکلین راہ کے لیے اسباق اور مجاہدات وغیرہ، یا جہاد کی موجودہ نئی شکلیں، یا کتب دینیہ کی تالیف و تصنیف یا موجودہ تنظیمیں اور تحریکیں وغیرہ یہ سب امور بدعت کے زمرہ میں نہیں آتے کیونکہ ان کو اصل دین اور مقصود بالذات نہیں سمجھا جاتا بلکہ یہ چیزیں تو صرف منزلی مقصود تک پہنچنے کے وسیلے اور ذریعے ہیں۔ یہ وہ امور ہیں، ان کا داعیہ خیر القرون میں موجود نہیں تھا اور اب ان کی ضرورت پڑ گئی ہے کیونکہ داعیہ موجود ہے مثلاً صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں صرف دُخو کی تعلیم کی اس لیے ضرورت نہیں تھی کیونکہ وہ لوگ صاحبِ زبان تھے اور قرآن ان کی زبان میں نازل ہوا۔ وہ بغیر صرف دُخو کی تعلیم کے قرآن وحدیث کے مطالب کو سمجھتے تھے

لیکن اب صرف ونحو کے حاصل کیے بغیر قرآن وحدیث کا سمجھنا مشکل ہے۔ لہذا ہماری صرف ونحو کی تعلیم قرآن کے لیے موقوف علیہ ہے اور اب اس کی ضرورت بھی ہے۔ تو عینہ دعوت و تبلیغ کی موجودہ ترتیب کو سمجھنے، مثلاً گشت، شب جمعہ کا جوڑ، سر روزہ، چلہ، وغیرہ بھی مقصود اصلی نہیں ہیں۔ بلکہ اصل مقصد دین پر چلنا ہے اور یہ امور اس کے لیے ایک واسطہ اور ذریعہ ہیں لہذا قطعاً یہ بدعت شرعیہ نہیں ٹھہریں گے۔

ملفوظ مبارک:

چنانچہ بانی جماعت تبلیغ حضرت اقدس مولانا محمد الیاس نور اللہ مرقدہ کا ایک ملفوظ ملاحظہ فرمائیں:

”ہماری اس تحریک کا اصل مقصد ہے مسلمانوں کو ”جميع ما جاء به النبي ﷺ“ سکھانا۔ (یعنی اسلام کے پورے علمی و عملی نظام سے امت کو وابستہ کر دینا) یہ تو ہے ہمارا اصل مقصد، رہی قافلوں کی یہ چلت پھرت اور تبلیغی گشت سو یہ اس مقصد کے لیے ابتدائی ذریعہ ہے اور کلہ و نماز کی تلقین و تعلیم گویا ہمارے پورے نصاب کی الف، ب، ت، ہے۔“

(ملفوظات مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ ص ۳۲)

تو مولانا کی اس وضاحت کے بعد تبلیغی جماعت کے موجودہ طریقہ کار کو ”بدعت“ کہنا بہت بڑی جسارت ہے۔ نہ معلوم ہمارے ان مفتیان کرام نے کیسے اتنی بڑی جسارت کی ہے۔ پھر تعجب یہ ہے اس تحریر کے محرر جناب مولوی عبداللہ خان نے بھی حضرت کا یہی ملفوظ اپنے فتویٰ میں نقل کیا ہے [اگرچہ حوالہ دینے میں خیانت کی ہے] بہر حال! یہ تسلیم کیا ہے کہ چلہ، سر روزہ یہ ذریعہ دین ہیں اصل مقصد نہیں ہیں یا دوسرے لفظوں میں بقول حکیم الامت یہ امور احداث للدين ہیں احداث فی الدين نہیں ہیں۔ ان کا تعلق صرف انتظامی امور سے ہے۔

تبلیغی جماعت کے امور کی موجودہ شکل و صورت کی حیثیت واضح ہو جانے کے بعد اب بدعت کا فتویٰ تو خود غلط ہے لیکن اکابر نے جو ترتیب مقرر فرمائی ہے وہ کتاب وسنت سے خاص مناسبت رکھتی ہے۔ مثلاً ”سر روزہ“ کو لے لیجیے شریعت کے بہت سے امور تین کے عدد کے ساتھ خاص ہیں: عورت کی ناپاکی کی کم از کم مدت تین دن ہے وہ تین دن میں ناپاکی سے پاکی کی حالت میں آ جاتی ہے۔ تو حالت تبدیلی میں تین کے عدد کو خاص دخل ہے۔ تو اسی لیے سر روزہ مقرر ہوا تا کہ سر روزہ لگانے والا دنیا کی محبت سے آزاد ہو کر دین کی طرف آ جائے اور اس کی موجودہ دنیوی حالت دین کے ساتھ تبدیل ہو جائے۔

سفر اور اقامت کے احکام بھی تین دن کے ساتھ تبدیل ہو جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ جہاں تک تعلق ہے ”چلہ“ کا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو کوہ طور پر ”چلہ“ لگانے کا حکم دیا تھا اور قرآن مجید میں ہے۔ ”فَتَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهِ اَرْبَعِينَ لَيْلَةً“ باقی رہا ”گشت“ اس میں کوئی شک نہیں کہ فارسی کا لفظ ہے۔ لیکن صرف فارسی ہونے کی وجہ سے اگر قباحت آ جاتی ہے تو ہمارا نماز روزہ بھی تو فارسی کا لفظ ہے، اصل نام تو صوم وصلوہ ہیں لہذا صوم وصلوہ کو نماز روزہ کہنے سے کوئی قباحت لازم نہیں آتی تو دین کے لیے چلنے پھرنے کو، کہیں آنے جانے کو اگر ”گشت“ کہہ دیا گیا تو اس میں بھی کوئی قباحت نہیں آئے گی۔

کیا حضور اکرم ﷺ تبلیغ رسالت کے لیے لوگوں کے پاس چل کر نہیں جاتے تھے؟ کیا آپ ﷺ عرب کے مشہور میلوں اور منڈیوں میں جیسے عکاظ، جندہ اور ذی الحجاز میں جا کر دین کی تبلیغ نہیں کیا کرتے تھے؟ کیا آپ ﷺ موسم حج میں منیٰ میں جا کر لوگوں کو دین کا پیغام نہیں سناتے تھے؟ کیا آپ ﷺ تبلیغ دین کے لیے طائف تشریف نہیں لے گئے تھے؟ اب یہ مفتیان کرام ہمیں بتائیں کہ آپ ﷺ کا یہ آنا جانا اور چلت پھرت ”گشت“

نہیں تھا تو اور کیا تھا؟

باقی رہا دین کی خاطر ”چار ماہ“ اللہ کی راہ میں لگانا تو شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ اس کو بھی انسان کی زندگی میں انقلاب لانے کا موثر ذریعہ سمجھتے ہیں جیسا کہ ماں کے پیٹ کے اندر جب بچہ مختلف مراحل سے گزر کر ”چار ماہ“ کا ہو کر شکل انسانی میں آ جاتا ہے تو روح پھونک دی جاتی ہے پس اگر تبلیغ والوں کا چار ماہ لگانا اس لیے بدعت پڑے گا کہ اس کا ثبوت نہیں ہے تو ہمارے مدارس کا آٹھ سالہ تعلیمی کورس بطریق اولیٰ بدعت ٹھہرے گا حالانکہ وہ بھی ایک ذریعہ دین ہے یہ بھی ایک ذریعہ دین ہے۔ مقصد تو دین پر چلنا ہے لہذا ذرائع اور وسائل کو ”بدعت“ کہنا کم عقلی اور کم فہمی ہے۔

شب جمعہ سے متعلق شبہ اور اس کا ازالہ:

اہل تبلیغ کا اپنے اپنے مراکز میں جمعہ کی رات کو جمع ہو کر تبلیغ کرنا اور پھر اللہ کے راستے میں نکلنے کی ترغیب دینا بھی دین پر چلنے کا ایک ذریعہ اور واسطہ ہے۔ ”شب جمعہ“ کو جمع ہونا وہ اصل مقصد نہیں سمجھتے، لہذا اس پر بدعت کا فتویٰ نہیں لگایا جاسکتا۔ باقی محرر فتویٰ کا یہ شبہ کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”لا تلتصقوا ليلة الجمعة بقیام من بین اللیالی“ (مشکوٰۃ)

کہ شب جمعہ کو قیام اللیل کے لیے مخصوص کرنا منع ہے تو ہمارے مفتیان کرام کو معلوم ہونا چاہیے کہ تبلیغ والے شب جمعہ کو قیام اللیل کے لیے مخصوص نہیں کرتے۔ قیام اللیل تو وہ ساری زندگی اور ہر رات کرتے ہیں۔ ان کا یہ اجتماع تو تبلیغ دین کے لیے ہوتا ہے۔ حدیث کے الفاظ میں اگر غور کیا جائے تو وہاں بھی ممانعت صرف اس بات کی ہے کہ صرف جمعہ کی رات کو قیام اللیل کیا جائے اور راتوں میں نہ کیا جائے۔ شاید ہمارے مفتیان کرام نے حدیث میں غور ہی نہیں کیا اگر ان کا ”شب جمعہ“ کا جوڑ اس حدیث کی رو سے ممنوع ٹھہرتا

ہے تو ہمارے مدارس کی جمعہ کی چھٹی بھی ممنوع ٹھہرے گی۔

کیا تبلیغیوں کا مسجد میں سونا جائز ہے؟؟

جناب محرر فتویٰ کو یہ بھی اعتراض ہے کہ تبلیغ والے مسجد میں کیوں سوتے ہیں؟ جبکہ ان کو مسجد میں سونا جائز نہیں ہے۔ تو گزارش یہ ہے کہ خود محرر فتویٰ نے مسافر، مکلف اور طالب علم کو مسجد میں سونے کی اجازت دی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ تبلیغ والے مسافر بھی ہوتے ہیں، طالب علم بھی اور اعکاف کی نیت کر کے سونے والے بھی ہوتے ہیں۔ لہذا اعتراض کہاں کیا؟ جبکہ اجازت تو خود دی۔ باقی رہا ان کا یہ کہنا کہ یہ لوگ مسجد میں سونے کو عمل دین، کار ثواب سمجھ کر اس کی عادت ڈالتے ہیں یہ ان پر الزام ہے یہ اسے ایک ضرورت سمجھتے ہیں، ضرورت اور مجبوری کے وقت مسجد میں سونے کی اجازت خود محرر فتویٰ نے دے دی ہے۔

کیا شب جمعہ کا اجتماع ممنوع ہے؟

باقی رہا محرر فتویٰ کا یہ ارشاد کہ ”شب جمعہ کے حضور ﷺ کی جانب سے ممنوع اجتماع کو بلا دلیل عمل قربت اور عمل ثواب مانا لیا“

تو اس بارے میں گزارش ہے کہ یہ مفتیان کرام ہمیں بتائیں کہ تبلیغ دین کی خاطر شب جمعہ کا یہ اجتماع کس حدیث کی رو سے ممنوع ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے کہاں شب جمعہ کے اجتماع کو صحیح فرمایا ہے۔ اگر دعوت و تبلیغ کے لیے شب جمعہ کا یہ اجتماع ممنوع ہے اور بدعت قبیحہ ہے تو ہمارے مدارس دینیہ میں شب جمعہ میں علماء جمع ہو کر تقریریں کرنا سیکھتے ہیں تو کیا یہ بھی ممنوع اور بدعت ہوگا اور بعض مدارس میں مدرسہ کا کوئی استاد شب جمعہ میں طلباء کو جمع کر کے اصلاحی بیان کرتا ہے تو کیا یہ بھی ممنوع اور بدعت ہوگا؟ نہیں نہیں! اور ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ تو احداث للددین کی مد میں آئے گانہ کہ احداث للہی الدین کی مد میں۔

حیرت کا مقام !!!

ہمارے عمر فتویٰ لکھتے ہیں: ”اگر علماء کرام شب جمعہ میں قرآن و حدیث بیان کرتے تو کچھ عجائز نکل آتی۔“

دیکھئے خود اعتراف کر رہے ہیں کہ شب جمعہ کے اجتماع میں علماء قرآن و حدیث بیان کریں تو عجائز نکل آتی۔

اولاً: تو گزارش یہ ہے کہ شب جمعہ کے ان اجتماعات میں علماء بھی قرآن و حدیث بیان فرماتے ہیں۔ اگر کہیں باقاعدہ عالم نے نہیں بلکہ علماء اور بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنے والے نے چھ نمبر یعنی کلمہ، نماز، علم و ذکر، اکرام مسلم، اخلاص نیت، دعوت و تبلیغ کے موضوع پر بیان کر دیا تو عجائز کیوں نہیں نکلتی؟؟؟ وجہ فرق مفتیان کرام خود بتائیں گے۔ دیدہ باید

عمر فتویٰ کا ”شب جمعہ“ کو [شام غریباں] کہنا بہت بڑی جسارت ہے اور شام غریباں کے پس منظر سے ناواقفیت کی دلیل ہے ورنہ وہ کبھی ایسے الفاظ استعمال کرنے کی جرات نہ کرتے۔

تبلیغ والے اصلاح کرتے ہیں یا گمراہ:

عمر فتویٰ لکھتے ہیں: ”جب جاہل، دنیا دار، کارخانے دار، تانگہ چلانے والے امیر رسول ﷺ پر قبضہ کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے نظر آتے ہیں۔“

محرر صاحب کا یہ بہت بڑا جھوٹ ہے اور ہر عقل مند آدمی اسے جھوٹ ہی سمجھے گا جماعت والوں کی پر خلوص محنت سے ہزاروں بلکہ لاکھوں افراد کو ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ کتنے گناہ گار ہیں جنہیں تو یہ نصیب ہوئی۔

بہر حال! یہ گمراہ کرنے والے نہیں ہیں بلکہ اصلاح کرنے والے ہیں۔ البتہ ان کی اصلاحی محنت سے وابستہ کوئی فرد شیطان کے بہکاوے سے بہک گیا، راہِ راست سے

بٹ گیا، اس میں جماعت کا کیا قصور ہے؟ کیا ہمارے دینی مدارس میں تعلیم پانے والے کتنے لوگ ہیں جو حیات النبی ﷺ، عذاب قبر، عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کا اور مسئلہ تو سل وغیرہ کا انکار کر بیٹھے ہیں۔ مدارس تو اصلاحی ادارے ہیں جس میں لاکھوں انسان فیض یاب ہو رہے ہیں اور صراطِ مستقیم پر چل رہے ہیں۔ اس کے باوجود جو گمراہ ہو رہا ہے، وہ اس کی اپنی بد قسمتی ہے۔ اسی طرح تبلیغ میں لگنے کے باوجود اگر کوئی گمراہ ہو گیا تو یہ بھی اس کی اپنی بد قسمتی ہے۔

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست

در باغ لالہ روید و در شور یوم خس

کیا اہل تبلیغ علم اور اہل علم سے مستغنی ہیں:

عمر فتویٰ کو اعتراض ہے: ”افسوس یہ ہے کہ لوگ اس موجودہ رسمی تبلیغ میں جتنے نعو ہو جاتے ہیں اتنے ہی علوم اور علماء سے مستغنی ہو جاتے ہیں۔“

جواباً گزارش ہے کہ مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ نے علم اور اہل علم کی اپنے ملفوظات میں بڑی اہمیت بیان فرمائی ہے اور تبلیغ والوں کو علماء سے وابستہ رہنے کی تاکید فرمائی ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں: ”ہمارے عام کارکن جہاں جائیں وہاں کے حقانی علماء صلحا کی خدمت میں حاضری کی کوشش کریں۔ لیکن یہ حاضری صرف استفادہ کی نیت سے ہو اور ان حضرات کو براہ راست اس کام کی دعوت نہ دیں۔ وہ حضرات جن دینی کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کو تو وہ خوب جانتے ہیں اور ان کے منافع کا وہ تجربہ رکھتے ہیں اور تم اپنی یہ بات ان کو اچھی طرح سے سمجھا نہ سکو گے یعنی تم ان کو اپنی باتوں سے اس کا یقین نہیں دلا سکو گے کہ یہ کام ان کے دوسرے مشاغل سے زیادہ دین کے لیے مفید اور زیادہ منفعت بخش ہے۔

نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ تمہاری بات کو مانیں گے نہیں اور جب ایک دفعہ ان کی طرف

۱۰۰ سال قبل محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی پہلی مسجد بنائی۔ اس کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام نے رکھی تھی۔ اس کی تعمیر حضرت نوح علیہ السلام نے مکمل کی تھی۔ اس کی توسیع حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی۔ اس کی تزئین و آرائش حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کی تھی۔ اس کی حفاظت حضرت یونس علیہ السلام نے کی تھی۔ اس کی تعمیر و ترمیم حضرت داؤد علیہ السلام نے کی تھی۔ اس کی تعمیر و ترمیم حضرت سلیمان علیہ السلام نے کی تھی۔ اس کی تعمیر و ترمیم حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کی تھی۔ اس کی تعمیر و ترمیم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔

- (۱۰۰ سال قبل)
- ۱- اس کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام نے رکھی تھی۔
 - ۲- اس کی تعمیر حضرت نوح علیہ السلام نے مکمل کی تھی۔
 - ۳- اس کی توسیع حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی۔
 - ۴- اس کی تزئین و آرائش حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کی تھی۔
 - ۵- اس کی حفاظت حضرت یونس علیہ السلام نے کی تھی۔
 - ۶- اس کی تعمیر و ترمیم حضرت داؤد علیہ السلام نے کی تھی۔
 - ۷- اس کی تعمیر و ترمیم حضرت سلیمان علیہ السلام نے کی تھی۔
 - ۸- اس کی تعمیر و ترمیم حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کی تھی۔
 - ۹- اس کی تعمیر و ترمیم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔

۱۰۰ سال قبل محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی پہلی مسجد بنائی۔ اس کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام نے رکھی تھی۔ اس کی تعمیر حضرت نوح علیہ السلام نے مکمل کی تھی۔ اس کی توسیع حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی۔ اس کی تزئین و آرائش حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کی تھی۔ اس کی حفاظت حضرت یونس علیہ السلام نے کی تھی۔ اس کی تعمیر و ترمیم حضرت داؤد علیہ السلام نے کی تھی۔ اس کی تعمیر و ترمیم حضرت سلیمان علیہ السلام نے کی تھی۔ اس کی تعمیر و ترمیم حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کی تھی۔ اس کی تعمیر و ترمیم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔

(۱۰۰ سال قبل)

۱- اس کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام نے رکھی تھی۔

۲- اس کی تعمیر حضرت نوح علیہ السلام نے مکمل کی تھی۔

۳- اس کی توسیع حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی۔

۴- اس کی تزئین و آرائش حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کی تھی۔

۵- اس کی حفاظت حضرت یونس علیہ السلام نے کی تھی۔

۶- اس کی تعمیر و ترمیم حضرت داؤد علیہ السلام نے کی تھی۔

۷- اس کی تعمیر و ترمیم حضرت سلیمان علیہ السلام نے کی تھی۔

۸- اس کی تعمیر و ترمیم حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کی تھی۔

۹- اس کی تعمیر و ترمیم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔

راتوں کو بھی خدمتِ علم میں مشغول رہتے ہیں جبکہ دوسرے آرام کی نیند سوتے ہیں اور ان کی عدم توجہ کو اپنی کوتاہی پر محمول کریں کہ ہم نے ان کے پاس آمدورفت کم کی ہے۔ اس لیے وہ ہم سے زیادہ ان لوگوں پر متوجہ ہیں، جو سالہا سال سے ان کے پاس آ پڑے ہیں، پھر فرمایا کہ ایک عامی مسلمان کی طرف سے بھی بلاوجہ بدگمانی ہلاکت میں ڈالنے والی ہے اور علماء پر اعتراض تو بہت سخت چیز ہے۔“

پھر فرمایا، ہمارے طریقہ تبلیغ میں عزتِ مسلم اور احترامِ علماء بنیادی چیز ہے۔ ہر مسلمان کی وجہ اسلام کے عزت کرنا چاہیے اور علماء کا وجہ علم دین کے بہت احترام کرنا چاہیے پھر فرمایا علم اور ذکر کا کام ابھی تک ہمارے مبلغین کے قبضہ میں نہیں آیا اس کی مجھے بڑی فکر ہے اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ ان لوگوں کو اہل علم اور اہل ذکر کے پاس بھیجا جائے کہ ان کی سرپرستی میں تبلیغ بھی کریں اور ان کے علم و صحبت سے بھی مستفید ہوں۔

(ایضاً ص ۵۶، ۵۷)

نوٹ: علم اور علماء کی اہمیت سے متعلق ملفوظات کے ان صفحات کا مطالعہ فرمائیں۔ صفحہ نمبر 46، 60، 75، 76، 157، 167، 62، 110، 152، اور 153

مزید حضرت مولانا ذکر یا صاحب نور اللہ مرقدہ کی کتاب ”جماعت تبلیغ پر عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات“ کے صفحہ 19 تا صفحہ 27 کا مطالعہ فرمائیں اس سلسلے کا ایک خط جو کہ کسی صاحب نے حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ کی طرف بھیجا تھا آپ نے اس کا جواب لکھا تھا وہ خط مع جواب تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے صفحہ 129 تا صفحہ 136 ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت نعمانی رحمہ اللہ کا یہ جواب نہایت چشم کشا تحریر ہے:

قارئین کرام! مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ کے فرمودات سے واضح ہو گیا کہ تبلیغی ماحول علم اور

اہل علم کی اشد ضرورت ہے اور علماء حق کے ادب و احترام کی بڑی زبردست تاکید ہے۔ لہذا سچا تبلیغی وہ ہے جو دل و جان سے علما کی تعظیم اور تعظیم کرتا ہے اور بغرض استفادہ ان کی صحبت میں بیٹھتا ہے ان سے دعائیں لیتا ہے اور ان کی نگرانی میں یہ کام کرتا ہے اور جو شخص علماء کے ادب و احترام سے عاری ہے بلکہ توہین آمیز الفاظ ان کے حق میں کر گزرتا ہے یا اس کے دل میں علائق کا وقار نہیں ہے تو وہ نام کا تبلیغی ہے۔ بلکہ تبلیغ کے لیے بدنام کنندہ ہے۔ اسی لیے تبلیغ میں جو نمبر ہر شخص کو یاد کرائے جاتے ہیں ان میں چوتھا نمبر ”اکرامِ مسلم“ ہے۔ اس میں خصوصی طور پر یہ بات کہی جاتی ہے کہ علماء کی قدر کریں کیونکہ وہ وارثِ انبیاء علیہم السلام ہیں۔

پس جو صحیح معنی میں تبلیغی ہو گا وہ اپنے اس قول پر کما حقہ عمل کرے گا اور جو اپنی کبھی ہوئی بات پر عمل نہیں کرتا وہ تو نام کا تبلیغی ہے نہ کہ کام کا، بہر حال اس قسم کی باتیں جن سے سرزد ہوتی ہیں یہ ان کا ذاتی فعل ہے۔ اس میں دعوت و تبلیغ اور کام کے ذمہ دار لوگوں کا کوئی قصور نہیں ہے اور یہ کالی بھیڑیں ہر عظیم، ہر ادارے اور ہر جماعت میں پائی جاتی ہیں۔ اصلاحی کوششوں کے باوجود پھر بھی خال خال افراد بے اصولیاں کر جاتے ہیں۔ لہذا جماعت کو مطمئن نہ کیا جائے اور صرف ایسے ہی لوگوں کی اصلاح کی جائے، نہ کہ خود اصل کام کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جائے۔ کسی کے ذاتی فعل کو جماعتی کام قرار دینا نا انصافی تصور ہوگا۔

کیا تبلیغی کام سے مدارس اور خانقاہوں کو نقصان پہنچتا ہے؟

محرر فتویٰ نے یہ الزام لگایا ہے کہ ”مرجہ اور موجودہ روزہ چلہ انتہائی خطرناک ہیں اس کی وجہ سے علمائے کرام، مدارس، مکاتب، جہاد، خانقاہوں کے خلاف ذہن بنتا ہے۔“ جناب محرر فتویٰ کی یہ بات حق و صداقت سے کوسوں دور ہے۔ دعوت و تبلیغ کے تمام کام بر تبلیغ کے ساتھ ساتھ مدارس بھی چلاتے رہے اور خانقاہی نظام بھی چلاتے رہے،

اب بھی رائے و نظر میں دینی مدرسہ قائم ہے جس میں دورہ حدیث تک درس نظامی پڑھایا جاتا ہے۔ ملک کے طول و عرض میں نامعلوم کتنے مراکز ہیں جن میں باقاعدہ درس نظامی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ مراکز کے علاوہ بہت سے دینی مدارس جن کو تبلیغی احباب چلا رہے ہیں۔

بندہ عاجز نے رائے و نظر ایک اجتماع میں حضرت مولانا محمد عمر پوروی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان میں سنا تھا وہ فرماتے تھے کہ ”مدارس کی اہمیت کو مت گھٹاؤ، ہمارے حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا مدخلی رحمۃ اللہ علیہ انہی مدارس سے آئے ہیں۔“

حقیقت یہ ہے کہ دعوت و تبلیغ کا یہ طویل و عریض کام مدارس سے پڑھے ہوئے علما نے ترتیب دیا ہے اور اسے اتنا آگے بڑھایا ہے کہ اب پوری دنیا میں یہ کام عام ہو چکا ہے۔ پس جب یہ حقیقت ہے تو کوئی تبلیغی مدارس اور خانقاہ کے کام کی اہمیت کو کیسے گھٹا سکتا ہے؟ ہاں اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ دین کا کام صرف یہی ہے جو تبلیغ والے کرتے ہیں اور دوسرے کام مثلاً مدارس، خانقاہیں، جہاد، دینی ادارے اور تنظیمیں جو کام کر رہے ہیں وہ کام ہی نہیں، تو یہ اس کی انتہائی غلط سوچ ہے اور اس سوچ کے ساتھ خود اہل تبلیغ بھی متفق نہیں ہیں۔ نہ چھوٹے نہ بڑے، نہ نئے اور نہ پرانے یہ اس شخص کی ذاتی سوچ ہے۔ ایسے شخص کو تبلیغ سے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا بلکہ اس کے گمراہ ہونے کا قوی خطرہ ہے البتہ ایسے شخص کی غلط سوچ میں تبلیغی جماعت کا کیا قصور ہے؟

ایک اصولی بات:

دین اسلام اور دعوت و تبلیغ کے بہت سے شعبے اور طریقے ہیں ایک شعبہ جہاد والوں نے سنبھالا ہوا ہے اور ایک شعبہ تبلیغ والوں نے سنبھالا ہوا ہے اسی طرح ایک شعبہ علمائے حق مبلغین اسلام نے اور دوسرا شعبہ علمائے حق مصنفین نے سنبھالا ہوا ہے۔ وغیرہ

لہذا ہمیں چاہیے کہ ان تمام شعبہ جات میں کام کرنے والے لوگوں کی قدر دانی کریں کیونکہ اپنے اپنے مقام پر یہ سب لوگ دین اسلام کی خدمت میں مصروف ہیں۔ کسی ایک شعبے کو کل دین سمجھ کر دوسرے شعبوں کی اہمیت کو گرا دینا ایک بہت بڑی نا انصافی اور غلط فہمی ہے۔

خیر! یہ ایک اصولی بات کے عنوان سے ایک جملہ معترضہ تھا جسے یہاں لانا موزوں اور مناسب تھا۔ لیکن بات تو دراصل چل رہی ہے کہ حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کہ ان کی تعلیم میں مدارس اور خانقاہوں کی بہت بڑی اہمیت اور ضرورت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ملفوظ بھی یاد رکھنے کا قابل ہے جس میں وہ مدارس اور خانقاہوں کو اپنے دل کی میل کا مصلح قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

”مجھے جب بھی میوات جانا ہوتا ہے تو ہمیشہ اہل خیر اور ذکر کے مجمع کے ساتھ جاتا ہوں، پھر بھی عمومی اختلاط سے قلب کی حالت اس قدر متغیر ہو جاتی ہے کہ جب تک اعتکاف کے ذریعہ اس کو غسل نہ دوں یا چند روز کے لیے سہارنپور یا رائے پور کے خاص مجمع اور خاص ماحول میں جا کر نہ رہوں قلب اپنی حالت پر نہیں آتا۔“ دوسروں سے بھی کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے کہ ”دین کے کام کرنے والوں کو چاہیے کہ گشت اور چلت پھرت کے طبعی اثرات کو خلوتوں کے ذکر و فکر کے ذریعہ دھویا کریں۔“

نیز شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں: ”میری ایک پرانی تمنا ہے کہ خاص اصول کے ساتھ مشائخ طریقت کے یہاں یہ جماعتیں آداب خانقاہ کی بجا آوری کرتے ہوئے خانقاہوں میں فیض اندوز ہوں اور جس میں باضابطہ خاص وقتوں میں حوالی کے گاؤں میں تبلیغ بھی جاری رہے۔ اس بارے میں ان آنے والوں میں سے مشاورت کر کے کوئی طرز مقرر فرما رکھیں، یہ بندہ ناچیز بھی اس ہفتہ بہت زیادہ اغلب

ہے کہ چند روز سا کے ساتھ حاضر ہو۔ دیوبند اور تھانہ بھون کا بھی خیال ہے۔“

مزید فرماتے ہیں کہ ”ہمارے طریقہ تبلیغ میں عزت مسلم اور احترام علما بنیادی چیز ہے، ہر مسلمان کی بوجہ اسلام کے عزت کرنا چاہیے اور علماء کا بوجہ علم دین کے بہت احترام کرنا چاہیے۔“

پھر فرمایا کہ ”علم اور ذکر کا کام ابھی تک ہمارے مبلغین کے قبضہ میں نہیں آیا اس کی مجھے بڑی فکر ہے اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ ان لوگوں کو اہل علم اور اہل ذکر کے پاس بھیجا جائے کہ ان کی سرپرستی میں تبلیغ بھی کریں اور ان کے علم و محبت سے بھی مستفید ہوں۔“

حضرت دہلوی رحمہ اللہ کے ان ملفوظات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو رہی ہے کہ دعوت و تبلیغ کا کام کرنے والے حضرات کو علمائے حق کی محبت میں بغرض استفادہ اور مشائخ عظام کی محبت میں بغرض تزکیہ قلب بیشتنا از حد ضروری ہے اور ان دو بابرکت محافل میں بیٹھنے سے ان شاء اللہ ایمان اور اعمال کی حفاظت ہوگی اور خاتمہ بالخیر ہوگا۔ ان شاء اللہ کیا مولانا لدھیانوی شہید رحمہ اللہ دعوت و تبلیغ کے مخالف تھے؟

شہید اسلام یادگار اسلاف حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کی کتاب ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ ج 10 ص 26 سے محررفوتوی مولوی عبدالحامد نے ایک اقتباس نقل کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ شہید اسلام دعوت و تبلیغ کے مخالف تھے۔ چنانچہ محررفوتوی لکھتا ہے: ”مدارس دشمنی علماء دشمنی اور صرف تبلیغ کو حق سمجھنا گمراہی ہے، جن لوگوں کا یہ ذہن بننا ہو تو تبلیغ میں ٹھکانا حرام ہے۔“

قارئین کرام! یہ بات ذہن نشین فرمائیں مذکورہ بالا عبارت بلفظ شہید اسلام کی نہیں ہے۔ الفاظ محررفوتوی کے اپنے ہیں۔ جہاں تک تعلق اس سوال اور جواب کا ہے وہ سارے کا سارا ہم آپ کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں۔ آپ حقیقت حال سے آگاہی

کے بعد فیصلہ خود فرمائیں گے کہ محررفوتوی نے حضرت شیخ رحمہ اللہ کی عبارت سے کتنا غلط تاثر دیا ہے اور عبارت کو کبھی بغیر لفظ نقل کر کے اپنا من بھاتا مطلب کشید کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اولاً بطور تمہید کے یہ بات سن لیں کہ شہید اسلام دعوت و تبلیغ کے کام سے متفق ہیں وہ اپنی کتابوں اور تحریروں میں اس کام کی اہمیت اور ضرورت پر بہت زور دیتے ہیں لوگوں کو اس کام میں لگنے کی دعوت دیتے ہیں اور مخالفین کے اعتراضات کے تشفی بخش جواب دے کر جماعت کا بھرپور دفاع کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں: ”جماعت بہت مبارک کام کر رہی ہے اس میں جتنا وقت بھی لگایا جاسکے ضرور لگانا چاہیے اس سے اپنی اور امت کی اصلاح کی فکر پیدا ہوتی ہے اور اپنے نفس کی اصلاح کے لئے کسی شیخ کامل محقق کے ساتھ اصلاحی تعلق رکھنا چاہیے۔“

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج 7 ص 273)

ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

”تبلیغ کے نام سے جو کام ہو رہا ہے اس کا سب سے بڑا فائدہ خود اپنے اندر دین میں پختگی پیدا کرنا اور اپنے مسلمان بھائیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والے طریقوں کی دعوت دینا ہے۔ تجربہ یہ ہے کہ اپنے ماحول میں رہتے ہوئے آدمی میں دین کی فکر پیدا نہیں ہوتی۔ بیسیوں فرائض کا تارک رہتا ہے اور بیسیوں گناہوں میں مبتلا رہتا ہے۔ عمریں گزر جاتی ہیں مگر کلہ نماز بھی صحیح کرنے کی فکر نہیں ہوتی۔ تبلیغ میں نکل کر احساس ہوتا ہے کہ میں نے کتنی عمر غفلت اور بے قدری کی نظر کر دی اور اپنی قیمتی عمر ضائع کر دی۔ اس لئے تبلیغ میں ٹھکانا بہت ضروری ہے اور جب تک آدمی اس راستے میں نکل نہ جائے، اس کی حقیقت سمجھ میں نہیں آسکتی۔ چونکہ تبلیغ میں ٹھکنے سے مقصد دین کا سکھنا اور سکھانا ہے اور دین کا مرکز مساجد ہیں اس لئے تبلیغی جماعتوں کا خدا کے گھروں میں اعتکاف کی نیت سے ٹھہر کر دین کی محنت کرنا بالکل بجا اور درست ہے۔“

ایک اور سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

”جو لوگ اعتراض کرتے ہیں ان سے کہا جائے کہ بھائی! تین چلے، ایک چلے، دس دن یا تین دن جماعت میں نکل کر دیکھو پھر اپنی رائے کا اظہار کرو جب تک وقت نہ لگاؤ اس کام کی حقیقت سمجھ میں نہیں آئے گی اور کسی چیز کی حقیقت سمجھے بغیر اس کے بارے میں رائے دینا غلط ہوتا ہے۔“

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج 7 ص 279)

تبلیغ اور جہاد دونوں فرض ہیں:

ایک اور سوال ”تبلیغ اور جہاد دونوں فرض ہیں، ترجیح کس کو دی جائے گی؟ کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ”جہاں صحیح شرائط کے ساتھ جہاد ہو رہا ہو وہاں جہاد بھی فرض کفایہ ہے اور دعوت و تبلیغ کا کام اپنی جگہ اہم ترین فرض ہے۔ اگر مسلمانوں کے ایمان کو محفوظ کر لیا جائے تو جہاد بھی صحیح طریقہ سے ہو سکے گا اس لیے عام مسلمانوں کو تو تبلیغ کے کام کا مشورہ دیا جائے گا۔ ہاں! جہاں جہاد بالسیف کی ضرورت ہو وہاں جہاد ضروری ہوگا۔“

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج 7 ص 286)

قارئین کرام! آپ کے مسائل اور ان کا حل صفحہ 272 تا 319 میں شہید اسلام ﷺ نے مسلسل تبلیغی جماعت کی افادیت، اہمیت اور ضرورت کو بڑے پیارے انداز میں بیان کیا ہے۔ لوگوں کو جماعت کے ساتھ چلنے کی تاکید اکید فرمائی ہے۔ لہذا ایسے شخص کے بارے میں یہ تاثر دینا کہ وہ جماعت کے مخالف ہیں یا جماعت میں جانے سے منع کرتے ہیں، خالص مخالف اور دھوکہ ہے۔ اب رہی وہ بات کہ شہید اسلام ﷺ نے جماعت کے بارے میں جو الفاظ استعمال فرمائے ہیں جیسے محرف توئی نے بھی نقل کیا ہے۔ اولاً اس کا پس منظر سنئے، ایک صاحب نے شہید اسلام ﷺ کی طرف خط لکھ کر درج ذیل سوالات کے

جوابات طلب کیے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

س 1: آپ ﷺ نے جو دین کی تعلیم دی تھی وہ مسجد نبوی ﷺ کے ماحول میں یعنی مسجد کے اندر دی۔ اس تعلیم کے لیے آپ ﷺ نے کوئی الگ مدرسہ جیسی صورت اختیار نہیں کی یا کوئی الگ جگہ اس کے لیے مقرر نہیں کی تو پھر آج کیوں ہمارے دینی اداروں میں مسجد تو بہت چھوٹی ہوتی ہے۔ مگر مدارس کی عمارتیں بہت بڑی بنادی جاتی ہیں۔ اگر یہ چیز بہتر ہوتی تو آپ ﷺ اس چیز کو سب سے پہلے سوچتے حالانکہ مسجد کا ماحول بہت بہتر ماحول ہے۔ وہاں انسان لایعنی سے بھی بچ سکتا ہے۔

س 2: آپ ﷺ نے اصحاب صفہ کو جو تعلیم دی: بنیادی، وہ ایمانیات اور اخلاقیات کی دی، ان کو ایمان سکھایا، لیکن ہمارے دینی مدرسوں میں جو بنیادی تعلیم دی جاتی ہے وہ بالکل اس چیز سے ہٹ کر لگتی ہے اور برائے مہربانی میں اپنی معلومات میں اضافے کے لئے اس بات کی وضاحت طلب کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ نے جو اصحاب صفہ کو تعلیم دی وہ کیا تھی؟

س 3: ہمارے مدرسوں سے جو عالم حضرات فارغ ہو کر نکلتے ہیں ان کے اندر وہ کڑھن اور فکر دین کے مشن کی اور آپ ﷺ کے طریقے کے چھوٹنے کی نہیں ہوتی، جو فکر اور کڑھن حضرت محمد ﷺ کی تھی یا حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی تھی اور وہ لوگوں سے اس عاجزی اور انکساری سے بات نہیں کرتے جس طرح ہمارے اکابر اور آپ یا اور جو دوسرے بزرگ موجود ہیں وہ بات کرتے ہیں۔

س 4: معذرت کے ساتھ اگر اس خط میں مجھ تاچیز سے کوئی بات غلط لکھی گئی ہو تو اس پر مجھے معاف فرمائیں۔ اگر اس خط کا جواب آپ خود تحریر فرمائیں تو بہت مناسب ہوگا۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج 10 ص 25 تا 26)

قارئین کرام! یہ ہیں ایک مسائل کے سوالات جن میں مسائل کی گندہ دہنی واضح ہو رہی ہے۔ سوال میں تو کوئی ایسا قرینہ اور اشارہ موجود نہیں ہے کہ یہ مسائل کوئی تبلیغی جماعت کا فرد تھا۔ شاید مسائل نے اپنے خط میں اپنا نام لکھا ہوگا۔ حضرت شہید اسلام رحمہ اللہ ذاتی طور پر اسے جانے ہوں گے کہ یہ ایک تبلیغی جماعت کا فرد ہے یا پھر شہید اسلام کو کسی دوسرے ذرائع سے معلوم ہوا ہو کہ یہ شخص تبلیغی جماعت کا فرد ہے تو حضرت شہید اسلام نے اس شخص کو تبلیغی جان کر درج ذیل جواب تحریر فرمایا ہے۔

ج 1: ”آنحضرت ﷺ نے ہمارے شیخ کی ”فضائل اعمال“ نامی کتاب کی بھی تعلیم نہیں دی۔ پھر تو یہ بھی بدعت ہوئی، کیا آپ نے اکابر تبلیغ سے بھی کبھی شکایت کی؟

ج 2: آپ کو کس جاہل نے بتایا کہ ہمارے دینی مدرسوں میں آنحضرت ﷺ والی تعلیم نہیں؟ کیا آپ نے کبھی مدرسہ کی تعلیم کو دیکھا اور سمجھا بھی ہے؟ یا یوں ہی سن کر ہانک دیا اور رائے و غڑ میں جو مدرسہ ہے اس کی تعلیم دوسرے مدرسوں سے اور دوسرے مدرسوں کی رائے و غڑ سے مختلف ہے؟

ج 3: یہ بھی آپ کو کسی جاہل نے کہہ دیا کہ مدارس میں سے نکلنے والے علما میں کڑھن اور دین کے لیے مرٹنے کی فکر نہیں ہوتی۔ غالباً آپ نے یہ سمجھا ہے کہ دین کی فکر اور کڑھن بس اسی کا نام ہے جو تبلیغ والوں میں پائی جاتی ہے۔

ج 4: آپ نے لکھا ہے کہ کوئی غلط بات لکھی ہو تو معاف کر دوں، میں نہیں سمجھا کہ آپ نے صحیح کون سی بات لکھی ہے؟

لوگ مجھ سے شکایت کرتے رہتے ہیں کہ تبلیغ والے علما کے خلاف ذہن بناتے ہیں اور میں ہمیشہ تبلیغ والوں کا دفاع کرتا رہتا ہوں۔ لیکن آپ کے خط سے مجھے اندازہ ہوا

کہ لوگ کچھ زیادہ غلط بھی نہیں کہتے۔ آپ جیسے عقل مند جن کو دین کا فہم نصیب نہیں ان کا ذہن واقعی علما کے خلاف بن رہا ہے۔ یہ جاہل صرف تبلیغ میں نکلنے کو دین کا کام اور دین کی فکر سمجھ بیٹھے ہیں اور ان کے خیال میں دین کے باقی سب شے بے کار ہیں یہ جہالت کفر کی سرحد کو پہنچتی ہے کہ دین کے تمام شعبوں کو لغو سمجھا جائے اور دینی مدارس کے وجود کو فضول قرار دیا جائے میں اپنی اس رائے کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ تبلیغ میں نکل کر جن لوگوں کا یہ ذہن بننا ہو وہ گمراہ ہیں اور ان کے لئے تبلیغ میں نکلنا حرام ہے۔ میں اس خط کی فوٹو سنٹیٹ کاپی مرکز رائے و غڑ کو بھی بھجوا رہا ہوں تاکہ ان اکابر کو بھی اندازہ ہو کہ آپ جیسے عقل مند تبلیغ سے کیا حاصل کر رہے ہیں۔“

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج 10 ص 26، 27)

قارئین کرام! اگر فی الواقع تبلیغی جماعت میں رہ کر اس شخص کا ذہن ایسا خراب ہوا ہے جو کہ ان کے سوالات سے ظاہر ہے تو حضرت شہید اسلام رحمہ اللہ کا یہ جواب اس کے حق میں بالکل صحیح اور درست ہے اور اس میں جماعت کی خصوصیت نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص کسی مدرسے اور ادارے میں رہتا ہے یا کسی تنظیم میں رہتا ہے اور ان کا ذہن ایسے خراب ہو گیا ہے اس کے لیے اس مدرسے اور تنظیم میں رہنا جائز نہیں ہے پس حضرت شیخ رحمہ اللہ کا یہ جواب اس خاص شخص کے بارے میں ہیں اس جواب کو پوری جماعت پر چسپاں کرنا مغالطہ آمیز ہے حضرت شیخ رحمہ اللہ تو جماعت کے نہ صرف حامی ہیں بلکہ نصرت کرنے والے بلکہ ساتھ چلنے والے ہیں۔ ہر شخص کے لیے یہ جواب نہیں ہے۔ یہ جواب تو صرف اور صرف اس شخص کے بارے میں ہے جس کا ذہن خراب ہو گیا ہے۔ اب مولوی عبدالحنان اور مفتی عیسیٰ کا حضرت کے اس جواب سے یہ تاثر دینے کی کوشش کرنا کہ جماعت میں جانا ہی درست نہیں ہے۔ یہ ایک علمی خیانت اور تاویل القول بما لا یرضی بہ القائل کی شرمناک مثال ہے۔

مولوی عبدالحق خان کی جارحیت:

تبلیغی جماعت میں چلنے والے علماء اور مفتیان کرام پر مولوی عبدالحق خان جارحیت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”چلے والے علماء اور چار مہینے والے جعلی مفتی علمائے دیوبند کے لئے درد سر بنے ہوئے ہیں ان کا علاج ضروری ہے ورنہ ایک نیا فرقہ بن جائے گا۔“

اہل علم کی خدمت میں گزارش ہے کہ تبلیغی جماعت میں کام کرنے والے علماء کا ایک جم غفیر ہے جو دارالعلوم دیوبند، مظاہر العلوم سہارنپور، دہلی، دارالعلوم کراچی، بنوری ٹاؤن، جامعہ فاروقیہ کراچی، خیر المدارس ملتان، دارالعلوم کبیر والا، جامعہ اشرفیہ لاہور، وغیرہ دیگر مدارس عربیہ سے فارغ التحصیل ہیں اور باقاعدہ مسند تدریس اور مسند افتاء پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ تبلیغ میں بھی وقت لگاتے ہیں۔ تو کیا ان سب علماء حضرات کو جعلی علماء اور جعلی مفتی کا طعنہ دینا دین اسلام کی کون سی خدمت ہے؟؟ کیا اسلام کی یہی تعلیم ہے کہ دوسرے اہل علم پر زبان طعن دراز کی جائے اور ان کو طعن کا نشانہ بنایا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ دعوت و تبلیغ کا کام کرنے والے یہ علماء علمائے دیوبند کے ساتھی اور معاون ہیں۔ ہاں! گمراہ فرقوں اور باطل پرستوں کے لئے پیشک دین کا یہ کام سر درد سے بھی بڑھ کر ہے۔

گشت کی شرعی حیثیت:

محررتوی ویسے تو تبلیغی جماعت کے تمام اعمال پر ناراض ہیں لیکن ”گشت“ والے عمل کو بہت ہی زیادہ ناپسند کرتے ہیں۔ چنانچہ اس پر اپنے غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”مروجہ طریقہ سے ”گشت“ کرنا یہ نبی پاک ﷺ سے ثابت نہیں ہے جب آپ ﷺ سے ثابت نہیں ہے تو اس کو بڑھ کی ہڈی سمجھنا بدعت اور گمراہی ہے۔ اس لئے کہ ”گشت“ فارسی زبان کا لفظ ہے اگر آپ ﷺ سے ثابت ہوتا تو ضرور اس کے لئے کوئی عربی لفظ استعمال ہوتا۔ گشت کے بارے میں تبلیغیوں کا عقیدہ ہے کہ یہ عین دین ہے اور جہاد میں

لٹکنے کے بارے میں جتنی آیات و احادیث آئی ہیں ان کا مصداق گشت بدعتی کو ٹھہراتے ہیں جو کہ سراسر تحریف ہے۔ بلکہ بعض تبلیغیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مقامی گشت کرنے والا سابقہ انبیاء ﷺ کی صف میں ہوتا ہے اور بیرونی گشت کرنے والا نبی پاک ﷺ کی صف میں۔ یہ بیان میں نے خود تبلیغی سے سنا ہے جب اس سے پوچھا کہ تم کو کس نے بتایا ہے تو اس نے کہا کہ مرکز سے میں نے سنا تھا۔ لہذا گشت کو ضروری اور درست سمجھنا بدعت اور گمراہی ہے۔“

قارئین کرام! اس بارے میں تفصیلی جواب تو سابقہ صفحات میں گذر چکا ہے اجمالی طور پر اتنا عرض ہے کہ حضور اکرم ﷺ اور دیگر انبیائے کرام ﷺ دین کی دعوت دینے کے لیے عوام و خواص کے پاس چل کر گئے۔ بازاروں، میلوں اور منڈیوں میں گئے الغرض جہاں بھی لوگوں کا ہجوم اور بڑاؤ دیکھا وہاں چل کر گئے اور دین کی دعوت پیش کی۔ حضور اکرم ﷺ کا موسم حج میں مختلف اطراف سے آنے والے حجاج کرام سے ان کے خیموں اور قیام گاہوں میں چل کر جانا ثابت ہے۔ اگر دین کے لئے اس چلت پھرت کو فارسی زبان میں گشت کہہ دیا گیا تو کوئی شرعی مانع موجود نہیں ہے۔

دین کی خاطر کہیں آنے جانے کو اصطلاح شریعت میں ارسال، رحلت، بعث وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور دین کی خاطر آنے جانے والی جماعتوں کو وفد کہا جاتا ہے۔ جس کی جمع و فود ہے اگر اسی دینی چلت پھرت کو ”گشت“ کا نام دے دیا گیا ہے تو کیا قباحت ہے۔

بائی رہا جماعت والوں کا مخصوص طریقہ گشت جو مخصوص ترتیب سے کیا جاتا ہے اور خاص طریقہ کار ہے۔ اسی طرح مشائخ عظام کا اپنے مریدوں اور سالکین راہ کو ذکر و اذکار ایک خاص ترتیب اور طریقہ سے سکھانا وغیرہ وغیرہ۔

لہذا یہ ترتیب اور طریقہ کار اصل مقصد نہیں ہے بلکہ اصل مقصد تک پہنچنے کا ذریعہ اور آلہ ہے۔ پس ہم ان امور کو احداث للمدین سے تعبیر کر سکتے ہیں نہ کہ احداث فی

الدین سے اور کوئی سمجھ دار ساقی جو تبلیغی کام سے بخوبی واقف ہے ان امور کو اصل دین نہیں کہتا۔ اگر بالفرض کوئی تبلیغی ساقی اس خاص طریقہ گشت کو اصل دین سمجھتا ہے یا مقصود بالذات سمجھتا ہے تو یہ اس کی کوتاہ فہمی اور واضح غلطی ہے۔ ایسے کوتاہ فہم ہر تنظیم میں پائے جاتے ہیں اور ایسے لوگوں کی اصلاح بھی ضروری ہے۔ تبلیغی جماعت کے ارباب و جل و عقد اس معاملہ میں سب سے زیادہ فکرمند ہیں اور ایسے کوتاہ فہموں کی ہمیشہ وہ اصلاح کرتے رہتے ہیں لیکن چونکہ کام بہت زیادہ وسیع ہے بلکہ عالمگیر حیثیت حاصل کر چکا ہے۔ اصلاح کے باوجود افرادی غلطیاں ہوتی رہتی ہیں۔ ان افرادی غلطیوں کی وجہ سے پورے کام کو مطمئن ٹھہراتا اور اس کی اہمیت کو گرانا کوئی صحیح طریقہ کار نہیں ہے۔ اسی طرح اس مخصوص طریقہ گشت کو بدعت کے زمرہ میں داخل کرنا بھی کوتاہ فہمی اور گمراہی ہے۔

باقی رہا مولوی عبدالحق کا یہ کہنا کہ ”تبلیغیوں کا عقیدہ ہے کہ مقامی گشت کرنے والا سابقہ انبیاء علیہ السلام کی صف میں ہوتا ہے اور بیرونی گشت کرنے والا نبی پاک علیہ السلام کی صف میں۔ تو بظاہر ایسی بات کہنا نامناسب ہے اور غلط فہمی کے لاحق ہونے کا شدید خطرہ ہے لیکن اعمال کی فضیلت میں رغبت دلانے کے لیے حضور ﷺ نے بھی اس قسم کی بات ارشاد فرمائی ہے۔ مثلاً مشکوٰۃ شریف میں حدیث کے الفاظ ہیں:

”مَنْ أَحَبَّ مُسْتَبْنًى فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ“

(مشکوٰۃ شریف ص 30)

”یعنی جس شخص نے میری سنت سے محبت کی تو یقیناً اس نے مجھ سے محبت کی اور

یقیناً جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔“

تو اس ارشاد سے آپ ﷺ کا مقصد اتباع سنت کی ترغیب دینا ہے کہ سنت کی پیروی سے جنت میں آپ ﷺ کی معیت اور صحبت نصیب ہوگی۔ اگر یہاں سے کوئی شخص

یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ اتباع سنت کرنے والا شخص آپ ﷺ کے ساتھ ہوگا یعنی شان میں برابر ہوگا تو یقیناً یہ نتیجہ اخذ کرنا صحیح نہیں ہے۔ بعینہ اس طرح دعوت و تبلیغ کا کام کرنے والوں میں اتباع سنت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے۔ وہ ہر معاملہ میں سنت طریقہ معلوم کر کے اس پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خود چل پھر کر لوگوں کو دین کی دعوت دینا بھی ایک سنت طریقہ ہے تو یہ مقام بھی ان کو حاصل ہوگا۔ لیکن برابری کا تصور کر لینا کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔

چھ نمبروں کی شرعی حیثیت:

مولوی عبدالحق تبلیغی جماعت کے چھ نمبروں کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”صرف ان چھ امور کو ہی اہم قرار دینا اور باقی امور دین کو غیر اہم سمجھنا سخت گناہ ہے اس لیے کہ یہ چھ نمبر مخصوص نہیں ہیں، بلکہ مخصوص امور چار ہیں:

1: ایمان 2: اعمال صالحہ 3: توہی بالحق 4: توہی بالصبر

قرآنی چار نمبروں کو جو کہ مخصوص من اللہ ہیں کو بھلا دینا اور اپنی طرف سے غیر مخصوص نمبروں کو رواج دینا یہ اختیار کس نے کس کو دیا؟ ان لوگوں نے پہلے دو امور (ایمان اور اعمال صالحہ) ہی کے اندر چھ نمبر بنا دیے دوسرے دو نمبر توہی بالحق اور توہی بالصبر جو کہ تکمیل دین ہیں۔ جن کو بالکل چھوڑ دیا گیا ہے بلکہ ان کو توڑ سمجھا جاتا ہے جو کہ کفریہ بات ہے تبلیغی جماعت میں بگاڑ نہیں سے پیدا ہوا۔“

قارئین کرام! ہمارے یہ مفتیان کرام نامعلوم تبلیغی جماعت کی مخالفت میں کیوں اتنا حد سے بڑھ چکے ہیں کہ حقائق کا انکار کرنے پر اتر آئے ہیں صرف اسی مذکورہ بالا عبارت میں غور فرمائیے، تبلیغی جماعت کے چھ نمبروں پر کس طرح برس رہے ہیں۔ تبلیغی جماعت والے حضرات جب بیان کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو اپنی بات کو چھ نمبروں تک محدود رکھتے ہیں ان سے باہر نہیں جاتے جبکہ بیان کرنے والا ساقی غیر عالم ہو تو وہ یہ اپنی بات کو

شروع کرتا ہے۔

”دوستو! بزرگوار دین میں چند صفات ایسے ہیں جن پر عمل کرنے سے سارے دین پر چلنا آسان ہوتا ہے اور وہ چھ صفات یہ ہیں 1: کلمہ طیبہ 2: نماز 3: علم و ذکر 4: اکرام مسلم 5: صحیح نیت 6: دعوت و تبلیغ۔“

پھر بیان کرنے والا ساتھی ہر ایک نمبر کی فضیلت اور مقصد بیان کرتا ہے اور اپنی معلومات کے مطابق کچھ تشریح اور تفسیر بھی کرتا ہے۔

محترم قارئین! یہ وہ چھ باتیں ہیں جن کو معترض صاحب غیر منصوص قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ دین کا ایک طالب علم بھی سمجھتا ہے کہ یہ ساری باتیں کتاب و سنت میں بدرجہ اتم منصوص ہیں اور نصوص قطعہ سے یہ صفات ثابت ہیں۔ میری سمجھ سے یہ بات بالاتر ہے کہ ان مفتیان کرام نے کیسے فرمادیا کہ یہ غیر منصوص ہیں۔

نیز ہمارے مولوی عبدالحسن نے جو یہ فرمایا ہے کہ ”اپنی طرف سے غیر منصوص نمبروں کو رواج دینا یہ اختیار کس نے کس کو دیا۔“ بھی نہایت تعجب خیز ہے!!!! ہمارے یہ مہربان بتا سکتے ہیں کہ کلمہ، نماز، علم و ذکر وغیرہ کس نے اپنی طرف سے بنائے ہیں؟ کس نے ان کو رواج دیا ہے؟ ایک عام آدمی بھی جانتا ہے کہ یہ سارے احکامات قرآنیہ ہیں اور احادیث رسول ﷺ ان احکامات سے لبریز ہیں۔ نامعلوم یہ لوگ کس خیال میں بیٹھے تھے کہ احکامات قرآنیہ اور تعلیمات نبویہ کو ایجاد بندہ کہہ دیا۔ معاذ اللہ استغفر اللہ۔

مولوی عبدالحسن کی تضاد بیانی:

تبلیغی جماعت کی چھ صفات کو غیر منصوص اور ایجاد بندہ کہہ کر لکھتے ہیں: ”ان لوگوں نے پہلے دو امور، ایمان اور اعمال صالحہ ہی کے اندر چھ نمبر بنا دیے۔“

اس عبارت میں مولوی صاحب کا اشارہ سورۃ العصر کی طرف ہے کہ وہاں اللہ

تعالیٰ نے کامیابی کے چار اصول بیان فرمائے ہیں: ایمان، عمل صالح، تواضعی بالحق اور تواضعی بالصبر۔ تو اب انہوں نے اپنی اس عبارت میں تسلیم کر لیا کہ چھ نمبر جن کو جماعت والے رواج دیتے ہیں، ایمان اور عمل صالح میں داخل ہیں جب یہ چھ صفات ان دو اصولوں میں شامل ہوئے تو لازماً یہ منصوص بن گئے حالانکہ خود ہی انہی کو غیر منصوص بھی قرار دے چکے ہیں۔ ایک ہی چیز کو کبھی منصوص اور کبھی غیر منصوص کہہ کر بے چارے مولوی عبدالحسن صاحب تضاد کا شکار ہیں۔

مولوی عبدالحسن کی غلط بیانی:

اس حقیقت کو تسلیم کر لینے کے بعد کہ جماعت کے چھ صفات: ایمان اور عمل صالح میں داخل ہیں۔ پھر یہ فرمانا کہ ”دوسرے دو نمبر تواضعی بالحق اور تواضعی بالصبر جو کہ تکمیل دین ہیں جن کو بالکل چھوڑ دیا گیا بلکہ ان کو توڑ سمجھا جاتا ہے جو کہ کفریہ بات ہے تبلیغی جماعت میں بگاڑ یہیں سے پیدا ہوا۔“ بالکل غلط بات ہے کیونکہ جماعت والے جو چھ نمبروں کو رواج دیتے ہیں وہ سارے کے سارے حق بات ہیں لوگوں کو حق کی بات سنانا لوگوں تک پہنچانا، تواضعی بالحق کا مصداق ہیں اور پھر تواضعی بالحق کے سلسلہ میں ان کو جو تکلیفیں پہنچتی ہیں ان پر خود بھی صبر کرتے ہیں اپنے دوسرے ساتھیوں کو صبر کی تلقین بھی کرتے ہیں۔ اپنے ہی ملک کا قصہ ہے کہ ان بے چاروں کو مساجد میں آنے سے روکا جاتا ہے، ان کے بستر اٹھا کر مسجد سے باہر پھینکے جاتے ہیں، انہیں مارا پیٹا جاتا ہے، ان پر پتھراؤ کیا جاتا ہے، ان کے کھانے میں زہر ملا دی جاتی ہے اور ظالم لوگوں کے تشدد سے اب تک کئی ساتھی درجہ شہادت کو پہنچ چکے ہیں اور بعض جماعتوں کو جعلی مقدمات کے ذریعے جیلوں میں بھی ڈالا جاتا ہے تو ان سب امور پر وہ ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے ہیں۔ تو یہ تواضعی بالصبر ہے۔ جس پر ان کا عمل ہے۔

الحمد للہ! جماعت والے کامیابی کے ان چاروں اصولوں پر عمل پیرا ہیں ان کو

تو اسی بالحق اور تو اسی بالمصر کے ترک کا طعنہ دینا خالص الزام اور غلط بیانی ہے اور مولوی عبدالحکیم کا یہ فرمانا اس لیے بھی الزام محض ہے کہ جب خود ہی تسلیم کر لیا کہ چھ نمبر پہلے دو اصولوں میں آگئے تو پھر آخری دو کے نظر انداز کرنے کا کیا مطلب؟؟؟ کیا تو اسی بالحق اور تو اسی بالمصر عمل صالح نہیں ہیں اور جب عمل صالح کے بارے میں وہ خود تسلیم کر چکے ہیں کہ جماعت کے اعمال ان میں شامل ہیں پھر نظر انداز کرنے کا کیا مطلب؟؟؟

مولوی صاحب کا چھ نمبروں اور چار اصولوں میں تضاد سمجھنا اور انہیں ایک دوسرے کا توڑ سمجھنا بھی ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ کیونکہ ان چھ صفات اور کامیابی کے ان چار اصولوں میں کسی قسم کا تضاد نہیں ہے۔ ہاں! اگر جماعت والے کہتے کہ کامیابی کے یہ چھ اصول ہیں اور دھر قرآن کہتا کہ کامیابی کے چار اصول ہیں پھر تو کوئی تضاد کی بات ہوتی۔ حالانکہ تبلیغ والے ان کو چھ صفات کہتے ہیں یا چھ باتیں کہتے ہیں۔

اور قرآن مجید میں سورۃ العصر کے اندر جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ کامیابی کے چار اصول ہیں۔ پس ان دونوں میں کسی قسم کا تضاد نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ان میں تضاد سمجھتا ہے۔ تو توڑ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جب توڑ نہیں تو کفر یہ بات کیسے ہوئی؟؟؟ جب کفر یہ بات پائی نہیں جاتی تو پھر الحمد للہ تبلیغی جماعت میں کسی قسم کا بگاڑ ہی نہ رہا۔ محرف فتویٰ نے ایک غلط اور بے بنیاد بات پر اپنے فتویٰ کی بنیاد رکھی جب ”بنیاد“ ہی ”بے بنیاد“ ہے تو فتویٰ از خود بے کار ٹھہرا۔

رائے وٹک کے سالانہ اجتماع پر چڑھائی:

مولوی صاحب لکھتے ہیں: ”موجودہ تبلیغی اجتماع عرصہ دراز سے ہو رہا ہے جس کو تبلیغی احباب ثواب اور قربت سمجھتے ہیں۔ اجتماع اگر حدود شریعہ کے اندر رہ کر ہو، بیانات قرآن و حدیث کے مطابق ہوں تو جائز ہے اور اس کو مقصد دین نہ سمجھا جائے لیکن مروجہ

اجتماع بہت سارے خرافات پر مبنی ہے۔

قارئین کرام! مولوی صاحب غلط بیانی کرتے ہیں رائے وٹک کا تبلیغی اجتماع خالص مذہبی اجتماع ہے جو تبلیغ دین کا ایک ذریعہ ہے، اس میں کسی قسم کی خرافات نہیں۔ اس اجتماع کی وہی حیثیت ہے جو ہمارے دینی مدارس کے جلسوں اور اجتماعات کی ہے۔ کہیں ختم بخاری کا اجتماع ہے کہیں افتتاح بخاری کا اجتماع ہے کہیں دستار بندی کا جلسہ اور اجتماع ہے کہیں ختم نبوۃ کانفرنس ہے کہیں توحید و سنت کانفرنس ہے۔

جس طرح یہ مذہبی اجتماعات اشاعت دین کا ذریعہ ہیں اسی طرح رائے وٹک کا اجتماع بھی تبلیغ دین کا ذریعہ ہے اسے اصل مقصد اور اصل دین کوئی نہیں سمجھتا اگر کوئی سمجھتا ہے تو یہ اس کی اپنی غلط فہمی ہے اور اس کی ذاتی رائے ہے۔ تبلیغ والے صاف بتاتے ہیں کہ اجتماع ہمارا مقصد نہیں ہے مقصد لوگوں کو اللہ کے راستے میں چلانا ہے۔ میں نے اپنے بزرگوں سے سنا کہ کسی علاقہ میں تبلیغی اجتماع تین دن کے لیے منعقد کیا گیا تھا پہلے دن جب لوگوں کو اللہ کے راستے میں نکلنے کی دعوت دی گئی تو سارے لوگ اسی وقت تیار ہو گئے تو اس دور کے بزرگوں نے یہ کہہ کر بقیہ دو دن کا اجتماع منسوخ کر دیا کہ مقصد اجتماع تو نہیں تھا مقصد تو لوگوں کو دین سکھانے کے لیے گھر سے نکالنا تھا سو وہ حاصل ہو گیا اب اجتماع کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اجتماع مقصد نہیں بلکہ مقصد حاصل کرنے کا ذریعہ اور سہارا ہے۔

بندہ عاجز نے اپنی ان آنکھوں سے اسی اجتماع کے اسٹیج پر حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب اور شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کو دیکھا تھا اور اسی طرح کثیر تعداد میں علما کا جم غفیر ہر سال ان اجتماعات میں شریک ہوتا ہے اگر ان اجتماعات میں خرافات ہوتے تو یہ اکابر علماء ضرور نکیر فرماتے۔ ان اکابر کا بلا تکثیر شامل ہونا دلیل ہے اس بات کی کہ مولوی عبدالحکیم غلط بیانی کرتے ہیں۔ باقی دینی اجتماع کو تو خود مولوی صاحب نے جائز قرار دیا

ہے، فرماتے ہیں: ”اجتماع اگر حدود شریعہ کے اندر ہو بیانات قرآن و حدیث کے مطابق ہوں تو جائز ہے۔“

پس ثابت ہوا کہ رائے وٹھ کے سالانہ اجتماع میں کسی قسم کے خرافات نہیں ہوتے۔

مولوی صاحب خرافات کے دلائل بیان کرتے ہیں:

دلیل نمبر 1: پورے ملک بیرون ملک اس کی منادی کرائی جاتی ہے۔

الجواب: مولوی صاحب موصوف کو معلوم ہونا چاہیے کہ اجتماع کے اعلانات اور اشتہارات خواہ اندرون ملک ہوں یا بیرون ملک، یہ تو ایسی بات ہے جو سب جلسوں والے اور اجتماعات والے کرتے ہیں، باقاعدہ اشتہارات شائع کرتے ہیں، اخبارات میں بھی اشتہار دیتے ہیں سیکڑوں پر بھی اعلانات کرتے ہیں اجتماعی اور انفرادی اطلاعات بھی دیتے ہیں۔ عوام و خواص سے شرکت کی اپیل بھی کرتے ہیں۔ نامعلوم اس میں کون سی قباحت ہے جس کی وجہ سے مولوی صاحب نے اسے خرافات کہہ دیا۔

دلیل نمبر 2: لوگ پوری بستر باندھ کر صرف وہاں جانے کو باعث ثواب سمجھتے ہیں حالانکہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ”عن ابی سعید الخدری قال: قال رسول اللہ ﷺ لا تشدوا الرحال الا الى ثلاثة مساجد مسجد الحرام مسجد الاقصیٰ و مسجدی هذا۔“

(تفق علیہ)

مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کی زیارت کے لیے جانا تو جائز ہے ان کے علاوہ کسی اور جگہ کو اہمیت دے کر اس کی طرف کوچ کرنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا۔“

الجواب: ہم مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں جو طلبائے کرام تحصیل علم دین

کے لیے لاہور، کراچی، ملتان یا کسی دوسرے مدرسہ میں پوری بستر باندھ کر جاتے ہیں تو کیا وہ ناجائز کرتے ہیں؟؟؟ کیا وہ ملتان، لاہور، کراچی کے مقامات کو دیکھنے کے لیے جاتے ہیں یا ان کا مقصد طلب دین ہوتا ہے۔ تو جس طرح طلب دین کو سفر جائز بلکہ کارِ ثواب ہے اسی طرح رائے وٹھ کا سفر بھی دین دیکھنے کے لیے ہوتا ہے۔ مقصد رائے وٹھ دیکھنا نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی جماعتی ساتھی رائے وٹھ کے مقام کو دیکھنا ثواب کا کام سمجھتا ہے۔ ہاں! اجتماع میں دین کی تبلیغ ہوتی ہے اسی کے لیے سفر کیا جاتا ہے اور ایسے سفر جن میں مقصد طلب دین ہو ثواب کا کام ہیں۔

مسئلہ شد رحال:

محر مفتی نے رائے وٹھ کی طرف سفر کرنے کو شد رحال کی حدیث میں داخل کر کے ممنوع قرار دیا۔ حالانکہ ”شد رحال“ کی حدیث میں تین مساجد کے علاوہ کسی مسجد کی طرف اس نیت سے جانا کہ وہاں نماز کا ثواب زیادہ ہوگا، ممنوع ہے۔ باقی رہے دوسرے اسفار مثلاً طلب دین کے لیے سفر کرنا، ماں باپ کی زیارت کے لیے سفر کرنا، خویش و اقارب کی ملاقات کے لیے سفر کرنا، اہل اللہ کی صحبت کے لیے سفر کرنا، طلب معاش کے لیے سفر کرنا، جہاد اور تبلیغ کے لیے سفر کرنا، حضور اکرم ﷺ کے مزار اطہر کی زیارت کے لیے سفر کرنا وغیرہ یہ تو سب جائز ہیں۔

جمہور اہل سنت و الجماعت اسے جائز قرار دیتے ہیں۔ حدیث میں جو ”شد رحال“ سے منع کیا گیا ہے اس کا تعلق صرف مساجد سے ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں یہ بات صراحتاً موجود بھی ہے۔ پس رائے وٹھ کے لیے سفر کرنا یہ کسی مقام کو دیکھنے کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ خالص طلب دین کا سفر ہے۔ لہذا اسے ممنوع قرار دینا حدیث رسول ﷺ سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

مفتی محمد عیسیٰ اور مولوی عبدالحنان دیوبندی ہیں یا مماتی:

ان حضرات کا تین مساجد کے علاوہ اور کسی مقام کی طرف سفر کرنے کو ممنوع قرار دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ دیوبندی نہیں ہیں بلکہ مماتی ہیں کیونکہ اس دور میں مماتی لوگ حضور اکرم ﷺ کے مزار اقدس کی زیارت کے لیے سفر کرنے کو جائز نہیں سمجھتے بلکہ شہر حال والی حدیث کے ذریعے اسے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ پس مولوی عبدالحنان کا اپنے نام کے ساتھ دیوبندی کا لفظ استعمال کر کے علمائے دیوبند سے وابستہ لوگوں کو مغالطہ دینے کی ایک ناپاک کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ علمائے دیوبند اور ان کے پیروکاروں کو ان جیسے جمل ساز اور دجل و فریب کا کاروبار کرنے والے لوگوں کے شر سے محفوظ فرمائے۔ اعداؤنا اللہ و جمیع المسلمین من شر و دھم و مکانہم

جہاں تک تعلق ہے عقائد علمائے اہل السنۃ دیوبند کا وہ تو سب کے سب یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے مزار اطہر کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ کا سفر کرنا افضل القربات میں سے ہے وہ تو ”من حج و لم یزدنی فقد جفانی“ پر ایمان رکھتے ہیں اگر میں اپنے اکابر کی کتابوں کے حوالہ جات پیش کروں تو یہ ایک مستقل کتاب تیار ہو جائے گی۔ علمائے دیوبند کی کتابیں اس پر شاہد ہیں کہ آج تک کسی دیوبندی عالم نے اس میں اختلاف نہیں کیا۔ عبدالحنان اور مفتی عیسیٰ کا اختلاف کرنا دلیل ہے اس بات کی کہ یہ لوگ اکابر علماء دیوبند کے مسلک پر نہیں ہیں اور ان کا مسلک فرقہ مماتیہ اشاعتیہ شیخ ہدیہ سے ہے اور ایسے لوگوں کو دیوبند کا نام استعمال کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔

دلیل نمبر 3: جبکہ ان لوگوں کے ہاں اجتماع کی حیثیت حج اور عمرے سے بھی زیادہ ہے حج اور عمرہ منصوص ہیں اور اجتماع رابے و نڈ غیر منصوص۔

الجواب: قارئین کرام! دعوت و تبلیغ کا کام کرنے والے سمجھ دار حضرات اور اہل علم تبلیغی اجتماع کو تبلیغ دین کا ذریعہ اور واسطہ سمجھتے ہیں اسے مقصود اصلی نہیں اور اگر کوئی جماعتی ساتھی اسے مقصود اصلی سمجھتا ہے تو یہ اس کی سمجھ کا قصور اور اس کی انفرادی غلطی ہے اس قسم کی غلطیوں کی اصلاح ہمیشہ مرکز سے ہوتی رہتی ہے لہذا انفرادی کوتاہیوں کو اجتماعی غلطی قرار دینا درست نہیں ہے۔ چونکہ اس قسم کے اجتماعات اصل مقصد کے لیے ذریعہ اور واسطہ کی حیثیت رکھتے ہیں لہذا ان کا غیر منصوص ہونا واضح ہے اور ان کے منصوص ہونے کا کوئی مدعی بھی نہیں ہے اور کوئی سمجھ دار ساتھی اس قسم کے اجتماعات کو حج و عمرہ سے نہیں بڑھاتا۔ حج عمرہ تو عبادات منصوصہ ہیں اور حج تو دین کا رکن ہے اور اسلام کی بنیاد ہے تبلیغی اجتماع حج عمرہ کی برابری ہرگز نہیں کر سکتے۔

دلیل نمبر 4: محرر فتویٰ فرماتے ہیں: ”لاکھوں کے مجمع میں ایسے لوگوں کو کھڑا کر دیا جاتا ہے جو درس قرآن یا جہاد، مجاہدین اور مسنون زلفوں کے خلاف زبان درازی کرتے ہیں اور لوگ سامنے بیٹھ کر سنتے ہیں، مولانا سلیم اللہ خان صاحب نے ”نغمات البقیع“ شرح مشکوٰۃ صفحہ 555 بحوالہ تفسیر عثمانی تحریر فرمایا ہے کہ جن مجالس میں آیات و احکام الہی پر انکار اور استہزا ہو تو ان اجتماعات میں شرکت کی ممانعت آئی ہے۔ معلوم ہوا کہ جو شخص مجلس میں اپنے دین پر طعن اور عیب سننے پھر بھی انہی میں بیٹھا ہے اگرچہ خود کچھ نہ کہے وہ منافق ہے۔“

الجواب: قارئین کرام! محرر فتویٰ کا یہ کہنا کہ ”لاکھوں کے مجمع میں ایسے لوگوں کو کھڑا کر دیا جاتا ہے جو درس قرآن یا جہاد، مجاہدین اور مسنون زلفوں کے خلاف زبان درازی کرتے ہیں۔“ جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے رائے و نڈ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر یا تو علماء کرام کے بیانات ہوتے ہیں یا پھر ایسے لوگ جو باقاعدہ کسی دینی مدرسے سے فارغ التحصیل

تو نہیں ہوتے لیکن عرصہ دراز سے علمائے حقہ کی خدمت میں رہ کر دین کی پوری پوری معلومات رکھتے ہیں۔ علماء اور علماء سے فیض یافتہ حضرات نہ تو درس قرآن کی تردید کرتے ہیں اور نہ ہی مجاہدین، جہاد یعنی قتال کفار کی بالکل نفی کرتے ہیں نہ ہی وہ کسی مسنون عمل کی مذمت کرتے ہیں بلکہ ان حضرات کو ہمیشہ اس بات کی فکر رہتی ہے کہ ہمارا ہر عمل حضور اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق ہو جائے۔ وہ حضرات تو کہتے ہیں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو حضور اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق ادا کیا جائے۔

لہذا محرف فتویٰ کا یہ الزام جھوٹ کا پلندہ ہے جماعت کا کوئی فرد مسنون زلفوں کی مذمت نہیں کرتا نہ ہی درس قرآن کی تردید ہوتی ہے اور نہ ہی جہاد یعنی قتال کی نفی کی جاتی ہے۔ رائے و نظ کے اجتماعات میں شامل ہونے والے حضرات اس بات کی شہادت دیں گے کہ رائے و نظ کے اجتماعات میں ہمیشہ دین کی بات ہوتی ہے اسلام کی بات ہوتی ہے قرآن وحدیث کی بات ہوتی ہے سنت کی بات ہوتی ہے۔ وغیرہ

باقی محرف فتویٰ نے از خود یہ بات طے کر لی اور فرض کر لیا کہ رائے و نظ کے اجتماعات میں درس قرآن کی مخالفت ہوتی ہے۔ جہاد اور مجاہدین کی مخالفت ہوتی ہے، مسنون اعمال کی مذمت ہوتی ہے تو اس فرض کر لینے کے بعد انہوں نے حضرت مولانا سلیم اللہ خان کے فتویٰ کو رائے و نظ کے اجتماع پر چسپاں کر کے ثابت کر دکھایا کہ رائے و نظ کے اجتماعات میں شرکت کرنا ممنوع ہے۔ حالانکہ محرف فتویٰ نے اپنے ذہن میں ایک غلط چیز فرض کر لی ہے اور اس فرضی چیز پر مولانا سلیم اللہ خان کی عبارت ایسی چالاکی سے پیش کی ہے کہ عام قاری یہی سمجھے گا کہ مولانا سلیم اللہ خان رائے و نظ کے اجتماع پر فتویٰ لگا رہے ہیں حالانکہ یہ بات مولانا سلیم اللہ خان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوگی بلکہ وہ ایسی غلط قسم کی مجالس

سے روک رہے ہیں۔ جہاں اللہ کی آیات کے ساتھ مذاق اڑایا جا رہا ہو اور اللہ کی آیات کا انکار کیا جا رہا ہو جبکہ رائے و نظ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر علمائے حق کے جو بیانات ہوتے ہیں وہ تو سراسر آیات قرآنیہ کی تفسیر ہوتے ہیں، احادیث نبویہ کی تشریح ہوتی ہے، یا پھر قبر و آخرت کی بات ہوتی ہے۔

الغرض! رائے و نظ کے سالانہ اجتماع میں ایمان اور اعمال صالحہ کی پوری پوری ترغیب ملتی ہے۔ دنیا کا کوئی عقل مند آدمی محرف فتویٰ کی اس بات کی تصدیق نہیں کرے گا کہ رائے و نظ کے اجتماعات میں اللہ کی آیات کا انکار ہوتا ہے۔ اللہ کے دین کے ساتھ استہزاء ہوتا ہے یا اس قسم کی دوسری خرافات ہوتی ہیں۔ جس نے بھی اجتماعات دیکھے ہیں اور علمائے بیانات سنے ہیں وہ یقیناً محرف فتویٰ (مولوی عبدالحق) یا مصدق فتویٰ (مفتی محمد عیسیٰ) کو جھوٹا قرار دے گا۔

محرف فتویٰ نے یہ فتویٰ بھی صادر فرمایا جو محض اپنے دین پر طعن اور عیب سنے پھر بھی انہی میں بیٹھا رہے اگرچہ خود کچھ نہ کہے، وہ منافق ہے۔ چونکہ محرف فتویٰ نے یہ بات اپنے ذہن میں بٹھالی ہے کہ رائے و نظ کے سالانہ اجتماع میں دین پر طعن کیا جاتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی سنتوں کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اپنی اس فرضی ذہنیت پر رائے و نظ کے اجتماعات میں شریک ہونے والے سب مسلمانوں کو مخاطب قرار دے دیا۔ حالانکہ رائے و نظ کے اجتماع میں دین اسلام کے خلاف کسی قسم کی بات کا تصور بھی نہیں کیا جاتا وہاں تو بات ہوتی ہی دین کی ہے۔ لیکن جب محرف فتویٰ نے اپنے ذہن میں یہ بات بٹھا رکھی ہے کہ رائے و نظ کے بیانات میں دین اسلام پر طعن ہوتا ہے تو اب اس کے لیے رائے و نظ کے لاکھوں کے مجمع کو منافق قرار دینے کی کون سی رکاوٹ باقی رہ جاتی تھی؟؟ اسی لیے تو اللہ کے لاکھوں نیک بندوں کو منافق کہہ کر اپنی قبر

عبارت نقل کر کے مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ کے سرعقوب دیتے ہیں۔ جیسا کہ قاری محمد طیب رحمہ اللہ کی طرف جو یہ نسبت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں: ”تبلیغ کے نام سے جو کام ہو رہا ہے دراصل یہ تحریف ہے“ حالانکہ یہ بات حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نہیں فرما رہے بلکہ کسی سائل نے حضرت مفتی صاحب نے سوال کیا اس نے یہ بات سوال میں نقل کی اور جب حضرت مفتی صاحب نے اس کا جواب لکھا انہوں نے ثابت کر دیا قاری محمد طیب رحمہ اللہ کی طرف اس بات کی نسبت غلط ہے بلکہ یہ ان کی طرف جھوٹ ہے اور ظاہر بات ہے کہ سائل کی عبارت کو فتاویٰ محمودیہ بنا کر پیش کرنا ایک بہت بڑا دھوکہ اور تلبیس ہے لیکن محرر فتویٰ جھوٹ اور تلبیس کے ذریعے اپنی گاڑی چلائے جا رہے ہیں۔

اب ہم قارئین کی خدمت میں اصل حقیقت پیش کرنے کے لیے سائل کا اصل سوال اور حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کا جواب لفظ بلفظ پیش کرتے ہیں تاکہ پورے حقائق کھل کر آپ کے سامنے آجائیں چنانچہ ایک سائل حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں یوں سوال پیش کرتا ہے اور اس کے جواب میں مفتی صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

سوال نمبر 277:

مکرمی محترمی جناب حضرت قبلہ مفتی صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

واضح ہو کہ جناب کا تحریر کردہ ملفوظ بنام جناب اشفاق الرحمن موصول ہوا اور احقر نے بھی اس کا مطالعہ کیا بڑی مسرت ہوئی مگر احقر کو کچھ اشکال تھا اس لئے یہ تحریر کرنے پر مجبور ہوا۔ آنجناب نے تحریر فرمایا ہے کہ تبلیغ والوں کا یہ کہنا بھی بجا اور درست ہے کہ ”یہ نبیوں والا کام ہے“ اور اس کی وجہ بھی جناب والا نے تحریر کی ہے۔ اول تو وہ حضرات اس توجیہ سے خالی ہیں بلکہ وہ حضرات اس کو حقیقت پر محمول کرتے ہیں لیکن آپ نے حسن ظن

رکھتے ہوئے توجیہ فرمائی ہے تو آپ ہی فرمائیں کہ کیا ادنیٰ مناسبت سے کلی پر حکم لگایا جاسکتا ہے۔ اگر زیادہ گوشت آگ پر سینک کر کھائے اور کہے کہ یہ نبیوں والا کام ہے تو آیا یہ درست ہوگا اگر یہ ایک بعید مثال ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ایک ہوتی ہے عقیدہ کی غلطی اور دوسری عمل کی غلطی۔ میں سمجھتا ہوں عملی غلطی بہتر ہے عقیدہ کی غلطی سے۔ یہ حضرات بے شک عملی غلطی کی اصلاح کرتے ہیں مگر اس میں عقیدہ کی غلطی ضرور پیدا ہو جاتی ہے۔ جو زیادہ معسر ہے اول یہ کہ مستحب کو فرض سمجھتے ہیں فضائل جہاد کو محمول کرتے ہیں فضائل تبلیغ پر آپ کی توجیہ سے زیادہ سے زیادہ استہباب کا درجہ دیا جاسکتا ہے مگر وہ حضرات اس کو سنت مودکہ کا درجہ دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ تارک تبلیغ کو مغفوض اور تارک سنت کہتے ہیں اگر یہ سنت ہے تو کیا تمام علمائے کرام خود زیادہ گناہ گار ہیں اور کیا انہوں نے کسمان علم کیا اور قیامت میں جواب دہ ہوں گے۔ احقر نے ”جواہر ایضاً“ میں پڑھا تھا کہ حضرت مولانا محمد طیب صاحب نے فرمایا کہ بعض لوگ تبلیغ کے نام پر کچھ دین کا کام کر رہے ہیں مگر وہ تبلیغ نہیں، تحریف ہے اور حضرت مولانا احتشام الحسن صاحب کا نہ معلوم نے فرمایا (جو حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ کے خلیفہ ہیں) نظام الدین کی موجودہ تبلیغ نہ قرآن و حدیث کے موافق اور نہ علمائے حق اور حضرت مجدد الف ثانی کے مسلک کے مطابق بلکہ آگے فرماتے ہیں: ”بے اعتناء اصولوں کے بعد جو کام حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ کے سامنے بدعت حسد کی حیثیت رکھتا تھا اب بے اعتناء ہے اصولوں کے باوجود اس کو بدعت حسد بھی نہیں کہا جاسکتا ہے نام کتاب ”بندگی کی صراط مستقیم“ امید ہے کہ جناب بلا در رعایت کے جواب قرآن و حدیث کے موافق محتاتے فرما کر شکر یہ کا موقع دیں گے۔ قل الحق ولو کان موا افتظ والسلام!

محتاج دعا و خا کپائے بزرگان مولوی محمد حارث دہلوی
خطیب مسجد اعلیٰ والی گلی نمبر 104 مسجد تہور خان نیان س شہر دہلی۔

رہتے ہوئے شب و روز کے مسائل، بھیتی، بلائی، چوری اور دیگر جرائم کی وجہ سے نذہنوں میں دین سیکھنے کا داعیہ پیدا ہوتا ہے نہ اس کے اسباب موجود ہیں۔ لہذا وقت کو فارغ کر کے اپنے کھانے کے سامان کو لے کر ”چلوں“ کے لئے نکلوا۔ ایک چلہ گزار کرواپسی پران میں اتنا تغیر ہو گیا کہ کسی کا ایک پارہ ہو گیا، کسی نے نماز سیکھ لی، کسی کو استنجا، وضو کا صحیح طریقہ آ گیا، کسی کو ستر ڈھا کٹنے کا اہتمام ہو گیا، کسی کو مسجد میں داخل ہونے، نکلنے اور دیگر اوقات کی کچھ دعائیں یاد ہو گئیں، کسی نے گالی دینا چھوڑ دیا، کسی نے شراب اور کسی نے دوسری برائیوں سے توبہ کر لی۔ الی غیر ذلک۔

پھر دوسرے چلہ میں اور تغیر ہوا غرض حسب استعداد و طلب دین سیکھتے گئے اور اصلاح ہوتی گئی اور کار نبوت انجام پاتا گیا۔ اس اعتبار سے یہ ترین بھی ہے اصول کی پابندی نہ کرنے اور اپنی حد سے بڑھ کر کرنے سے خرابیاں بھی پیدا ہوتی ہیں اور بعضوں کے ذہن میں یہ بھی آ جاتا ہے کہ اصل کام تو ہمارا ہی ہے باقی دوسرے طریقوں پر مدارس، خانقاہیں، وعظ و تذکیر، تصنیف وغیرہ کے ذریعہ جو دینی کام کیا جاتا ہے اس کو لوگ معمولی کام بلکہ نا اہل تو حقیر سمجھنے لگتے ہیں یہ ان کی غلطی اور فتنہ کی چیز ہے۔ اہل علم و دانش کو ان کی مگرانی اور اصلاح ضروری ہے ورنہ یہ فتنہ متعدی ہو جائے گا۔

حضرت مولانا احتشام الحسن صاحب کے متعلق اتنا عرض ہے کہ یہ تبلیغ کے چھ نمبر ان کے ہی قلم سے لکھے گئے ہیں اور دیر تک وہ خود بھی اس کام کو بہت جدوجہد سے کرتے رہے انہوں نے ایک کتاب لکھی ”مسلمانوں کی موجودہ ہستی کا واحد علاج“ اس پر اکابر کے دستخط کرائے اس میں بھی اس کام کو بہت سراہا اور اس پر لوگوں کو ابھارا حضرت مولانا محمد یوسف کے انتقال کے بعد جوان کی سوانح لکھی گئی اس پر مولانا نے مقدمہ لکھا اور اس کام کی تعریف لکھی۔ مولانا نے ”ہندگی کی صراط مستقیم“ لکھی اور چھپنے سے پہلے مجھے بھی دکھائی پھر

میرے دیکھنے کے بعد جب وہ چھپ کر آئی تو اس کے اخیر میں انتہائی ضروری انتخاب کو لوگوں نے پڑھا اور میرے پاس خطوط آئے کہ میرے نزدیک کیا یہ تبلیغ ملت کی تباہی اور بربادی کا سبب ہے؟ اور کیا یہ قرآن و حدیث اور طریقہ سلف کے موافق نہیں وغیرہ وغیرہ۔ جب میں نے بھی ایک نسخہ منگا کر اس کو پڑھا اور حیرت میں پڑ گیا کہ یا اللہ اس خطرناک بات کو میری طرف منسوب کیا جا رہا ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ چالیس یا پچاس سال کے بعد مولانا موصوف کی رائے بدل گئی ہو اور جس چیز کو انہوں نے مسلمانوں کے حق میں علاج تجویز کیا تھا اور اس پر قرآن کریم اور حدیث شریف اور عمل اسلاف سے قوی دلائل پیش کئے تھے اور اس کو وہ اپنے لیے بہت مایہ ناز فخر تصور کرتے تھے آج وہ چیز تباہی و بربادی بن گئی ہو یا انہوں نے اپنی پہلی رائے کو غلط سمجھا ہو اور آج محسوس ہوا ہو کہ جس چیز کو علاج بنا کر پیش کیا تھا اور اس پر اکابر کی تصدیق بھی تھی وہ تباہی اور بربادی تھی اور جن آیات اور احادیث کو بطور دلیل پیش کیا تھا ان کے متعلق بھی آج ان کو محسوس ہوا ہو کہ ان کا مطلب وہ غلط سمجھتے تھے اور اب صحیح سمجھتے ہیں غرض اللہ ہی کے علم میں ہے کہ اصل حقیقت کیا ہے!!! تاہم میں نے ان کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ برائے خدا دو لفظ لکھ کر مجھے دے دیجیے یا خود شائع کر دیجیے کہ محمود کی رائے اصل کتاب کے بارے میں تو موافق ہے مگر نہایت ضروری انتخاب کے ذیل میں جو تبلیغی کام کو ملت کی تباہی کا ذریعہ بتایا گیا ہے یہ مضمون محمود نے نہیں دیکھا بلکہ یہ اضافہ بعد میں کیا گیا ہے۔ اس گئی رائے اس سے متفق نہیں مگر مولانا اس کے لئے آمادہ نہیں ہوئے کئی بار خط لکھا، مگر مولانا نے درخواست منظور نہیں فرمائی۔ اور اخیر میں میں نے اپنا وہ خط شائع کر دیا جو ان کی خدمت میں لکھا تھا اور اس میں قدرے تفصیل بھی تھی۔

ادھر حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ مجھیم دارالعلوم دیوبند نے ان کی خدمت میں مدرسہ کے مبلغ مولانا ارشاد احمد صاحب کو بھیجا کہ اس غلط نسبت سے عوام میں

غلط فہمی پھیلے گی میری طرف اس کی نسبت نہیں ہونی چاہیے مگر مولانا احتشام الحسن صاحب نے اس غلط فہمی کے زائل کرنے کے لئے کوئی تحریر شائع نہیں فرمائی۔ حالانکہ اس وقت جہاں جہاں وہ کتاب ”بندگی کی صراط مستقیم“ پہنچی اور خوب پہنچی اس کی وجہ سے بہت فتنے پیدا ہوئے بعض جگہ کشیدگی کی نوبت بھی آئی۔ مولانا کے پاس بھی ان کے قدیم احباب متعارفین مولانا ابوالحسن علی ندوی، مولانا منظور احمد نعمانی، مولانا جمیل احمد حیدر آبادی، مولانا عامر انصاری وغیرہ کے خطوط آئے حتیٰ کی حجاز مقدس سے مولانا کے خاندانی عزیز مولانا سلیم صاحب مہتمم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے پاس سے تو بہت سخت قسم کا خط آیا جس نے مولانا کے نفسیات کو بہت کھول کر رکھ دیا (وہ خاندانی عزیز اور بے تکلف ہیں ان کو حق ہوگا) سب نے ہی مولانا کی اس تحریر کو نامناسب، معترض، غلط قرار دیا اور مشورہ دیا کہ آپ اس سے رجوع کر لیں میں نے اپنا خط شائع کرنے کے لئے کانپور بھیجا وہاں اس کے ساتھ چند اکابر کے خطوط بھی شائع کر دیے گئے جس سے تبلیغ کے متعلق ان کا نظریہ معلوم ہوتا ہے اور ان سب کو ایک رسالہ کتابچہ کی شکل میں دے کر ایک پیش لفظ بھی ناشر نے لکھ دیا۔ اس میں مولانا احتشام الحسن صاحب کے متعلق بعض ایسے لفظ بھی آ گئے جن سے مجھے دکھ ہوا میں نہیں چاہتا تھا کہ مولانا کے احترام کے خلاف ایسے گرے پڑنے الفاظ استعمال کیے جائیں ان کی رائے اگر بدل گئی اور مجھے اس سے اتفاق نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان سے لڑائی کی جائے یا ان کا احترام نہ کیا جائے وہ کتابچہ بھی آپ کی خدمت میں ارسال ہے آئندہ بھی جو اصلاحی مشورہ دیں گے شکر گزار ہوں گا۔ ہاں! ایک بات رہ گئی وہ یہ کہ فضائل جہاد کی حدیثوں کو تبلیغ پر چسپاں کیا جاتا ہے تو یہ بات صحیح ہے۔

اور اس کی وجہ جو عام فہم ہے وہ یہ ہے کہ یہاں دو چیزیں ہیں ایک تو ہے خدا کی راہ میں دشمنان اسلام سے قتال کرنا عامۃً اسی کو ”جہاد“ کہا جاتا ہے اس کی فضیلتیں مستقل

ہیں اور وہ بہت ہی اعلیٰ ہیں دوسری چیز ہے خدا کے دین کے لئے کوشش کرنا اگرچہ اس میں قتال کی نوبت نہ آئے قرآن کریم اور حدیث شریف کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی ”جہاد“ ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری شرح بخاری میں لکھا ہے کہ امور دین کا علم حاصل کرنا (پڑھنا) تعلیم دینا (پڑھانا) امر بالمعروف نہی عن المنکر سب ”جہاد“ ہے اسی طرح دینی کتابیں تصنیف کرنا، مسائل بتانا، مخالفین کے اعتراضات کا جواب دینا ان سے مناظرہ کرنا بھی سب جہاد ہے۔ حتیٰ کہ امام نووی رحمہ اللہ نے غالباً تیرہ قسمیں ”جہاد“ کی لکھی ہیں۔ قرآن کریم میں ہے ”یا ایہا النبی جاهد الکفار والمنافقین“ اس آیت میں کفار اور منافقین سے ”جہاد“ کا حکم دیا گیا ہے مگر منافقین سے جہاد بالسیف کی نوبت نہیں آئی۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: ”والذین جاهدوا فلینا لنہدینہم سبلنا۔“ یہاں بھی قتال بالسیف مراد نہیں نیز خروج فی سبیل اللہ کا لفظ بھی قتال بالسیف کے ساتھ مخصوص نہیں۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الجہاد ص 394 میں حدیث نقل کی ہے ما اغبرت قلعا عبد فی سبیل اللہ فتمسہ النار (الخ) اور اسی مضمون کی حدیث کتاب الجمعہ ص 24 میں بیان کی ہے من اغبرت قلعا فی سبیل اللہ حرمة اللہ علی النار اس سے معلوم ہوا کہ ”جہاد“ کو قتال بالسیف کے ساتھ مخصوص کرنا درست نہیں ہے دوسرے غور کیا جائے کہ قتال سے مقصود اصلی خوں ریزی نہیں بلکہ دین کا فروغ مقصود ہے اور قتال بالسیف کی وہاں نوبت پیش آتی ہے جہاں دین کے فروغ میں ایسی رکاوٹ پیش آجائے جو بغیر قتال بالسیف کے دور نہ ہو سکے اس لئے ابتداءً دین کی دعوت دی جائے اگر وہ قبول ہو جائے تو سیف کی ضرورت نہیں اگر دعوت قبول نہ ہو تو پھر جزیہ کا حکم ہے۔ اگر اس کو منظور کر لیا جائے تب بھی سیف کی ضرورت نہیں ورنہ مجبوراً اتنی مقدار میں سیف کی ضرورت ہے کہ رکاوٹ دور ہو اور اصل مقصود (فروغ دین) حاصل ہو جائے۔

جو اجر و ثواب وسیلہ پر ہے اس سے زیادہ اجر و ثواب اصل مقصود پر ہونا بالکل ظاہر ہے۔

فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غنی عمنہ۔

(فتاویٰ محمودیہ ج 1 ص 439 تا 447)

قارئین کرام! آپ نے فتاویٰ محمودیہ کا مفصل جواب پڑھ لیا جس میں حضرت مولانا مفتی محمد حسن رحمہ اللہ مسائل کے اہرام کو جو انہوں نے قاری محمد طیب رحمہ اللہ پر لگایا اسے غلط قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ادھر حضرت مولانا محمد طیب رحمہ اللہ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے ان کی خدمت میں مدرسہ کے مبلغ مولانا ارشاد احمد صاحب کو بھیجا کہ اس غلط نسبت سے عوام میں غلط فہمی پھیلنے کی میری طرف سے اس کی نسبت نہیں ہونی چاہیے مگر مولانا احتشام الحسن صاحب نے اس غلط فہمی کے زائل کرنے کے لئے کوئی تحریر شائع نہیں فرمائی۔“

حضرت مفتی صاحب تو صاف طور پر واضح لفظوں میں اس اہرام کی تردید فرما رہے ہیں جو مسائل نے قاری محمد طیب رحمہ اللہ پر عائد کیا۔ لیکن صد افسوس! اس محرر فتویٰ پر کہ مسائل کے سوال سے جھوٹا اہرام نقل کر دیا اور حضرت مفتی صاحب کی صفائی سے آنکھیں بند کر لیں اور کسی اور شخص کی غلط بات کو فتاویٰ محمودیہ کے سر قلم دیا اور یہی حال محرر فتویٰ کا اپنے ہر حوالہ میں ہے یعنی جھوٹ، غریب، فراڈ، غلط نسبتوں کے ذریعے اپنے فتویٰ کو چمکا رہا ہے اور اس بات سے بالکل غافل ہے کہ آخر مجھے مرنا ہے رب کے حضور پیش ہونا ہے ایک ایک جھوٹ اور فریب کا میں اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا۔ ماشاء اللہ محرر فتویٰ کا دل خدا خوفی سے بالکل غافل ہے اور اس نے یہ دل میں ٹھان لی ہے کہ جس طرح بھی ہو سکے تبلیغی جماعت کو عوام الناس میں بدنام کیا جائے حالانکہ سوائے اپنی قبر و آخرت کو کالا کرنے کے محرر فتویٰ کو کوئی چیز بھی حاصل نہیں ہوگی۔ خسرو الدنیا والآخرۃ۔

دلیل نمبر 7: محرر فتویٰ لکھتے ہیں ”احتشام الحسن کا مدحیہ خلیفہ مجاز حضرت دہلوی رحمہ اللہ مولف مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج کی رائے ”تبلیغی دین کی شکل میں بے دینی پھیلا رہے ہیں“ بحوالہ فتاویٰ محمودیہ۔

الجواب: قارئین کرام! مولانا احتشام الحسن رحمہ اللہ کافی عرصہ تبلیغی دین میں رہ کر موجودہ ترتیب کے ساتھ کام کرتے رہے لیکن شوخی قسمت کہ آخر میں انہوں نے جماعت کو چھوڑ دیا بلکہ جماعت کی مخالفت میں کتابیں اور رسائل لکھے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ مودودی صاحب کے ساتھ مل گئے تھے اب اگر وہ جماعت چھوڑنے کے بعد جماعت کے خلاف کچھ باتیں کرتے ہیں تو ان کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ باقی وہ کوئی نبی اور رسول تو نہیں تھے کہ راہ راست سے ہٹ جاتا ان کے لئے مشکل اور محال تھا اور جماعت کی مخالفت میں انہوں نے جو کچھ بھی لکھا اور کہا تو اس دور کے تمام علمائے حق نے ان کے اس اقدام کو غلط قرار دیا بلکہ ان کو راہ راست پر لانے کی کوشش بھی کی لیکن ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے ”ومن یضللہ فلا ہادی لہ“ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے انک لا تہدی من احببت ولكن الله یہدی من یشاء۔

باقی رہی یہ بات کہ ”تبلیغی دین کی شکل میں بے دینی پھیلا رہے ہیں“ تو ہم نے فتاویٰ محمودیہ سے یہ بات تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن ہمیں تو نہیں مل سکی اور اگر فتاویٰ محمودیہ میں ہے بھی تو مفتی صاحب نے اس کے ساتھ اس قول کی تردید بھی ضرور کی ہوگی۔ لیکن یہ بات محرر فتویٰ کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے کہ وہ فتاویٰ محمودیہ سے کوئی قول دیکھ لیں خواہ کسی مسائل کا سوال ہو یا کسی معترض کا اعتراض جسے نقل کر کے مفتی صاحب رحمہ اللہ نے جواب دیا ہے۔ تو محرر فتویٰ اسے جھٹ فتاویٰ محمودیہ کی طرف نسبت کر دیتے ہیں اس کی مثال تو ایسی ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ قرآن سے فرعون کا رب الاعلیٰ ہونا ثابت ہے اور

و آخرت کو برباد کر دیا۔ کسی شاعر نے کہا ہے

خشت اول چوں نہد معمار کج

تا ثریا سے رود دیوار کج

جب ان لوگوں نے اپنے ذہن میں یہ فرض کر لیا ہے کہ رائے و طے کے علما اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں آیات قرآنیہ کا مذاق اڑاتے ہیں۔ جہاد اور مجاہدین کو برا کہتے ہیں، سنت نبویہ کا مذاق اڑاتے ہیں، دین پر طعن کرتے ہیں ان لوگوں نے اپنی اس وحشی اور فرضی صورت پر فتوے لگانا شروع کر دیے ہیں۔ حالانکہ ان کے ذہن میں جو یہ چیزیں سائی ہوئی ہیں۔ الحمد للہ رائے و طے کے علما کے بیانات ان سب چیزوں سے مبرا اور پاک و صاف ہوتے ہیں۔ بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے کیونکہ رائے و طے میں ساری بات دین کی ہوتی ہے، ایمان کی ہوتی ہے، اکرام کی ہوتی ہے، اخلاق کی ہوتی ہے، سنت کی اہمیت کی ہوتی ہے، موت اور قبر کی فکر کی ہوتی ہے، آخرت سے متعلق ہوتی ہے۔ اگر یہ لوگ رائے و طے کے اجتماعات میں شامل ہوتے اور اہل اللہ کے بیانات سنتے تو حقیقت کھل کر ان کے سامنے آ جاتی کہ یہاں تو اللہ اور رسول اللہ کی بات ہو رہی ہے یہاں تو ایمانیات بیان ہو رہی ہیں یہاں تو کلمہ کی تشریح ہو رہی ہے یہاں تو اکرام مسلم کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ یہاں تو خلوص نیت کا درس دیا جاتا ہے یہاں تو یہ آواز لگ رہی ہے کہ پوری شریعت پورا دین ہماری زندگیوں میں آ جائے یہاں تو یہ ترغیب دی جا رہی ہے اپنی جان اپنا مال اپنا وقت دین پر لگا کر اپنے رب کو راضی کر لو۔

دلیل نمبر 5: محررفوتویٰ لکھتے ہیں: ”مشورہ مسنون ہے، انتظامی امور میں مشورہ سے جو کام ہوتا ہے اس میں برکت ہوتی ہے لیکن مشورے کے ساتھ نصوص قطعیہ کو منسوخ قولایا عملاً کر دینا حرام ہے۔ جو کام دین میں نہیں ہے مشورہ کے ذریعے سے اس کو دین میں

داخل کرنا گمراہی ہے اور ایسا کرنے والا گمراہ ہے۔ مشورہ وحی کا بدل نہیں ہے اس لیے کہ وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے آپ ﷺ کی ذات پر۔ یہ تو مشورے کے ذریعے قرآن و حدیث کو ریاضہ کرنے والی بات ہو گئی مشورہ وحی کا بدل ہونا قرآن حدیث، اجماع، اقوال علما سے کہیں ثابت نہیں لہذا مشورہ کو وحی کا بدل سمجھنا کفر ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ)

الجواب: محررفوتویٰ کا یہ ارشاد کہ مشورہ مسنون ہے انتظامی امور میں مشورہ سے جو کام ہوتا ہے اس میں برکت ہوتی ہے علی الاطلاق یہ بات درست نہیں ہے۔ کیونکہ مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ نے فرمایا: ”جن معاملات کا تعلق عوام سے ہے جیسے معاملات حکومت ان میں مشورہ لینا واجب ہے۔“

(معارف القرآن ج 2 ص 219)

باقی رہا محررفوتویٰ کا یہ فرمانا کہ مشورہ کے ذریعے نصوص قطعیہ کو منسوخ قولایا عملاً کر دینا حرام ہے جو کام دین میں نہیں ہے مشورے کے ذریعے سے اس کو دین میں داخل کرنا گمراہی ہے اور ایسا کرنے والا گمراہ ہے۔ جہاں تک تعلق ہے اس مسئلہ کا کہ نصوص کے خلاف مشورہ کرنا یا غیر دین کو مشورہ کے ذریعے دین میں داخل کرنے کا تو یہ یقیناً گمراہی ہے۔ لیکن محررفوتویٰ کا یہ منشاء ہے کہ تبلیغی جماعت والے حضرات مشورہ کے ذریعہ نصوص کو رد کرتے ہیں یا غیر دین کو دین بناتے ہیں یہ تبلیغی جماعت پر سراسر الزام اور اتہام ہے۔ تبلیغی جماعت دین کی محنت کر کر کے دنیا کے ہر کونے میں پہنچ چکی ہے اب ہر جگہ سے ان حضرات کو دیکھا جاسکتا ہے اور ان کی باتیں سنی جاسکتی ہیں لیکن یہ بات کسی تبلیغی آدمی کے حاشیہ خیال میں بھی نہ آئی ہوگی کہ مشورہ کے ذریعہ نصوص کو رد کر دیا گیا یا غیر دین کو دین بنایا گیا۔ لہذا محررفوتویٰ کا یہ سفید جھوٹ ہے اور تبلیغی جماعت کے افراد اس الزام سے بری الذمہ ہیں جب وہ ایسا کام ہی نہیں کرتے تو ان کو کیسے گمراہ کہا جائے گا۔ ان کے کاموں کو کیسے گمراہی سے تعبیر کیا جائے گا جبکہ وہ ہر کام دین اور سنت کے مطابق کرنے والے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ محررفوتویٰ نے اس کی کوئی ایک مثال بھی پیش نہیں فرمائی کہ تبلیغی جماعت والوں نے اپنے مشورہ کے ذریعہ فلاں نصوص کو رد کر دیا ہے یا مشورہ کے ذریعہ غیہ دین کو دین بنالیا ہے۔ اگر محررفوتویٰ کے پاس کوئی مثال ہوتی تو وہ ضرور پیش کرتے۔ محررفوتویٰ کا مثال پیش نہ کرنا دلیل ہے کہ انہوں نے جماعت پر بلا وجہ الزام لگایا ہے ہاں! جماعت والوں کو طریقہ یہ ہے کہ وہ لوگ انتظامی امور اور غیر منصوص کاموں میں مشورہ کرتے ہیں۔ جو کہ سنت رسول اللہ ﷺ ہے، بلکہ حکم قرآنی ہے "و شاورہم فی الامر" یا امرہم شورعی بیہم" الحمد للہ! ایسے امور میں حکم کتاب و سنت مشورہ کرنا درست ہے اور باعث خیر و برکت ہے۔

باقی رہا محررفوتویٰ کا یہ ارشاد کہ "مشورہ وحی کا بدل نہیں ہے اس لیے کہ وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے، آپ ﷺ کی ذات پر۔ یہ تو مشورہ کے ذریعے قرآن وحدیث کو ریاض کرنے والی بات ہو گئی۔ مشورہ وحی کا بدل ہونا قرآن وحدیث، اجماع، اقوال علما سے کہیں ثابت نہیں لہذا مشورہ کو وحی کا بدل سمجھنا کفر ہے۔"

اس میں شک نہیں کہ مشورہ وحی کا پورا بدل نہیں ہے جیسا کہ فتویٰ محمودیہ ج 11 ص 69، 70 پر یہی کچھ لکھا ہوا ہے۔ باقی محررفوتویٰ کا مشورہ کو وحی کا بدل سمجھنا کفر ہے کہہ کر فتاویٰ محمودیہ کا حوالہ دینا سراسر جھوٹ اور بہتان ہے فتاویٰ محمودیہ میں مشورہ کی پوری پوری اہمیت اور ضرورت کو بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ مشورہ وحی کا پورا بدل نہیں ہے کفر کا فتویٰ فتاویٰ محمودیہ میں نہیں لگایا گیا محررفوتویٰ کی یہ بددیانتی ہے کہ فتاویٰ محمودیہ پر جھوٹ اور بہتان کھڑا کر دیا ہے حالانکہ فتاویٰ محمودیہ اس قسم کے باتوں سے بالکل پاک ہے۔

دلیل نمبر 6: محررفوتویٰ فرماتے ہیں: "تبلیغی جماعت کے بارے میں مہتمم دار العلوم دیوبند قاری محمد طیب رحمہ اللہ کی رائے "تبلیغ کے نام سے جو کام ہو رہا ہے دراصل یہ

قریف ہے۔" (بحوالہ فتاویٰ محمودیہ)

الجواب: محررفوتویٰ جناب عبدالرحمان مماتی اپنی ہر دلیل میں تلبیس اور دھوکہ سے کام لیتے ہیں کیونکہ اگر وہ تلبیس اور دھوکہ سے کام نہ لیں تو ان کا فتویٰ بالکل بے اثر ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس لیے وہ مجبوراً تلبیس اور دھوکہ کے ذریعہ اپنے فتویٰ کو موثر بنانے کے لئے تلبیس، دھوکہ دی بلکہ صاف صریح جھوٹ بولنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ چونکہ کسی کتاب کا حوالہ دینے وقت نہ تو کتاب کی جلد نمبر لکھتے ہیں اور نہ ہی صفحہ نمبر بتاتے ہیں۔ تاکہ کوئی شخص ان کے پیش کردہ حوالہ کو اصل کتاب میں تلاش نہ کر سکے۔ مثلاً فتاویٰ محمودیہ کا حوالہ دیا لیکن نہ تو جلد نمبر اور نہ ہی صفحہ نمبر بتلایا حالانکہ فتاویٰ محمودیہ ایک طویل فتاویٰ ہے جس کی میں جلدیں ہیں لیکن محررفوتویٰ جلد نمبر اور صفحہ نمبر اس لئے نہیں بتاتے تاکہ وہ تلبیس اور دھوکہ دی میں کامیاب رہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ محررفوتویٰ حوالہ دینے میں ہمیشہ بددیانتی سے کام لیتے ہیں مثلاً فتاویٰ محمودیہ میں لکھا ہے کہ مشورہ وحی کا پورا بدل نہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ ج 11 ص 70)

اور محررفوتویٰ نے فتاویٰ محمودیہ کے حوالے سے لکھ دیا کہ "مشورہ کو وحی کا بدل سمجھنا کفر ہے۔" حالانکہ مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ نے کفر کا فتویٰ ہرگز نہیں لگایا۔ جبکہ محررفوتویٰ نے اپنی طرف سے کفر کا فتویٰ صادر کر کے مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر دیا یہ بہت بڑی بددیانتی اور تلبیس ہے اور یہی حال محررفوتویٰ اپنے ہر حوالہ میں کر رہے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح میری بے جان تحریر میں جان آ جائے۔ بے شک محررفوتویٰ کی اس تلبیس سے سادہ لوح عوام تو دھوکے میں آ سکتے ہیں لیکن جہاں تک تعلق ہے متعین علما کا جو صاحب مطالعہ ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریر حقائق پر بالکل مبنی نہیں ہے بلکہ جھوٹ اور تلبیس کا مرقع ہے۔ محررفوتویٰ کی ایک تلبیس یہ بھی ہے کہ وہ بعض اوقات کسی سائل کے سوال سے

الجواب: حامداً ومصلياً

محترمی زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ نے جس بے تکلفی سے اپنا اشکال تحریر فرمایا ہے اس سے بہت مسرت ہوئی دین کے جس کام یا جس مسئلہ میں شبہ پیدا ہو اس کو ضرور حل کر لینا چاہیے دل میں نہیں رکھنا چاہیے۔ اگر نفس الامر میں وہ مسئلہ غلط چل رہا ہے تو اصلاح کی جائے گی اگر اپنے سمجھنے میں غلطی ہے تو اس کی اصلاح ہو جائے گی یعنی غلط روی اور غلط فہمی دونوں ہی کی اصلاح ضروری ہے۔

احقر نے اس کام کو ”نبیوں والا کام“ قرار دینے کی جو توجیہ کی ہے اس پر آپ کا اشکال ہے۔ (گوشت آگ پر سینک کر کھانا بھی نبیوں والا کام ہے) اس کا جواب بغیر رو رعایت کے یہ ہے کہ نبیوں نے دو قسم کے کام کیے ہیں ایک وہ جو طبعی بشری تقاضہ کے تحت ہیں۔ جیسے کھانا، پینا، سونا، جاگنا، چلنا، بیٹھنا، خریدنا، فروخت کرنا وغیرہ کہ چاہے وحی آئے یا نہ آئے، نبی، غیر نبی اپنی ضرورت کے موافق یہ سب کام کرتے ہیں ایسے کاموں کے متعلق تو نبیوں نے ان کے طریقوں کی اصلاح کی ہے۔ مثلاً: فلاں فلاں چیز کا کھانا پینا درست ہے اور فلاں فلاں چیز کا کھانا پینا درست نہیں۔ نیز کھانے پینے کا طریقہ یہ ہے فلاں فلاں چیز کی خرید و فروخت درست ہے اور فلاں فلاں چیز کی خرید و فروخت درست نہیں۔ نیز خرید و فروخت کا طریقہ یہ ہے ایسے کاموں کے متعلق یہ نہیں کہا جائے گا کہ نبی ان کاموں کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ کیونکہ یہ کام تو دنیا میں پہلے ہی ہو رہے ہیں اور سب لوگ کر رہے ہیں خواہ نبی پر ایمان لائیں یا نہ لائیں۔ ہاں! نبیوں نے ایسے کاموں کے طرق و حدود کو متعین فرمادیا دوسرے کام نبیوں نے وہ کئے جن کے لئے نبی اصلاً مبعوث ہوئے ان کا خلاصہ اجمالی اور کلی طور پر یہی ہے کہ بندوں کو بندگی کی زندگی سکھائی جاتی ہے جس کی بنیاد توحید و رسالت پر ہے یعنی نہ کہ ظہیر اس کے الفاظ سکھائے جائیں، مطلب بتایا جائے مطالبہ سمجھایا جائے۔

مطالبہ میں نماز، ذکر، علم، اکرام مسلم، صحیح نیت، تفرغ وقت سب چیزیں آجائیں گی۔ ان پر پابندی اصول کے ساتھ محنت کی جائے تو دین کا ہر ہر دروازہ کھلتا چلا جائے گا اور عملی مشق ہوتی چلے جائے گی یہاں تک کہ پورے دین کے ساتھ تعلق قوی ہو جائے گا اور جس قدر بھی دنیا میں یہ جماعتیں دین کو لے کر نکلیں گی ان کا دین پختہ ہوگا اور دوسروں تک دین کی اشاعت ہو کر کار نبوت پورا ہوگا۔ درحقیقت اسی کام کے لیے انبیاء علیہم السلام کی بعثت ہوئی اور یہی نبیوں والا کام ہے باقی کام ضمناً و طبعاً عمل میں آئے۔ حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ نے اس مقصد کی خود ہی وضاحت فرمادی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

”ہماری جماعت کا اصل مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو حضور ﷺ کا لایا ہوا دین پورا پورا سکھادیں یہ تو ہمارا اصل مقصد ہے رہی قافلوں کی چلت پھرت تو یہ اس مقصد کے لئے ابتدائی ذریعہ ہے اور کلہ نماز کی تلقین گویا ہمارے پورے نصاب کی الف، ب، ت ہے۔“

مثال کے طور پر سمجھئے کہ ایک طالب علم مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے آتا ہے تو کہا جائے گا اس کا مقصد تحصیل علم ہے اگرچہ وہ کھانا، پینا، سونا، جاگنا سب ہی کام کرتا ہے مگر اس کا سفر اور مدرسہ میں قیام ان کاموں کے لئے نہیں یہ کام تو وہ پہلے بھی کرتا تھا اور ہر جگہ کرتا تھا اور جو لوگ مدرسہ میں داخل نہیں وہ بھی یہ کام کرتے ہیں۔ لہذا اس کا اصل کام جس کے لئے مدرسہ میں آیا ہے پڑھنا ہے۔

تنبیہ:

اس مقصد عظیم (تبلیغ) نبیوں والے کام کے لیے بڑی اہمیت اور بڑے اوصاف جلیلہ کی ضرورت ہے ورنہ نااہلیت اور پست اوصاف کی وجہ سے یہ کام نظروں سے گر جائے گا۔ اس لئے حضرت مولانا الیاس رحمہ اللہ نے جب اس کام کی ابتداء میوات کے غیر تعلیم یافتہ طبقہ سے کی تو ان کو یہ ذہن نشین کرایا کہ دین کو سیکھنے کے لیے چلو۔ اپنے اپنے مکانات پر

دلیل میں قرآن کی یہ آیت پڑھے ”انا ربکم الاعلیٰ“ حالانکہ قرآن پاک میں یہ بات نہیں کی گئی بلکہ قرآن پاک نے فرعون کا مقولہ نقل کر کے اس کی تردید کی ہے۔ کوئی کوڑھ دماغ ہوگا جو فرعون کے اس مقولہ کو قرآن کی طرف منسوب کر کے اسے سچا ثابت کرنے کی کوشش کرے۔

قارئین کرام! بندہ عاجز مکرر طور پر آپ کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ فتاویٰ محمودیہ کے مولف حضرت مولانا مفتی محمود حسن رحمہ اللہ تلیفی جماعت کے یکے موافق ہیں اور ان کا فتاویٰ تلیفی جماعت کی حمایت سے لبریز ہے۔ موقع بموقع وہ جماعت کی کارکردگی کو سراہتے ہیں اور اس کی تحسین کرتے ہیں بلکہ ان کے تمام اعمال کو خواہ سرورہ ہو یا گشت اور چلہ ہو یا جو کچھ بھی وہ اعمال کرتے ہیں حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ ان سب کو کتاب و سنت سے مستحب سمجھتے ہیں اور ساتھ ساتھ افرادی غلطیوں کی جذبہ خیر خواہی کے ساتھ اصلاح بھی فرماتے ہیں اور اس چیز کا انہیں حق بھی حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی قبر کو روشن اور منور فرمائے۔

اس سلسلہ میں ان کا ایک مکتوب گرامی نقل کیا جاتا ہے جو انہوں نے مولانا احتشام الحسن رحمہ اللہ کی طرف لکھا یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ تلیفی جماعت کو چھوڑ کر مودودی جماعت میں مل چکے تھے اور انہوں نے ایک کتاب ”بندگی کی صراط مستقیم“ بھی تصنیف کی تھی اور اس کتاب کا ابتدائی حصہ حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ اور حضرت مولانا مفتی محمود حسن رحمہ اللہ کو بھی دکھایا چونکہ یہ ابتدائی حصہ تلیفی جماعت کی مخالفت میں نہ تھا تو ان دونوں بزرگوں نے اس پر تصدیق بھی لکھ دی۔ لیکن جب بعد میں یہ کتاب چھپ کر منظر عام پر آئی تو اس کتاب میں تلیفی جماعت کے خلاف بہت بڑا مواد تھا۔ جو موصوف نے تصدیق کے بعد بطور اضافہ کے کتاب میں شامل کیا تھا۔ حالانکہ ان دونوں بزرگوں نے ایسی باتیں نہ دیکھی تھیں نہ سنی تھیں۔ تو ان حضرات کو

مولانا احتشام الحسن کی اس طرز سے بہت صدمہ اور دکھ ہوا اور رنجیدہ ہو کر مولانا موصوف کی طرف ایک خط لکھا اور وہ خط آپ کی خدمت میں ہم پیش کر رہے ہیں تاکہ پوری حقیقت حال آپ کے سامنے کھل کر آجائے۔ تاکہ یہ بات بھی واضح ہو جائے کہ محرر فتویٰ خواہ مخواہ فتاویٰ محمودیہ کو اپنا ہم خیال ہونا باور کر رہے ہیں۔ یہ بات حقیقت سے بہت دور ہے کیونکہ فتاویٰ محمودیہ تلیفی جماعت کی حمایت میں سب سے بڑھ کر ہے۔

سیدی و مولائی حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی مدظلہ کا مکتوب گرامی

”مولانا احتشام الحسن کا ندھلوی کے نام“

مکرم و محترم زیدت مکارمکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔ باعث تحریر آنکھ آپ کا رسالہ ”بندگی کی صراط مستقیم“ ملا چھپنے سے پہلے بھی اس کا مطالعہ کیا تھا اور آپ کے دیگر رسائل کی طرح اس کو بحیثیت مجموعی نافع سمجھا تھا۔ اختتامی دستخط کے بعد جہاں تک میں نے دیکھا تھا اب بطور ضمیمہ بعنوان ”نہایت ضروری انتباہ“ اضافہ کر کے اس کو شائع کیا گیا ہے۔ اس میں میرا نام بطور گواہ تصدیق پیش کیا گیا ہے جس سے یہ غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے کہ مجھے اس ضمیمہ سے بھی اتفاق ہے حالانکہ نہ میں نے اس کو دیکھا تھا نہ اس وقت تک اس کو لکھا گیا تھا نہ مجھے اس سے اتفاق ہے اس لیے اسی کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔

حضرت اقدس مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ نے جس نسخہ پر نظام الدین سے تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا تھا اس سے تو آپ کو پورا اتفاق ہے کیونکہ بقول خود آپ اس کے روح رواں تھے اور آپ کے خیال میں آپ کے اب تک کے رسائل سے موجودہ تبلیغ کی حمایت مقصود نہیں اور آپ کے نزدیک حضرت کے وقت میں وہ تبلیغ بدعت حسنہ کے درجہ میں تھی اور اب اس میں منکرات شامل ہیں اور یہ ایک غلط چیز ہے جو دین کے نام پر پھیل

رہی ہے اور اس کی وجہ سے ملت تباہی و بربادی میں مبتلا ہو رہی ہے۔ اس لئے اب یہ بدعت حسنہ بھی نہیں (جس کا ماہصل یہ ہے کہ یہ بدعت سیدہ اور بدعت ضلالت ہے) اب جو علماء تبلیغ میں شریک ہیں ان کی ذمہ داری ہے اس کو قرآن و حدیث، ائمہ سلف اور علمائے حق کے مطابق کریں (جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ تبلیغ نہ قرآن کے مطابق ہے نہ حدیث کے نہ ائمہ سلف کے نہ علمائے حق کے) آپ نے مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کا نام بھی لکھا ہے کہ ان کو یہ رسالہ دیکھئے اور تصدیق کرنے کے لئے بھیجا اور آپ نے ان سے بھی اس کی صحت کا اطمینان کر لیا۔ حالانکہ مولانا موصوف نے سہارنپور کے بڑے تبلیغی اجتماع میں کئی گھنٹے تقریر فرمائی اور اس موجودہ تبلیغ کے جملہ اصول کو قرآن پاک اور حدیث شریف سے مؤید و منوکد فرمایا۔ اب قریب ہی مظفرنگر کے اجتماع میں انہوں نے شرکت اور تقریر فرمائی اور یہاں دیوبند کے مقامی اجتماعات میں بھی شرکت فرماتے رہتے ہیں اور نظام الدین جانے کی ترغیب بھی دیتے ہیں اور خود اپنی خواہش بھی ظاہر فرمائی۔ جن لوگوں نے حضرت مہتمم صاحب کی براہ راست تقریر سنی اور سنتے رہتے ہیں وہ آپ کے رسالہ کا یہ ضمیمہ دیکھ کر کیا رائے قائم کریں گے؟؟؟

آپ اس تبلیغ کو قرآن پاک اور حدیث شریف کے خلاف فرما کر اس کو ملت کی تباہی کا ذریعہ تحریر فرما رہے ہیں اور حضرت مہتمم صاحب سے اپنے رسالہ کی صحت کا اطمینان بھی کر چکے ہیں اگر حضرت مہتمم صاحب اس کو قرآن پاک اور حدیث شریف کے موافق بے شمار رموز کے نزول کا باعث اور آفات و بلیات سے حفاظت کا ذریعہ قرار دے رہے ہیں تو پھر اس کی جو زلف و ناپذیرنی چاہیے وہ پڑے گی آپ نے واضح طور پر یہ نہیں فرمایا کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ کی وفات کے کتنے عرصہ بعد یہ تبلیغ بدعت حسنہ کی حد سے خارج ہو کر بدعت ضلالت اور ملت کی تباہی کا ذریعہ بن گئی تھی۔ کیا حوصلہ ایسا ہوا؟

خدا نہ کر وہ یہ ایسی بات نہ ہو جیسی ایک گروہ کہتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی وفات کے بعد ہی چند اہل بیت کے سوا سب صحابہ کرام علیہ السلام صراطِ مستقیم سے ہٹ گئے اور گمراہی میں مبتلا ہو گئے تھے (نعوذ باللہ) لیکن وہاں تو منشاء یہ تھا کہ وہ گروہ خلافت کا بزرگ خود حق اہل بیت تصور کرتا تھا اور جن کو بمشورہ اربابِ حل و عقد خلیفہ بنایا گیا اور باجماع خلیفہ تسلیم کیا گیا ان کو معاذ اللہ عاصب کہتا تھا مگر یہاں کا تو معاملہ برعکس ہے۔

میں اب تک یہی سمجھتا رہا کہ خرابی صحت کی وجہ سے آپ نے کاغذ حملہ مستفل قیام فرمایا اور نظام الدین کا قیام ترک کر دیا اور اس وجہ سے تبلیغی کام میں حصہ نہیں لے سکتے مگر اس ضمیمہ سے معلوم ہوا کہ حصہ نہ لینے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے نزدیک یہ تبلیغ دینی کام نہیں بلکہ خرب دین ہے مگر تعجب ہے کہ جس کام سے آپ کو گہرا تعلق تھا اور جس پر آپ نے محنت بھی کی تھی اس کو خراب ہوتے اور اجڑتے ہوئے بیسیوں برس صبر و سکون سے کیسے دیکھتے رہے اور کوئی تحریر اس کے خلاف شائع نہیں کی اور لطف یہ کہ قوم آپ کے رسائل کو اس کا مؤید سمجھتی رہی۔ کام میں اگر خرابی آئی تھی تو اس کی اصلاح کچھ دشوار نہیں تھی۔ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ حضرت حافظ فخر الدین صاحب رحمہ اللہ، حضرت مولانا ظفر احمد صاحب مدظلہ، حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کے متحدہ مشورہ سے حضرت مولانا محمد یوسف صاحب نور اللہ کو اس کام کا ذمہ دار بنایا گیا تھا یہ سب حضرات اس پر مطمئن تھے اور ان کی فطری صلاحیتوں سے واقف تھے اور وہ مرحوم اپنے علوم تربیت کے باوجود عمر و رشتہ کے اعتبار سے آپ کے خورد بلکہ پروردہ تھے ان پر آپ کا حق تھا۔ فہمائش سے کام نہ چلنا تو آپ قوت کے ساتھ بھی کہہ سکتے تھے اور وہ اپنی غایت سعادت اور مرتبہ کی رعایت کے پیش نظر آپ کی بات کو ہرگز ناقابل التفات نہ قرار دیتے بلکہ اس پر غور فرماتے اور دلائل کی روشنی میں جو چیز قابل اصلاح سمجھتے ضرور اصلاح فرما لیتے۔

وہ تو مشورہ کے بہت عادی تھے معمولی معمولی آدمیوں کے مشورہ کی بھی قدر فرمایا کرتے تھے کام سے تعلق رکھنے والے خاص کر نظام الدین کے حاضر باش سب ہی اس چیز سے واقف ہیں کہ امور ہم شوروی بیہم پر کس مضبوطی سے عامل تھے۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ کے وقت سے برابر یہ طرز چلا آ رہا ہے کہ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم سے مشورہ ہوتا ہے اور اسی سابق طرز پر اجتماعات، تعلیمی حلقے، علمی مذاکرے، تشکیلیں، کارگزاری، جماعتوں کی چلت پھرت وغیرہ سب اجزاء اسی طرح جاری ہیں اصل کام کرنے والے بڑی تعداد میں وہی ہیں جن اکابر کے مشورہ سے ان کے سرمداری عائد ہوتی تھی۔ ان کے علاوہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب، حضرت مولانا عبداللطیف صاحب وغیرہم بھی برابر تائید و نصرت فرماتے رہے کسی کو خیال نہ آیا کہ دین کے نام پر غلط چیز پھیل رہی ہے اور اس سے ملت تباہ و برباد ہو رہی ہے کیا یہ سارے حضرات قرآن و حدیث اور سارے دین سے نا آشنا اور بے خبر تھے، پھر بھی آپ نے کبھی ان کو متنبہ نہیں کیا۔ حالانکہ یہ خود آپ کے بھی اکابر تھے آپ کی بڑی ذمہ داری تھی کہ اگر یہ سب اکابر غلط چیز کی تائید فرما رہے تھے تو آپ ان کو متنبہ فرماتے آپ کے دو بھائی اس میں پوری قوت سے لگے ہوئے ہیں ان کا بھی آپ کے ذمہ حق تھا۔ غرض آپ کا علمی خاندان، نسبی خاندان..... جن میں آپ کے بڑے بھی ہیں اور چھوٹے بھی ہیں یہ سب ہی آپ کے نزدیک غلط راستے پر چلتے رہے اور غلط چیز کو دین کے نام پر پھیلاتے اور اس کی تائید و نصرت کرتے رہے مگر آپ نے ان کو توجہ نہ دلائی۔ اگر آپ ان کو توجہ دلاتے اور اپنی بات کو دلائل کے ساتھ پیش کرتے اور وہ بات ان کے نزدیک صحیح ہوتی تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ قادیانیت، خاکساریت، مودودییت، رضا خانیت کی طرح اس کی بھی تردید نہ فرماتے ان سب حضرات کے ایک طرف ہونے اور آپ کے دوسری طرف ہونے سے شبہ ہوتا ہے کہ

کبھی معاملہ برعکس ہو غرض آپ کی تحریر سے سخت حیرت ہے کہ اساتذہ متحد، مشائخ متحد، مشرب متحد، مذہب متحد، تربیت متحد پھر بھی آپ ان سب سے بعید۔

تبلیغی کام کسی خاص طبقہ کی ہی اصلاح کا ذریعہ نہیں بلکہ تمام دین کے احیاء اور تمام مسلمانوں کی اصلاح اور پختگی کا ذریعہ ہے اور دائرہ اسلام کی بیش از بیش وسعت کا ذریعہ ہے اور دیگر اقوام کے مطالعہ کا ذریعہ ہے کہ جو غلط چیزیں غلط ماحول اور جہالت کی وجہ سے لوگوں میں پھیل گئی ہیں ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں چونکہ یہ کام بہت عمومی حیثیت رکھتا ہے ہر قسم کے آدمی اس میں آتے اور کام کرتے ہیں اور ہر ایک کی اصلاح اس کے حوصلہ کے موافق ہوتی ہے اس لیے بے علم اور با علم، ذہین اور غبی، نئے اور پرانے، تجربہ کار اور بے تجربہ، متقی اور غیر متقی، ذاکر اور غافل، شفیق اور شکتہ، شہری اور دیہاتی، شستہ زبان اور اکھڑ سب کو تنقید کرتے وقت ایک معیار پر جانچنا اور ایک وزن سے تولنا صحیح نہیں بلکہ اصولاً غلط ہے۔ کسی سے اگر کوتاہی ہو جائے تو اس کو اصول نہیں قرار دیا جاسکتا بلکہ اصلاح کی طرف متوجہ کیا جائے گا۔

آپ کی اس تحریر سے ان شاء اللہ کام کرنے والوں کے بدل ہو جانے کا اندیشہ تو نہیں کیونکہ ان میں جو اہل علم ہیں وہ دلائل حق کی روشنی میں علی وجہ البصیرت کام کر رہے ہیں آپ کی مجمل تحریر سے ان کے دلائل میں اضمحلال پیدا نہیں ہوگا اور جو بے علم ہیں وہ اپنی علمی اور اخلاقی حالت کو بہتر سے بہتر ترقی پر دیکھتے ہیں اور ان کے ایمان میں قوت پیدا ہوتی ہے جس سے یقین میں پختگی آتی ہے اور اللہ پاک کی رحمتیں ان پر نازل ہوتی ہیں۔ بے علم ہونے کے باوجود ان کو یہ چیزیں روزانہ زیادہ سے زیادہ اس کام پر مستعد کرتی ہیں لیکن یہ اندیشہ ضرور ہے کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ نے جس کام کی خاطر زندگی قربان کر دی اور اپنے زمانہ کے اکابر، عرفاء، اہل نسبت، اہل علم حضرات سے اس کی صحت و

حقانیت اور مقبولیت کو تسلیم کر لیا اور اس کو حضرت مولانا محمد یوسف صاحب نور اللہ مرقدہ کے سپرد فرمایا۔ اس کے متعلق جب یہ رائے قائم کی جائے کہ یہ دین کے نام پر ایک غلط چیز پھیل رہی ہے اور اس سے ملت جہانی اور بربادی میں مبتلا ہو رہی ہے تو ان کی روح کو کتنا زبردست صدمہ پہنچے گا اور جو روحانی رابطہ ان کے ساتھ تھا وہ کیسے قائم رہ سکے گا؟

میرے کہنے کی بات نہیں کہ چھوٹا منہ بڑی بات ہے مگر آپ کی تحریر نے مجبور کیا۔ آپ کا ایک مضمون رسالہ تذکرہ میں بھی دیکھا جس میں جماعت اسلامی کی ابتدائی داستان آپ نے بیان کی ہے اور اس کے دستور و اصول کا ماخذ اپنی ہی تحریرات کو قرار دیا ہے اور اس میں اپنی مودودی صاحب کی ملاقات اور ملاقات کی محویت میں ہر دو کا نماز سے بے ہوش ہو جانا بھی مذکور ہے اور یہ مقام مدح میں ہے یا للعجب!!! بہر حال! اس کے متعلق اس خط میں کچھ عرض کرنا نہیں ضرورت ہوئی تو پھر سبھی جواب کے لیے لفافہ ارسال ہے۔

احقر محمود غنی عنہ دارالعلوم دیوبند (3 ربیع الثانی 1387 ہجری)

قارئین کرام! آپ نے حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کا خط پڑھا جو انہوں نے مولانا احتشام الحسن رحمہ اللہ کی طرف لکھا اس خط کا ایک ایک لفظ تبلیغی جماعت کی حمایت سے لبریز ہے اور ساتھ ساتھ بڑے پیارے انداز میں انہوں نے مولانا احتشام الحسن صاحب کو نصیحت بھی فرمائی ہے اور ان کی بے راہ روی پر تنبیہ بھی فرمائی ہے اور اس حرکت پر انہوں نے بڑے افسوس کا اظہار کیا ہے کہ ”بندگی کی صراط مستقیم“ میں جو علما سے تصدیقات حاصل کی ہیں ان میں جماعت کے خلاف کوئی بات نہیں ہے اور بعد میں انہوں نے اپنی اس کتاب میں اضافہ کر کے تبلیغی جماعت پر کچھ اچھالی ہے کیونکہ عام پڑھنے والا یہی تاثر لے گا کہ تصدیق کرنے والے حضرات نے اس ساری کتاب کی تصدیق کر دی ہے حالانکہ بات یوں نہیں ہے بلکہ تصدیقات پہلے حاصل کی گئی ہیں اور کتاب

میں اضافہ بعد میں کیا گیا ہے ظاہر ہے کہ یہ ایک دھوکہ اور فریب ہے۔ بہر حال! یہ خط اہل انصاف قارئین کے لیے اور حقیقت حال کی آگاہی کے لیے ایک بہت بڑی دستاویز ہے۔ نیز اس خط کے پڑھنے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ محرف فتویٰ نے فتاویٰ محمودیہ کے بار بار حوالہ جات دے کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ مولانا مفتی محمود حسن رحمہ اللہ محرف فتویٰ کے ہم نوا ہیں تو یہ سراسر جھوٹ فریب اور دھوکہ ہے۔

دلیل نمبر 8: محرف فتویٰ لکھتے ہیں: بھائیو! ایک ضروری اعلان سنئے! ہماری اور آپ کی کامیابی اللہ تعالیٰ نے دین میں رکھی ہے بلکہ قیامت تک آنے والے ہر انسان کی کامیابی دین میں رکھی ہے یہ دین ہماری اور آپ کی زندگیوں میں کیسے آجائے اس کے لئے ایک زبردست محنت کی ضرورت ہے اس زبردست محنت کے سلسلے میں گشت ہوگا آپ لوگ بیٹھ جائیں۔ ان شاء اللہ فائدہ ہوگا یہ اعلان قرآن پاک کی کس آیت سے لیا گیا؟ کس حدیث میں اس اعلان کا ذکر ہے کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عصر کی نماز کے بعد بدھ کے دن بھی عمل کرتے تھے؟

الجواب: محرف فتویٰ نے اپنے نام کے ساتھ دیوبندی کا لاحقہ لگایا ہے حالانکہ علمائے دیوبند سے ان کا کوئی واسطہ نہیں بلکہ وہ کٹر قسم کا مماتی بیخ گیری معلوم ہوتا ہے لیکن مذکورہ بالا تحریر میں اپنے معیار سے اتنا نیچے اتر آئے ہیں کہ وہ بریلویوں والی بولی بول رہے ہیں کیونکہ اس قسم کے سوالات ان کی طرف سے کیے جاتے ہیں یا غیر مقلدین کی طرف سے اور ان کی اس تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ صاحب: سنت اور بدعت کی تعریف سے نابلد ہیں اور احداث للدين و احداث في الدين کی اصطلاح سے بھی ناواقف ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ گشت کا اعلان وغیرہ کوئی مستقل عبادت مقصودہ نہیں ہے بلکہ وہ تو دین پر چلنے کا ایک ذریعہ اور واسطہ ہے اور علما نے صاف لکھا ہے کہ جو چیز مستقل طور پر عبادت مقصودہ نہ سمجھی جائے بلکہ اصل دین تک پہنچنے کا ذریعہ مانا جائے تو وہاں ثبوت مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے بشرطیکہ

وہ ذریعہ اور واسطہ شرعاً ممنوع نہ ہو دیکھئے! ہمارے دینی مدارس میں جو نصاب تعلیم پڑھایا جاتا ہے اس کا ثبوت کہاں سے ہے؟ ہمارے دینی مدارس میں جو جملے ہوتے ہیں ان کا اعلان بھی کیا جاتا ہے اور اشتہار بھی شائع کیے جاتے ہیں ان امور کا ثبوت کہاں سے ہے؟؟ جلسوں کے یہ اعلانات اور اشتہار کس آیت قرآنی اور حدیث نبوی ﷺ سے ثابت ہیں؟ لیکن ہر دانش مند آدمی یہی کہتا ہے کہ یہ امور اصل دین نہیں بلکہ اصل دین تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ احداث فی الدین نہیں ہے بلکہ احداث للدين ہے جس کے لیے ثبوت مانگنا خود جہالت ہے۔

دلیل نمبر 9: ”اعلان گشت کی شرعی حیثیت“ کی سرخی کے تحت محرف فتویٰ لکھتے

ہیں: اس اعلان میں زبردست محنت کا بتایا جاتا ہے وہ زبردست محنت جہاد فی سبیل اللہ بتاتے تو کیا اچھا ہوتا!! جب جہاد کی باری آتی ہے تو یہ آپ اور آپ کا رب قتال کریں ہم تو یہاں بیٹھے ہیں کانفرہ لگاتے ہیں۔ لگتا ہے کہ تبلیغی قیادت قادیانی فلسفہ کے تحت تبلیغ کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو غیر اعلانیہ قادیانی بنانے پر تلی ہوئی ہے۔“

الجواب: محرف فتویٰ کو یہاں ایک بنیادی غلطی لاحق ہوئی ہے جس کی وجہ سے وہ تبلیغی جماعت پر الزام لگا رہے ہیں کہ وہ ”گشت“ کا اعلان کرتے ہیں اور جہاد کا اعلان نہیں کرتے جبکہ جمہور علماء اسلام کے نزدیک تبلیغ دین بلکہ دین اسلام کی ہر محنت جہاد ہے اور قتال کفار بھی جہاد کے اس وسیع تر مفہوم کا حصہ ہے لیکن محرف فتویٰ اور اس کے مصدق مفتی محمد عیسیٰ صاحب ہردو صاحب ممانیت زدہ ہیں اور ان لوگوں کا نظریہ یہ ہے کہ جہاد صرف اور صرف قتال کفار کا نام ہے حالانکہ ایسا نظریہ قرآن و حدیث کے مخالف ہونے کے ساتھ ساتھ جمہور علماء کے نظریہ کے بھی مخالف ہے۔ جب محرف فتویٰ کے ذہن میں یہ غلط نظریہ بیٹھ چکا ہے تو وہ اعتراض کرتا ہے کہ اعلان کرنے والا تبلیغی بھائی گشت کا اعلان کرتا ہے اور جہاد کا

اعلان نہیں کرتا۔ حالانکہ وہ گشت کی دعوت دے کر ایک قسم کا جہاد ہی کر رہا ہے۔ بلکہ قتال کفار سمیت پورے دین پر غلبہ اور باطنی عمل کرنا اور اس پر سختی سے جمار ہٹا دینا جہاد اکبر ہے یہی جمہور علماء کی رائے ہے۔ حوالہ جات کے لئے بندہ عاجز کی کتاب ”جہاد نفس“ کا مطالعہ کریں اور یہی بات مفتی محمود حسن دہلوی نے فتاویٰ محمودیہ میں بھی بڑی وضاحت کے ساتھ لکھی ہے جسے ہم نے گزشتہ صفحات میں نقل کر دیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

باقی محرف فتویٰ نے جو یہ کہا ہے کہ جب ”جہاد“ کی باری آتی ہے تو یہ آپ اور آپ کا رب قتال کریں ہم تو یہاں بیٹھے ہیں“ کانفرہ لگاتے ہیں۔ تو گزارش ہے کہ محرف فتویٰ کا تبلیغی جماعت پر یہ ایک الزام ہے بلکہ سراسر جھوٹ ہے کسی تبلیغی ساتھی نے ایسا نعرہ کبھی نہیں لگایا بلکہ یہ بات مولیٰ علیہ السلام کی قوم نے کبھی تھی۔ رائے و نظروالے ایسی بات ہرگز نہیں کرتے اگر محرف فتویٰ کسی فرد سے ایسی بات کا صدور ثابت بھی کر دیں تو یہ اس شخص کی ذاتی غلطی ہے اور پوری جماعت پر یہ الزام عائد کر دینا اس سے بھی سنگین غلطی ہے ہم تو ایسا کہنے والوں کو تبلیغی سمجھتے ہی نہیں۔ مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ نے ”حیۃ الصحابہ“ میں باقاعدہ جہاد یا معنی قتال فی سبیل اللہ کا عنوان قائم کر کے درجنوں حدیثیں درج کی ہیں۔ حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب حکایات صحابہ میں یہ عنوان قائم کر کے ”بہادری دلیری اور موت کا شوق“ کے تحت متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات لکھے ہیں جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہادری دلیری اور قتال کفار کے واقعات درج ہیں۔ نیز حضرت مولانا شیخ الحدیث رحمہ اللہ اپنے رسالہ فضائل تبلیغ میں فرماتے ہیں ”مفسرین نے ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ (الآیۃ) کے تحت لکھا ہے کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی طرف کسی کو بلائے وہ اس بشارت اور تعریف کا مستحق ہے خواہ کسی طریق سے بلائے مثلاً انبیاء علیہم السلام معجزہ وغیرہ سے بلائے ہیں اور علماء دلائل سے، مجاہدین تلوار سے اور مؤذنین اذان

سے۔ غرض جو بھی کسی شخص کو دعوت الی الخیر کرے وہ اس میں داخل ہے۔

جو لوگ اپنی کتابوں میں جہاد کے اتنے فضائل لکھ کر دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں اور ان کی یہ کتابیں صرف رائے و نظریہ نہیں بلکہ پوری دنیا میں اور اکثر مساجد میں پڑھی جا رہی ہیں باقاعدہ ہر مسجد میں کسی نہ کسی نماز کے بعد ان کتابوں کی تعلیم ہوتی ہے تو یہ بات کیسے تسلیم کی جائے گی یہ تبلیغ والے جہاد یا معنی قتال کے منکر ہیں!!!! نہیں نہیں، ہرگز نہیں! کیونکہ فضائل جہاد ان کے نصاب میں داخل ہے۔

باقی رہا محرف فتویٰ کا یہ لکھنا کہ ”لگتا ہے کہ تبلیغی قیادت قادیانی فلسفہ کے تحت تبلیغ کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو غیر اعلانیہ قادیانی بنانے پر تلی ہوئی ہے۔“

یہ بھی سراسر جھوٹ، بہتان اور دھوکہ ہے الحمد للہ! تبلیغی جماعت والے تو محنت کر کے گمراہوں کو راہ راست پر لا رہے ہیں کافروں، مشرکوں کو دین اسلام میں داخل کر رہے ہیں، بے نمازیوں کو نمازی بنا رہے ہیں۔ جو لوگ جماعت میں لگنے سے پہلے ج نہیں کرتے تھے، مال کی زکوٰۃ نہیں دیتے تھے، زمین کی پیداوار کا عشر ادا نہیں کرتے تھے الحمد للہ وہ یہ سب کام بخیر و خوبی ادا کر رہے ہیں چور، راہزن، ڈاکو، قاتل، شرابی وغیرہ کبیرہ گناہوں کے مرتکب جب جماعت میں لگے تو انہیں کہاڑ سے توبہ نصیب ہوئی۔ داڑھی منڈانے والوں کو سنت کے مطابق داڑھی نصیب ہوئی وغیرہ وغیرہ آج تک ہم نے یہ بات کسی سے نہیں سنی کہ تبلیغی جماعت والوں نے کسی شخص کو قادیانی بنایا ہو، پس جب صورت حال یہ ہے تو ان شاء اللہ محرف فتویٰ اور اس کا مصدق اللہ کے حضور جب پیش ہوں گے تو انہیں اس اتہام کا جواب دینا پڑے گا۔ لہذا یہ دونوں صاحب آخرت کی جواب دہی کے لئے تیار رہیں!!!! یا پھر اس جھوٹ اور الزام سے توبہ کر کے جماعت والوں سے معافی مانگ لیں اللہ تعالیٰ بھی غفور الرحیم ہے اور جماعت والے بھی ان شاء اللہ معافی دے دیں گے۔ قادیانی، مرزائی تو

جہاد یا معنی قتال کے صاف صاف منکر ہیں وہ تو جہاد والے عمل پر ایمان ہی نہیں رکھتے بلکہ اسے منسوخ سمجھتے ہیں۔ مرزائی قادیانی ختم نبوت کے منکر ہیں جبکہ تبلیغی ساتھی پوری دنیا میں یہ فرماتے ہیں کہ ختم نبوت کی وجہ سے ہمیں یہ کام ملا ہے۔

قادیانی حیات عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے نزول الی الارض کے منکر ہیں جبکہ رائے و نظریہ کے بزرگ یہ بیان فرماتے ہیں کہ دین کی اس محنت کو مسلسل جاری رکھو حتیٰ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں تو اپنی اس محنت کو ان کی محنت کے ساتھ شامل کر لیں۔ تو کیسے کہا جائے گا کہ تبلیغی حضرات معاذ اللہ لوگوں کو قادیانی بنا رہے ہیں ”سبحانک هذا بهتان عظیم“ اور اس موقع پر لعنت اللہ علی الکاذبین کہنا بھی موزوں اور مناسب ہے۔

دلیل نمبر 10: محرف فتویٰ اعلان گشت کی شرعی حیثیت کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں: ”اگر کوئی یوں کہے کہ اسلام تمہارا سے نہیں پھیلا وہ کئی نصوص قطعیہ کا انکار کرتا ہے یہ بات سب سے پہلے مرزا قادیانی نے کہی۔ تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے۔“

الجواب: سبحانک هذا بهتان عظیم..... کبریت کلمۃ تخرج من

الفواہیم ان يقولون الا کذباً ۝

محرف فتویٰ عبد الحنان مماتی شیخ جیری اور مصدق فتویٰ دونوں نے اسلام اور اہل اسلام پر یہ بہتان کھڑا کر کے تمام مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ جڑ دیا ہے اور سب کے ایمان اور نکاح توڑ دیے ہیں کیونکہ تمام علمائے اسلام صاف صاف لفظوں میں یہ بات لکھ چکے ہیں کہ دنیا میں اسلام تلواریں سے نہیں بلکہ اخلاق سے پھیلا ہے۔ اب دیکھیے! ان ظالم مفتیوں کا حال کہ تبلیغی جماعت کے بغض و عداوت میں آکر پوری امت مسلمہ پر کفر کا فتویٰ جاری کر دیا۔ یہ بات مرزا غلام قادیانی کی نہیں ہے وہ تو کافر اور مرتد ہے کیونکہ ختم نبوت کا مدعی ہے اور

حیات عیسیٰ علیہ السلام کا منکر ہے۔ مرزا غلام احمد ابھی پیدا بھی نہیں ہوا تھا کہ تمام علمائے اسلام بھی کہتے چلے آ رہے تھے کہ اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا بلکہ اسلام کی ترقی اور پھیلاؤ کا ذریعہ مسلمانوں کے اخلاق حسہ اور اسلام کی حقانیت ہے۔ جو بات چودہ سو سال سے امت محمدیہ میں چلی آ رہی ہے اسے مرزا غلام احمد قادیانی کا قول کہنا علم اور انصاف کو ذبح کرنے کے مترادف ہے۔ اگر ذرا غور کیا جائے تو یہ بات اس لیے بھی غلط ہے کہ یہ ناممکن ہے کیونکہ مسلمان تو وہ ہے جو زبان اور دل سے اسلام کو قبول اور تسلیم کرے اور اگر کسی شخص کو بندوق کی گولی کے ذریعے قتل کر دیا جائے تو ظاہر ہے کہ اس کا کلمہ صرف زبانی ہوگا دل میں تو وہ جیسے پہلے کافر تھا اب بھی کافر ہے وہ کیسے مسلمان بنا؟ لہذا بندوق اور تلوار کے زور پر کسی کو مسلمان نہیں بنایا جاسکتا۔ کیونکہ یہ بات ناممکنات میں سے ہے لیکن کمال کر دیا ان پڑھ مفتیوں نے کہ ناممکن کو ممکن بنا دیا۔

اب ہم آپ کی خدمت میں بغرض اختصار مفتی اعظم مرشد المجاہدین حضرت اقدس حضرت مولانا رشید احمد لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کا ایک فتویٰ پیش کرتے ہیں جس میں انہوں نے بڑی وضاحت سے لکھا ہے کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ اخلاق سے پھیلا ہے اگر ہمارے سامنے اختصار نہ ہوتا تو ہم حوالہ جات کے انبار لگا دیتے ہاں! چند کتب کے حوالہ جات بھی آپ کی خدمت میں پیش کر دیے ہیں۔ چنانچہ مفتی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا“

سوال: کافروں کو زبردستی اسلام میں داخل کرنے کے لئے جہاد کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مستشرقین کے اس پروپیگنڈہ کی کہ ”زبردستی لوگوں کو اسلام میں داخل کیا گیا“ کیا حقیقت ہے؟ بیجا تو جروا۔

الجواب: جبراً کسی کو مسلمان بنانے کے لئے عمل جہاد یا کسی قسم کا کوئی حربہ استعمال کرنا جائز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ: ”لا اکراه فی الدین قد تبین الرشد من الغی۔“ الآیہ

(256:2) من شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر۔ الآیہ (29:18)

اعداء اسلام کا یہ دوا بھلا کہ تغیر اسلام نے تلوار کے زور سے لوگوں کو داخل اسلام کیا، ایک ایسا واضح اور بدیہی جھوٹ ہے جو محتاج تردید نہیں اگر ان لوگوں میں شمشیر برابری و شعور اور رائی برابر انصاف و دیانت ہو تو سوچیں کہ حضور اکرم ﷺ نے جب دنیا کے سامنے دعوت اسلام پیش کی تو آپ ﷺ ایک دتہا تھے۔ کوئی آپ ﷺ کا یا ر مددگار نہ تھا اپنے پرانے سب دشمن تھے۔ کئی سال تک آپ ﷺ خفیہ طریقہ سے لوگوں کو دعوت دیتے رہے اور اس طویل عرصہ میں چند گنتی کے افراد مسلمان ہوئے، تیرہ سالہ کمی دور میں تو آپ ﷺ نے تلوار اٹھائی ہی نہیں ان حالات میں یہ پروپیگنڈہ کہ آپ ﷺ نے جبراً لوگوں کو مسلمان بنایا کوئی علمی دلیل ہے یا علم و اخلاق کا دیوالا پن؟ اگر کہا جائے کہ آپ ﷺ کے جان نثار دوستوں نے یہ کام کیا تو سوال یہ ہے کہ ان جاہلین پر کس نے جبر کیا تھا؟ انہیں کس طاقت نے آپ ﷺ کا جاں نثار بنایا؟ ان تمام باتوں سے قطع نظر اگر انصاف کی نگاہ سے دیکھا جائے تو جبراً کسی کو مسلمان بنانا ممکن ہی نہیں اس لئے کہ جبر و جور سے تو زیادہ سے زیادہ کسی کو زبانی کلمہ ہی پڑھایا جاسکتا ہے اس کے دل و دماغ میں تو اسلام کی حقیقت نہیں اتاری جاسکتی۔ اگر کوئی شخص ظاہراً کلمہ پڑھ لے مگر باطن میں کفر یہ عقائد چھپائے بیٹھا ہو تو یہ مسلمان نہیں بلکہ عام کفار سے بھی بدتر کافر منافق ہے، تو ان مخالفین کے بقول گویا آپ ﷺ نے عام کفار کو جبراً منافق بنایا جو دشمنی میں عام کفار سے بھی دو گام آگے تھے۔ الغرض! مستشرقین کا یہ پروپیگنڈہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ غور کیا جائے تو یہ آپ اپنی تردید کے مترادف ہے واللہ تعالیٰ اعلم 6 ربیع الاول 1399 ہجری۔

(حسن الفتاویٰ ج 6 ص 31، 32)

اور یہی بات حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی مدظلہ نے اپنے درس

حدیث میں بڑی وضاحت۔ ان فرمائی ہے جس کا عنوان یہ ہے ”کیا اسلام تلوار کے زور سے پھیلا یا گیا ہے؟“

(دیکھئے ماہنامہ البلاغ رجب الاثنی 1425 ہجری جون 2004ء ص 11)

اور پھر مفتی صاحب نے اپنے مضمون کے آخر میں چند ایسی کتابوں کے نام بتائے ہیں جو خاص کر اسی موضوع پر تصنیف کی گئی ہیں کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ اخلاق سے پھیلا ہے۔

نمبر ۱: ”سیرۃ خاتم الانبیاء“ مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ۔

نمبر ۲: دنیا میں اسلام کیونکر پھیلا؟ پاکستان میں اس کا نام ”اشاعت اسلام“ ہے از حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب صدر مہتمم دارالعلوم دیوبند۔

نمبر ۳: ”اسلام سدنیا کو کس کس طرح روکا گیا“ از شیخ الادب حضرت مولانا عزرا علی رحمہ اللہ اگر ہمارے یہ ہر دو مفتی صاحبان قرآن مجید کی درج ذیل آیات اور ان کی تفاسیر کی مفسر کی تفسیر سے دیکھ لیتے تو پوری امت مسلمہ کو کافر بنانے کی جسارت ہرگز نہ کرتے۔

آیت نمبر ۱: لا اکواہ فی الدین (الآیہ)

آیت نمبر ۲: من شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر (الآیہ)

آیت نمبر ۳: افانت تکوہ الناس حتی یکونوا مومنین (الآیہ) وغیرہ۔

معارف القرآن حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ ج ۱ ص 388 سیرت

مصفیٰ حصہ دوم ص 389 معارف القرآن حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ ج 1 ص 616، 617

نیز بیان القرآن، تفسیر عثمانی، تفسیر مظہری وغیرہ دیگر تمام تفاسیر میں مذکورہ بالا آیات کے تحت یہی کچھ دیکھا جاسکتا ہے کہ اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا بلکہ اخلاق سے پھیلا۔

ازالہ شبہ: شاید کسی شخص کو یہ شبہ لاحق ہو جائے کہ اگر اسلام اخلاق اور اپنی

حقانیت کی وجہ سے پھیلا ہے نہ کہ تلوار سے تو جہاد فی سبیل اللہ کا کیا فائدہ ہے؟ تو اس کا جواب مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کی زبانی سنئے! آپ لکھتے ہیں ”معلوم ہوا کہ شمشیر کا حکم مسلمان بنانے کے لئے نہیں بلکہ آخری درجہ میں ان کی سرکشی کے جواب میں ہے، مزید تفصیل کے لئے مولانا کی تفسیر معارف القرآن ج 1 ص 389۔

(سیرۃ مصطفیٰ حصہ دوم ص 392)

باقی رہا مہر فتویٰ کا یہ کہنا کہ ”اگر کوئی یوں کہے کہ اسلام ہتھیار سے نہیں پھیلا وہ کئی نصوص قطعیہ کا انکار کرتا ہے۔ تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے۔“ تو جتنے مفتیان کرام اور مفسرین حضرات نے یہ کہا ہے کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ اخلاق سے پھیلا ہے۔ کیا واقعی وہ بے ایمان ہو گئے؟ کیا واقعی ان کی عورتیں ان پر حرام ہو گئیں؟ جو لوگ یہ کہہ کر قبروں میں چلے گئے کیا ان پر بھی یہی فتویٰ لاگو ہوگا؟ اور جو علماء اب زندہ ہیں اور یہی نظریہ رکھتے ہیں کیا ان کا ایمان جا تا رہا؟ اور ان کی عورتیں ان پر حرام ہو گئیں؟ تو ہم ان نام نہاد مفتیوں سے پوچھنے کا یہ حق رکھتے ہیں کہ یہ بات کہاں لکھی ہے قرآن میں ہے تو آیت پیش کرو! حدیث میں ہے تو وہ پیش کرو! کسی صحابی کا قول سے ثابت ہے تو وہ پیش کرو! اگر ائمہ مجتہدین سے ثابت ہے تو وہ پیش کرو! کسی فقیہ نے کہی ہے تو وہ پیش کرو! کسی مفتی نے فتویٰ دیا ہے تو وہ پیش کرو! اگر دنیا کی کسی کتاب میں لکھا ہے تو وہ پیش کرو! ہمیں یقین ہے کہ یہ ممانی بیخیری مفتی عبدالحق اور ممانیت نواز مفتی محمد عیسیٰ ایزی چوٹی کا زور لگا کر دنیا کی کسی کتاب سے یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ ”اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ کئی نصوص قطعیہ کا انکار کرتا ہے اور اس پر تجدید ایمان و تجدید نکاح ضروری ہے۔“ جب یہ بات اسلام میں ہے ہی نہیں اور ایسا ظالمانہ فتویٰ آج تک کسی نے دیا ہی نہیں تو اے ظالم مفتیو! اب تم اپنے ایمان اور نکاح کی فکر کرو، کیونکہ جو شخص دوسروں کو بلا وجہ کافر کہتا ہے یقیناً یہ کفر اس کی طرف لوٹنا

ہے اور جو شخص کسی کو لعنت کرتا ہے اور وہ لعنت کا حق دار نہیں ہے تو یقیناً یہ لعنت بھی اس کی طرف لوٹتی ہے۔ پس حدیث مذکورہ بالا کی رو سے تم اپنا تہجد بید ایمان اور تہجد بید کفر کر لو اگر اسی حالت میں مر گئے تو تمہیں منکر میں اسلام کی صف میں کھڑا ہونا ہوگا۔

دلیل نمبر 11: محررفوتی تحریر فرماتے ہیں ”بعض جگہ یہ اعلان یوں ہوتا ہے ایمان یقین کی باتیں ہوں گی آپ تشریف رکھیں..... الخ جب آپ اعلان کرنے والے سے پوچھیں کہ ایمان کس طرح بنتا ہے اور ایمان کس طرح ٹوٹتا ہے؟ تو گو نگے شیطانوں کی طرح خاموش ہو جاتے ہیں۔“

الجواب: اگر یہ اعلان کرنے والا باقاعدہ کوئی مستند عالم ہے وہ یقیناً بتا دے گا کہ ایمان کس طرح بنتا ہے اور ٹوٹتا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے اور اگر اعلان کرنے والا باقاعدہ عالم دین نہیں ہے بلکہ سیکھنے والا ہے تو کیا اگر طالب علم جو دین سیکھ رہا ہے وہ کسی سوال کا جواب نہیں دے سکا تو اسے ”گو نگا شیطان“ کہا جائے گا۔ ہمارے مدارس میں پڑھنے والے لاکھوں کی تعداد میں طلباء سے جب امتحان لیا جاتا ہے وفاق المدارس کی طرف سے یا خود اہل مدرسہ کی طرف سے تو کتنے طلباء ہوتے ہیں کہ سوالوں کے جواب نہیں دے سکتے بلکہ بعض تو خود قلم تک ہو جاتے ہیں تو کیا یہ سب ”گو نگے شیطان“ ہیں؟؟

جناب مفتی صاحب! بعض ایسے مسائل ہوتے ہیں جہاں علما کو بھی خاموش ہونا پڑتا ہے وہ کتابوں کی ورق گردانی کے بعد جواب دیتے ہیں تو کیا وہ ”گو نگے شیطان“ کہلوائیں گے؟ اگر آپ سے کوئی مسئلہ دین ایمان کا پوچھا جائے اور آپ سر دست جواب نہ دے سکیں تو کیا آپ ”گو نگے شیطان“ بن جائیں گے؟ حال ہی میں بندہ عاجز نے مفتی محمد عیسیٰ صاحب کی خدمت میں ایک سوال لکھ کر بھیجا کہ حکیم الاسلام قاری محمد طیب رحمہ اللہ راولپنڈی والے فیصلے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ یعنی عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

ماننا ضروری ہے یا نہ؟ تو مفتی صاحب موصوف نے ابھی تک میرے سوال کا جواب نہیں دیا تو کیا میں یہی کہتا پھروں کہ مفتی محمد عیسیٰ ”گو نگا شیطان“ ہے۔

مفتی! کچھ سوچ سمجھ کر فتوے لگایا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تبلیغی جماعت والوں پر لگائے ہوئے فتوے آپ کے سر نہ چڑھ جائیں۔

دلیل نمبر 12: محررفوتی تحریر فرماتے ہیں ”اسلام آباد کی ایک مسجد میں درس قرآن کی جگہ فضائل کی تعلیم کرا دی گئی ہے تو مولانا صاحب نے فرمایا ہم نے سنا تھا کہ چار کتابیں آسان سے نازل ہوئی ہیں اب معلوم ہوا کہ مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ پر یہ پانچویں کتاب بھی نازل ہوئی ہے۔“

الجواب: تبلیغی جماعت میں موجود علما اپنے بیانات میں بے شمار آیات قرآنیہ پڑھتے ہیں اور ان کی تشریح لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں جسے وہ لوگ بیان کہتے ہیں مثلاً مولانا محمد عمر یلمن پوری کا بیان ہو رہا ہے، مولانا جمشید صاحب کا بیان ہو رہا ہے، مفتی زین العابدین کا بیان ہو رہا ہے، مولانا طارق جمیل کا بیان ہو رہا ہے اور وہ سارا بیان آیات قرآنیہ کی تفسیر ہوتا ہے لہذا تبلیغ والوں کو درس قرآن کا منکر سمجھنا کوتاہ فہمی ہے۔ ہاں! جو مبتدی ہیں یا باقاعدہ عالم نہیں ہیں تو ان کو مرکز کی طرف سے یہ ہدایت ہوتی ہیں کہ وہ چھ نمبروں میں رہ کر بات کریں۔ باقی رہا! اسلام آباد کی ایک مسجد کا قصہ تو یہ ہمیں مولوی عبدالحق خان کا جھوٹ نظر آتا ہے کیونکہ اسی ایک فتویٰ میں وہ کئی جھوٹ بول چکا ہے اور جھوٹے شخص کی بات پر اعتماد بھی نہیں آتا۔ باقی محررفوتی کا یہ طفر کرنا کہ ”مولانا زکریا رحمہ اللہ پر یہ پانچویں کتاب نازل ہوئی۔“ تو یہ بھی محض ایک طفر ہے اس میں شک نہیں کہ ”فضائل اعمال“ حدیث کی ایک کتاب ہے البتہ بہت سی آیات قرآنیہ کی بھی اس میں تفسیر موجود ہے جیسے کہ احادیث کی دوسری کتب میں بھی آیات کی تشریح ہوتی ہے۔ بہر حال! تبلیغ والے اپنی ”فضائل اعمال“ کو آسانی

کتاب نہیں سمجھتے اگر بالفرض کسی تبلیغی ساتھی کا ذہن یہ ہے کہ یہ آسانی کتاب ہے درس قرآن نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس کتاب کو پڑھنا چاہیے تو یہ اس کی ذاتی اور انفرادی رائے ہے اور عیناً غلط ہے درس قرآن بھی اپنے مقام پر لازمی ہے درس حدیث بھی اپنے مقام پر لازمی ہے۔ موجودہ تبلیغ کے بانی حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد ذکریا رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر تبلیغ پوری زندگی درس قرآن اور درس حدیث دیتے رہے۔ بیضاوی شریف اور جلالین شریف ہمارے مدارس کے نصاب میں شامل ہے کیا یہ اکابر بیضاوی شریف اور جلالین شریف کا درس نہیں دیا کرتے تھے۔ کیا جلالین اور بیضاوی کا درس، درس قرآن نہیں تو کیا ہے؟؟

دلیل نمبر 13: محرف فتویٰ تحریر فرماتے ہیں ”اگر کوئی کہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جہاد کے لئے نہیں بھیجا گیا۔ کہنے والا یہود و نصاریٰ کا ایجنٹ ہے ایسا کہنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بہتان ہے اس کی بیوی کو طلاق اور ایمان سے محروم ہو گیا۔“

الجواب: جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جہاد بمعنی قتال کے لئے نہیں بھیجا واقعی یہ بات غلط ہے اور ہدایت کے خلاف ہے ہزاروں حدیثوں سے یہ بات ثابت ہے اگر محرف فتویٰ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ تبلیغی جماعت والے ایسی باتیں کرتے ہیں تو ہماری معلومات کے مطابق تبلیغ والے ایسی غلط باتیں نہیں کہتے۔ ”حیۃ الصحابہ“ میں باب الجہاد کے عنوان سے سینکڑوں واقعات لکھے ہیں جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جہاد میں شرکت، قربانیاں اور بہادریاں مذکور ہیں اور یہ باب الجہاد حیۃ الصحابہ میں دو سو صفحات پر مشتمل ہے اگر تبلیغ والے ایسی باتیں کرتے تو ان کی کتابوں میں باب الجہاد اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فی سبیل اللہ اسفار اور قربانیاں مذکور نہ ہوتیں تاہم اگر کوئی شخص ایسی باتیں کہتا ہے تو ایسے شخص کو تبلیغ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اس کی اصلاح بھی ضروری ہے

دلیل نمبر 14: محرف فتویٰ لکھتے ہیں: ”ہم تبلیغی اکابرین پر لال مسجد کے بارے چند تعزیتی کلمات بھی نہ کہنے پر متوجہ ہیں کیا ان کے دل اتنے سخت ہو گئے ہیں کہ لال مسجد کی معصوم بچیوں کی بے گور و کفن لاشیں بھی ان کے دل میں زری پیدا نہ کر سکیں۔“

الجواب: سانحہ لال مسجد کے متعلق وہ کون سا مسلمان ہوگا جس نے اس پر افسوس نہ کیا ہو!! حقیقت یہ ہے کہ ہر مسلمان کا دل اس ظلم و ستم پر اب تک نالاں ہے تبلیغی حضرات پر یہ الزام عائد کرنا کہ انہوں نے سانحہ لال مسجد کے بارے میں کوئی تعزیتی کلمات نہیں کہے یہ سراسر جھوٹ اور بہتان ہے۔ ہم تو سمجھتے ہیں سانحہ لال مسجد پر جتنا افسوس تبلیغ والوں کو ہوا کسی مماتی برادری کے فرد میں اتنا افسوس نہ ہوا۔ لال مسجد کے محاصرہ کے دور میں جتنے بیانات تبلیغی حضرات نے فرمائے ہیں سننے والے لوگ گواہ ہیں کہ ان کے بیان سے غم اور غصہ واضح طور پر پک رہا ہے۔ بہر حال! محرف فتویٰ کا یہ کہنا کہ ان کے دل سخت ہو گئے ہیں سراسر بہتان اور اتہام ہے چونکہ محرف فتویٰ جماعت کے خلاف حد سے بڑھے ہوئے ہیں اور ان کا دل جماعت کے خلاف بغض و حسد کی آگ میں جل رہا ہے حتیٰ کہ وہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں سے بھی محروم ہو چکے ہیں اس لیے تبلیغی جماعت پر جھوٹ اور بہتان کے انبار لگائے جا رہے ہیں۔ اعاذنا اللہ من شرورہم۔

دلیل نمبر 15: محرف فتویٰ لکھتے ہیں کہ ”حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مفہوم ہے کہ آخری دور میں ایک جماعت مشرق کی جانب سے نکلے گی مگر جہاد ہوگی ان کی شکلیں انبیاء کی طرح ہوں گی اور دل بھیڑیے کے سے ہوں گے کہیں یہ جماعت وہی تو نہیں؟؟؟“

الجواب: محرف فتویٰ نے اپنے فتویٰ میں جو یہ روایت پیش کی ہے ہمیں تو حدیث کی کسی کتاب میں بھی نہیں ملی۔ محرف فتویٰ کی عادت جھوٹ بولنے کی ہے ممکن ہے کہ یہ بھی اللہ کے

نبی ﷺ پر جھوٹ بولا ہو یا کم از کم خیانت کی ہو یہی توجہ ہے کہ محررفوتی نے حوالہ کسی کتاب کا نہیں دیا۔ اگر بالفرض یہ حدیث بھی ثابت ہو جائے اور اس کی سند بھی صحیح ہو تو اس سے تبلیغی جماعت والے پھر بھی مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ یہاں تو ان لوگوں کا ذکر ہے جو جہاد کے منکر ہیں الحمد للہ تبلیغی جماعت والے جہاد کے صرف قائل ہی نہیں بلکہ اس پر عامل بھی ہیں اور تفصیل سابقہ صفحات میں گذر چکی ہے پس تبلیغی جماعت کو اس روایت کا مصداق ٹھہرانا سراسر ظلم اور زیادتی ہے۔

دلیل نمبر 16: محررفوتی لکھتے ہیں ”جب تبلیغی جماعت پر نفوس قدسیہ کی نگرانی تھی اس وقت واقعتاً ہدایت کے چشمے جاری تھے اب جاہل امراء، اور نقلی بزرگوں کا قبضہ ہو گیا ہے اب تبلیغی جماعت ایک ایسے ہسپتال میں تبدیل ہو گئی ہے جہاں مریض مریضوں کا علاج کر رہے ہیں لوگ ایمانی صحت پانے کی بجائے انجانے کفریات میں غرق ہو رہے ہیں اور یہ سب کچھ سوچی سمجھی سازش کے تحت ہو رہا ہے بیس بیس لاکھ کے اجتماع میں لوگوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے بڑے بڑے بزرگ کہلانے والے تماشہ دیکھ کر خاموش ہیں پھر بھی لوگوں کو بتاتے ہیں اینقص الدین وانا حسی اصلی بزرگوں کی علامت ہے۔

الجواب: جناب محررفوتی کے اس اعتراض سے ملتا جلتا ایک سوال تقریباً اڑتیس سال قبل شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ سے بھی کیا گیا تھا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ الحدیث کا وہی جواب یہاں نقل کر دیا جائے چنانچہ شیخ الحدیث رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”ایک احمقانہ جاہلانہ اعتراض بھی کانوں میں پڑا کہ تبلیغ اپنی افادیت، ہدایت اور اصلاح کے درمیان بھینسا ایسی ہی تھی جیسا کہ لوگ بتاتے ہیں لیکن اب موجودہ تبلیغ چونکہ حضرت دہلوی رحمہ اللہ کے طرز پر نہیں رہی اس لئے اب یہ ضلالت و گمراہی ہے۔“ میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا موجودہ دارالعلوم دیوبند اسی طرز پر باقی ہے جو حضرت نانوتوی

قدس سرہ اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کے دور میں تھا؟ کیا مظاہر علوم سہارنپور اب اسی طریقہ اور اصول پر ہے جو حضرت مولانا احمد علی نور اللہ مرقدہ اور حضرت مولانا محمد مظہر صاحب نور اللہ مرقدہ کے دور میں تھا؟ کیا موجودہ جمعیت علماء ہند وہی جمعیت ہے جو حضرت شیخ الہند اور مولانا کفایت اللہ رحمہ اللہ کے دور میں تھی؟ کیا موجودہ خانقاہیں وہی ہیں جو حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے زمانہ میں تھیں اور اگر نہیں ہیں تو کیا نساری گمراہی و ضلالت ہیں؟ تو کیا یہ سارے ہی ادارے اور ان جیسے سارے ہی ادارے اب ضلالت و گمراہی بن گئے۔

حضور اقدس ﷺ کا مشہور ارشاد ہے کہ میرا زمانہ سب سے بہتر ہے پھر اس کے بعد کا زمانہ، پھر اس کے بعد کا زمانہ، اس لئے خیر القرون سے جتنا بھی بعد ہوتا جائے گا ظاہر ہے کہ وہ صلاح و فلاح خیر و برکات ہرگز نہیں رہ سکتی جو سید الکونین رحمہ اللہ کے دور میں تھی تو کیا اب اسلام کو ضلالت و گمراہی کہا جائے گا؟

مشکوٰۃ شریف میں بخاری شریف کی روایت سے نقل کیا ہے حضرت زبیر بن عدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ انس بن مالک رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حجاج عالم کے مظالم کی شکایت کی تو انہوں نے صبر کی تلقین کی اور فرمایا کہ کوئی زمانہ تم پر ایسا نہیں آئے گا کہ اس کے بعد والا اس سے زیادہ برائے ہو۔ میں نے حضور اقدس ﷺ سے یہی سنا ہے حضرت زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت انس رحمہ اللہ کی خدمت میں دمشق میں حاضر ہوا تو وہ رورہے تھے اور فرما رہے تھے کہ حضور اقدس ﷺ کے زمانہ کی کوئی چیز بھی ایسی نہیں رہی جو تم لوگوں نے بدل نہ دی ہو، ایک نماز رہ گئی تھی اسے بھی ضائع کر دی۔ (یہ دو حدیثوں کا مشترک مضمون ہے) بخاری میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم لوگ ایسے زمانہ میں ہو کہ اگر مامور بہ کا دواں حصہ بھی چھوڑ دو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے لیکن عنقریب ایک زمانہ آنے

والا ہے کہ اگر وہ لوگ مامور بہ کے دسویں حصہ پر بھی عمل کر لیں گے تو نجات پالیں گے۔

(مشکوٰۃ)

مشکوٰۃ میں بروایت ترمذی حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جس دن نبی کریم ﷺ کی مدینہ پاک تشریف آوری ہوئی مدینہ پاک کی ہر چیز روشن ہوگئی اور جس دن نبی پاک ﷺ کا وصال ہوا ہر چیز بے نور ہوگئی اور حضور ﷺ کے دفن کے بعد ہم ہاتھ مٹی سے جھاڑنے بھی نہ پائے تھے کہ ہم نے اپنے دلوں میں تغیر پایا، اس لئے اکابر کے دور کی برکات اور ان کے انوار بعد میں ڈھونڈنا یا بعد والوں کو ان کے معیار پر جانچنا نادانی کے سوا کیا ہو سکتا ہے؟؟ میں تو پچاس سال سے دیکھ رہا ہوں کہ اکابرین میں سے جو بھی گیا اپنی جگہ خالی چھوڑ گیا وہ برکات انوار خیرات جو ان اکابر کے دور میں تھیں بعد میں نہ مل سکیں۔ مفتی محمود صاحب نے اسی نوع کے ایک اعتراض پر اپنے ایک نجی خط میں جو ”چشمہ آفتاب“ میں بھی چھپ گیا ہے بڑی شدت سے لکیر کی ہے۔

اس کے آخر میں لکھا ہے کہ ”تبلیغی کام کسی خاص طبقہ کی ہی اصلاح کا ذریعہ نہیں بلکہ تمام دین کے احیاء اور تمام مسلمانوں کی اصلاح اور پختگی کا ذریعہ ہے اور دائرہ اسلام کی پیش از پیش وسعت کا ذریعہ ہے اور دیگر اقوام کے مطالعہ کا ذریعہ ہے کہ جو غلط چیزیں غلط ماحول اور جہالت کی وجہ سے لوگوں میں پھیل گئی ہیں ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں چونکہ یہ کام بہت عمومی حیثیت رکھتا ہے ہر قسم کے آدمی اس میں آتے ہیں اور کام کرتے ہیں اور ہر ایک کی اصلاح اس کے حوصلہ کے موافق ہوتی ہے اس لئے بے علم اور با علم ذہین اور غبی نے اور پرانے تجربہ کار اور بے تجربہ، متقی اور غیر متقی، ذاکر اور غافل، شہسخت اور شکستہ، شہری اور دیہاتی، شستہ زبان اور اکھڑ، سب کو تنقید کرتے وقت ایک معیار پر جانچنا اور ایک وزن سے تولنا صحیح نہیں بلکہ اصولاً غلط ہے۔ کسی سے اگر کوتاہی ہو جائے تو اس کو اصول نہیں قرار دیا جا

سکتا بلکہ اصلاح کی طرف متوجہ کیا جائے گا آپ کی اس تحریر سے ان شاء اللہ کام کرنے والوں کے بد دل ہو جانے کا تو اندیشہ نہیں کیونکہ ان میں جو اہل علم ہیں وہ دلائل حقہ کی روشنی میں علی وجہ البصیرت کام کر رہے ہیں آپ کی مجمل تحریر سے ان کے دلائل میں اضافہ پیدا نہیں ہوگا اور جو بے علم ہیں وہ اپنی علمی اور اخلاقی حالت کو بہتر سے بہتر ترقی پر دیکھتے ہیں اور ان کے ایمان میں قوت پیدا ہوتی ہے جس سے یقین میں پختگی آتی ہے اور اللہ پاک کی رحمتیں ان پر نازل ہوتی ہیں بے علم ہونے کے باوجود ان کو یہ چیزیں روزانہ زیادہ سے زیادہ اس کام پر مستعد کرتی ہیں۔

(چشمہ آفتاب)

حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ نے اپنے ایک ملفوظ میں فرمایا کہ میں سچ عرض کرتا ہوں کہ ہم اپنی وضع پر نہیں رہے ہم اپنے بزرگان سلف کی سوانح دیکھتے ہیں کہ ان کا برتاؤ دیکھ دیکھ کر لوگ مسلمان ہوتے تھے (الافاضات البومیہ) کیا خدا نخواستہ نعوذ باللہ خانقاہ اشرفیہ حضرت تھانوی کے دور میں ضلالت و گمراہی بن گئی تھی جبکہ وہ اپنے اکابر کے طرز پر نہیں رہی تھی۔ یہ ناکارہ اپنے رسالہ ”آپ بختی“ جلد اول کے ختم پر اپنے اکابر اور اسلاف کے طرز مدارس کے معاملہ میں اور اوقات کے سلسلے میں کئی واقعات لکھ چکا ہے جن پر عمل تو درکنار موجودہ اہل مدارس کے حلق کے تلے بھی نہیں اترتے۔ تو کیا ان سب مدارس کو گمراہی کہہ دیا جائے گا؟ جن کا وجود موافق مخالف سب کے نزدیک نہایت ضروری ہے ان سب کے باوجود مجھے نہ تبلیغ والوں کو معصوم بتانا ہے نہ ان کی بے جا حمایت کرنی ہے نہ ان کی غلطیوں سے انکار ہے، پہلے مختلف نمبروں میں یہ مضامین کثرت سے گزر چکے ہیں کہ غلطیوں سے کون سا گروہ اور کون سا ادارہ خالی ہے، میرا مقصود ان سارے مضامین سے یہ ہے کہ اعتراضات سے اگر واقعی اصلاح مقصود ہے اور محض تخریب مقصود نہیں ہے تو پھر

اعترافات اصلاح کے طریقہ سے ہونے چاہئیں۔

(جماعت تبلیغ پر اعتراضات کے جوابات ص 116-119)

قارئین کرام! حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے جو ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب دین کا کوئی کام نیا نیا شروع ہوتا ہے تو اس کی برکات اور محنتیں اتنی اعلیٰ اور زبردست ہوتی ہیں کہ مرد و زمانہ کے بعد والے لوگوں میں وہ ریاضت و محنت یقیناً نہیں پائی جاتی۔ صف اول کے لوگ بہترین لوگ ہوتے ہیں جس کی نظیر بعد میں نہیں ملتی۔ حتیٰ کہ میں نے ایک کہنہ مشق تبلیغی ساتھی سے سنا تھا کہ تبلیغ کے دوران میں ایک سہ روزہ کا اتنا فائدہ ہوتا تھا جو آج کل چلہ لگانے سے حاصل ہوتا ہے۔ بہر حال! موجودہ جماعت والوں میں مولانا الیاس رحمہ اللہ کے دور والی محنت اور ریاضت تلاش کرنا تو آسان نہیں ہے لیکن کام وہی ہے۔ عقائد وہی ہیں، اعمال وہی ہیں۔ اصولی طور پر کوئی فرق نہیں ہے البتہ بعض انتظامی امور میں حالات کے تقاضے کے ساتھ کوئی تبدیلی آئی ہے تو اسے اعمال اور عقائد کی تبدیلی کہنا خود غلط ہے۔ مقصد یہ ہے کہ دوران کی برکات اگر کسی کو نظر نہیں آتیں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تبلیغ والے لوگ دوران کی محنت ریاضت چھوڑنے کی وجہ سے ”انجانے کفریات میں غرق ہو رہے ہیں۔“

باقی رہا محرف فتویٰ کا یہ کہنا کہ ”جب تبلیغی جماعت پر نفوس قدسیہ کی عمرانی تھی اس وقت واقعتاً ہدایت کے چشمے جاری تھے اب جاہل امرا اور نقلی بزرگوں کا قبضہ ہو گیا ہے۔“ گزارش ہے کہ الحمد للہ محرفہ نے تبلیغی جماعت کے دوران کے لوگوں کو نفوس قدسیہ کہا اور فرمایا کہ ان لوگوں کی محنت اور کام سے دین کے چشمے جاری تھے اب محرف فتویٰ کی خدمت میں سوال یہ ہے کہ شروع میں تو یہ کام کرنے والے نفوس قدسیہ تھے وہ تو ان کو تسلیم ہے اب ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ کتنا عرصہ بعد یہ کام کفر، بے دینی اور قادیانیت میں تبدیل ہوا اور یہ

بھی بتائیں مولانا الیاس رحمہ اللہ کے کن کن امور کو رائے و مذاہب والوں نے تبدیل کر دیا ہے تاکہ دیکھا جائے کہ واقعی مولانا الیاس رحمہ اللہ کے کام میں ایسی تبدیلیاں لائی گئی ہیں جو کفر، بے دینی اور مرزائیت کی حد تک پہنچ گئی ہیں۔

باقی مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ کی تعلیم محفوظ ہے ان کے ملفوظات بھی ہیں ان کے بیانات بھی ہیں ان کے خطوط بھی ہیں اسی طرح حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ کی ”حیات الصحابہ“ موجود ہے ان کی تقریریں بھی موجود ہیں ان کی تحریریں بھی موجود ہیں۔ ان سب باتوں کو دیکھ کر بتایا جائے کہ بعد والوں نے کون سی تبدیلیاں کی ہیں تاکہ آسانی سے ہر آدمی فیصلہ کر سکے کہ دوران کی تبلیغ یوں تھی اور اس دور کی تبلیغ ایسی نہیں ہے بلکہ کفر ہے، بے دینی ہے اور قادیانیت ہے۔ ذرا سوچ سمجھ کر اس کا جواب دیا جائے۔

باقی رہا جناب محرف فتویٰ کا یہ کہنا ”یہ سب کچھ سوچی سمجھی سازش کے تحت ہو رہا ہے“ تو گزارش یہ ہے مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ کے دور میں کیا سب علماء ہی کام کرتے تھے۔ ان میں کوئی ان پڑھ دکاندار کا شکار، اور کوئی پیشہ ور نہیں ہوتا تھا۔ مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ نے تو یہ کام ان پڑھوں میں شروع کیا وہ نماز، روزہ تو کیا اذان اور کلمہ تک نہیں جانتے تھے۔ میوات کے علاقہ کی تاریخ پڑھ لیجئے اور مولانا کی محنت سے اس علاقے میں جو دین کا رنگ چڑھا تو وہاں اب دین کی محنت کے اثرات بھی ملاحظہ فرمائیں۔

جو لوگ مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ وغیرہم کی صحبت میں عرصہ دراز رہ کر دین سیکھا، نماز سیکھی، حلال و حرام کو سمجھا، جائز و ناجائز کو جانا حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے طریقے سیکھے اور پورے دین پر چلنے لگے اگر اکابر کے ان فیض یافتہ لوگوں میں سے کسی کو اللہ کے راستہ میں جانے والی کسی جماعت کا امیر مقرر کر دیا تو کیا محرف فتویٰ انہیں یہی تمغہ دیں گے کہ جاہل امیر

ہیں، جن کو مستحبات بلکہ آداب یاد ہیں ان کو جاہل کہا جا رہا ہے۔

بریں عقل و دانش بیابان گریست

ظلم بالائے ظلم یہ کہ دین کی اس عالیٰ محنت کو کفر کہنا اور پھر یہ بھی کہنا کہ یہ سب کچھ سوچنی سمجھنی سازش کے تحت ہو رہا ہے اگر یہ بات سچ ہے تو محرف توئی نے اس سازش کو بے نقاب کیوں نہ کیا کہ ”سازش“ کون سی ہو رہی ہے اور لوگ کس ”کفر“ میں غرق ہو رہے ہیں ہماری درخواست ہے کہ محرف توئی مسلمانوں کو آگاہ کریں کہ وہ کون سی سازش ہے جو سوچنی سمجھنی سکیم کے تحت ہو رہی ہے اور لوگ کفریات میں غرق ہو رہے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ محرف توئی کی سب باتیں جھوٹ اور اتہام کا پلندہ ہیں ان کی باتوں میں ذرہ بھر بھی صداقت نہیں ہے۔ محرف توئی کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ وہ جھوٹ بولنے اور اتہام لگانے میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ مشتری ہوشیار باش!

باقی رہا محرف توئی کا یہ کہنا کہ ”میں بیس لاکھ کے اجتماع میں لوگوں کے ایمان کا ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے بڑے بڑے بزرگ کہلانے والے تماشا دیکھ کر خاموش ہیں پھر بھی لوگوں کو بتاتے ہیں اینقص الدین وانا حسی اصلی بزرگی کی علامت ہے۔“

قارئین کرام! محرف توئی کی اس بات پر لعنة الله على الكاذبین کہنا چاہئے الحمد للہ! تبلیغی جماعت کے اجتماعات میں ہزاروں علماء ہوتے ہیں، عوام کا مجمع واقعی بیس لاکھ تک پہنچ جاتا ہے لیکن وہاں کسی کے ایمان پر ڈاکہ نہیں ڈالا جاتا بلکہ وہاں تو سب باتیں ہی ایمان اور یقین کی ہوتی ہیں قرآن و حدیث کا وعظ ہوتا ہے صحابہ اور بعد میں آنے والے نیک لوگوں کے سچے واقعات بیان کیے جاتے ہیں وہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کیا جاتا ہے۔ جو لوگ رائے و نظریے کے اجتماعات دیکھ چکے ہیں وہ سو فیصد محرف توئی کو جھوٹا سمجھیں گے۔ کمال ہے ایسے شخص کا جو تمام دین کی باتوں کو ایمان پر ڈاکہ زنی سے تعبیر

کرتا ہے الحمد للہ بڑے بڑے بزرگ مشائخ ان اجتماعات میں شرکت کو سعادت سمجھتے ہیں حتیٰ کہ بندہ عاجز نے شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواتی رحمۃ اللہ علیہ اور مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کو ان اجتماعات کے اسٹیجوں پہ بیٹھا ہوا دیکھا ہے۔ یہ لوگ واقعی بزرگ تھے اگر وہاں ایمان پر ڈاکہ زنی کی کوئی بات ہوتی تو یہ لوگ قطعاً برداشت نہ کرتے بلکہ ضرور بالضرور ان کو ایسی غلط باتوں سے روکتے مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ جیسا انسان جو بخود وری قومی اسمبلی میں خاموش نہ رہ سکا وہ کیسے رائے و نظریے کے اجتماع میں غلط باتوں پر خاموش رہتا۔

دلیل نمبر 17: محرف توئی لکھتے ہیں: ”اکابرین علمائے دیوبند کے لگائے ہوئے اس گلستان کی حفاظت کے لئے علمائے دیوبند کے روحانی سپوت حرکت میں آجائیں ورنہ یہ گلستان جاہل امراء سرمایہ داروں اور بد معاشوں کے قبضے میں جا کر اجڑ جائے گا۔“

الجواب: الحمد للہ! علمائے دیوبند کا لگایا ہوا یہ گلستان ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے یہ کام اتنا وسیع ہو چکا ہے کہ دنیا کے کونے کونے میں کلمہ، نماز، روزہ کی بات ہو رہی ہے اور علمائے دیوبند بھی اس کی سرپرستی کر رہے ہیں لیکن محرف توئی یہاں جو علمائے دیوبند کو دعوت دے رہے ہیں کہ میدان میں آکر اس کو پچائیں ورنہ یہ ہو جائے گا اور وہ ہو جائے گا تو یقیناً چلے کہ محرف توئی کے نزدیک قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا جشید، مولانا سلیم اللہ خان، وغیرہ علماء دیوبند نہیں ہیں نہ ہی وہ ایسے لوگوں کو دعوت دے رہے ہیں بلکہ محرف توئی کے نزدیک علمائے دیوبند ممانی اشاعتی بیج پھیری حضرات ہیں۔ یہ انہیں دعوت دے رہے ہیں کہ میدان میں آکر تبلیغی جماعت پر قبضہ کر لیں رائے و نظریے پر قبضہ کر لیں، رائے و نظریے کے اجتماع پر قبضہ کر لیں کیونکہ محرف توئی اپنے نام کے ساتھ دیوبندی لکھ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اصل دیوبندی ہم ممانی لوگ ہیں اور اپنے ممانیتوں کو دیوبندی کہہ کر رائے و نظریے پر قبضہ کرنے کی سازش کر رہے ہیں۔

اظہار حقیقت:

حقیقت یہ ہے کہ اشاعتی ممانی بیج بوری دو طرح سے تبلیغ جماعت کے کام کو نقصان پہنچا رہے ہیں ایک تو وہ ہیں جو کتا میں اور فتوے لکھ لکھ کر عوام الناس کو جماعت سے متنفر کرنے کی سعی نامتوام کر رہے ہیں جیسا کہ مولوی عبدالحق اور مفتی محمد عیسیٰ اور ان جیسے ہزاروں لوگ جماعت سے باہر رہ کر جماعت کو ناکام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں دوسرے وہ لوگ ہیں جو منافقانہ طریقے سے جماعتوں میں گھسے ہوئے ہیں جماعت والے سارے کام کرتے ہیں سر روزہ بھی لگاتے ہیں چلہ بھی لگاتے ہیں، چار ماہ، سات ماہ بھی لگاتے ہیں بستر اٹھا کر چلت پھرت بھی کرتے ہیں حتیٰ کہ ان کے بعض افراد رائے و نظ کے خواص میں بھی جا گھستے ہیں اور وہاں مقیم بن کر بیٹھنے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔

لیکن مقصد ان کا صرف یہ ہوتا ہے کہ سادہ لوح ساتھیوں کو ممانی اور بیج بوری بتایا جائے اور ان کے ذہن میں عذاب قبر کی صحیح صورت کا انکار اور حیات انبیاء علیہم السلام کے انکار کا بیج بویا جائے چنانچہ یہ لوگ اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے عنایت اللہ شاہ گجراتی اور ان کے ہم خیال علما کی بڑی تعریف کرتے ہیں اور ہمارے بزرگوں کی تمحوظی بہت تعریف کر کے ساتھ ساتھ ان کے نقائص بھی بیان کر دیتے ہیں اور سادہ لوح عوام ان کے علما کو بہت بڑا عالم سمجھتے گتے ہیں اور ہمارے اکابر کی خاص وقعت ان کے دلوں میں نہیں رہتی تو یہ لوگ اپنی اس سوچی سمجھی سازش کے تحت علمائے دیوبند کے لگائے ہوئے اس گلستان کو اجاڑنے کی ناپاک کوشش کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے منافقین کے شر سے جماعت کو اور جماعت میں کام کرنے والوں کو محفوظ رکھے (آمین یا رب العالمین)

دلیل نمبر 18: محررفٹوی تحریر فرماتے ہیں: ”بعض لوگ یوں کہتے ہیں کہ ہمیں مکہ اور مدینہ جا کر اتنا حرم نہیں آیا جتنا رائے و نظ میں چلہ لگانے کا مزہ آتا ہے یہ وہی بات ہے جو

مرزا قادیانی نے کہی تھی جو دودھ مکہ اور مدینے سے ملتا تھا اب بند ہو گیا ہے یہ دودھ اب قادیان سے ملے گا۔“

الجواب: کوئی عقل مند یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ مکہ اور مدینہ سے رائے و نظ کا شہر شان میں اونچا ہے مکہ اور مدینہ کی فضیلت مسلمہ حقیقت ہے۔ اُن پڑھ سے اُن پڑھ آدمی بھی ان مقدس مقامات کی شان نہیں گھٹا سکتا یہ بات رائے و نظ میں بھی بیان ہوتی ہے کہ بیت اللہ میں ایک نماز پڑھنے سے ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے اور مدینہ منورہ کی مسجد نبوی میں ایک نماز کے بدلے ایک روایت کے مطابق پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ وہ مقدس مقام حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رہائش گاہ ہیں صرف رائے و نظ نہیں پوری روئے زمین ان کی عظمت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ بات صرف اتنی ہے کہ ایک آدمی حج کو جاتا ہے لیکن ادائیگی حج کا صحیح طریقہ نہ یہاں کسی سے سیکھنا وہاں کسی سے سیکھا۔ الحمد للہ! تبلیغ کا کام ان مقدس مقامات پر بھی ہوتا ہے وہاں کے علماء اور پاک و ہند کے علماء ہاں حجاج کرام کو صحیح حج پڑھنے کی تعلیم دیتے ہیں لیکن یہ شخص وہاں کے کسی عالم کی مجلس میں نہ بیٹھنا نہ سیکھا اور یوں ہی واپس آ گیا اب اس شخص کو مقامی ساتھی رائے و نظ میں لے گئے کیونکہ یہاں کی تعلیم و تربیت کا طریقہ کچھ اور ہے اور وہاں کی تعلیم و تربیت کا طریقہ کچھ اور ہے رائے و نظ ایک شخص کو ترغیب دے کر نماز، کلمہ وغیرہ عبادات سکھائی جاتی ہیں اب یہ شخص رائے و نظ سے کچھ سیکھ کر آیا اور مقامات مقدسہ سے کچھ نہ سیکھا حالانکہ ان مقامات کی تعلیم کو ہم رائے و نظ سے اچھا بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ وہاں کا ماحول یہ ہے کہ علما کے پاس خود جاؤ اور دین کا علم حاصل کرو کیونکہ یہ شخص وہاں کسی کے پاس نہیں گیا وہاں مرکز دین سے کچھ نہ سیکھا اور مقامات مقدسہ کو دیکھ کر آگیا تو قصور دراصل اسی شخص کا ہے کہ اس نے اتنے متحرک مقامات پر جا کر کچھ حاصل نہ کیا اور رائے و نظ سے نماز کلمہ سیکھ گیا اور اگر اس بات کو اس نے

یہ کہہ دیا کہ میں مکہ اور مدینہ سے کچھ حاصل نہ کر سکا اور رائے و طے سے گلہ اور نماز سیکھ کر آ گیا ہوں تو یہ بات کوئی قابل گرفت نہیں ہے اور نہ ہی مکہ اور مدینہ کی توہین ہو رہی ہے۔ لیکن خدا برا کرے تعصب کا اس شخص کی اتنی بات کو محرف فتویٰ نے کیا سے کیا بنا دیا۔ حتیٰ کہ یہ تاثر دے دیا کہ جماعت والوں کو مکہ اور مدینہ سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور رائے و طے سے فائدہ ہوا بلکہ جھوٹ میں ترقی کر کے جماعت والوں کو مرزا قادیانی سے ملا دیا ہے حالانکہ مرزا قادیانی تو یہی کہتا ہے کہ مکہ سے دین کا دودھ بند ہو گیا ہے۔

جبکہ جماعت والے کہتے ہیں ہمارے پاس وہ دین ہے جو مکہ اور مدینہ سے آیا ہے ان دونوں باتوں میں کتابیہ و افرق ہے لیکن محرف فتویٰ تبلیغ کی دشمنی میں حد سے اتنا بڑھا ہوا ہے کہ جب تک وہ جماعت والوں کو قادیانی نہ بنائے اسے کھانا ہضم نہیں ہوتا بلکہ اس کے پیٹ میں مروڑ رہتا ہے اور جب جماعت والوں کو یہ مرزائی اور قادیانی کہتا ہے تو ہوا اس سے افادہ ہو جاتا ہے لیکن جب بھی جماعت کی کارگردگی کو دیکھتا ہے تو پھر اس کے پیٹ میں مروڑ آ جاتا ہے۔ سچ کہا اللہ کے قرآن نے فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضاً۔

دلیل نمبر 19: محرف فتویٰ لکھتے ہیں: ”بعض لوگ یوں کہتے ہیں کہ کافروں کو نہ مارو کیونکہ اگر مارا تو جہنم میں جائیں گے بلکہ مسلمان بناؤ۔ اس جملہ کا دوسرا حصہ تو بالکل ٹھیک ہے لیکن پہلا حصہ ان کو نہ مارو درست نہیں بلکہ کفر یہ جملہ ہے۔ اس جملے کے ساتھ براہ راست نبی کریم ﷺ پر اعتراض پڑتا ہے اس سے بھی بڑھ کر اللہ پر دلیری کرنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم دیا ہے کہ کافروں کے ساتھ قتال کرو اصل میں یہ جملہ قادیانیوں کی ایجاد ہے قادیانی امت سے جہاد کو مٹانا چاہتے ہیں۔“

الجواب: اگر کافروں سے ذمی یا مستامن کافر مراد ہیں تو یہ دونوں جملے بالکل صحیح ہیں شریعت میں ذمی اور مستامن کو مارے کی ممانعت ہے اور اگر کافروں کا عام رکھا جائے اور

حریوں کو اس میں شامل کیا جائے اور جہاد کے جملہ شرائط بھی موجود ہوں تو پھر ایسے کافروں کو قتل کرنا بے شک کارثواب ہے اور بہت بڑا جہاد ہے۔ باقی حضور اکرم ﷺ کا اپنا مزاج مبارک بھی یہ تھا کہ آپ ﷺ قتل پر کسی کافر کے مسلمان کرنے کو ترجیح دیتے تھے چنانچہ اللہ کے نبی ﷺ کا ارشاد فرمایا: ”فلا تلام رجل واحد احب الی من قتل الف کافر“ (فتح الباری ج 7 ص 470 تا شریعتی کتب خانہ کراچی)

یعنی ایک کافر کا مسلمان ہو جانا مجھے ہزار کافر کے قتل کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”لان یهدی اللہ بک رجلاً واحداً خیر لک من ان تکن لک حمر النعم“ (مشق علیہ)

یعنی اے علی! تیرے ہاتھ پر اگر کسی ایک کافر آدمی کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے دے تو تیرے لیے یہ سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے۔ (مشکوٰۃ شریف) نیز امام ابن ہمام رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا: ”ایک مومن کا پیدا کرنا ہزار کفار کو معدوم کرنے سے بہتر ہے۔“

(مظاہر حق ج 5 ص 719)

بہر حال! اگر جماعت والے ایسی بات کرتے ہیں یہ بات الحمد للہ کفر نہیں ہے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ محرف فتویٰ کے دل و دماغ میں کفر اور قادیانیت ایسی رچی بسی ہوئی ہے کہ ان کو ہر صحیح بات کفر اور قادیانیت نظر آتی ہے۔ باقی رہا محرف فتویٰ کا یہ ارشاد کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں کافروں کے قتل کا حکم کرتا ہے تو سمجھ لیجئے قرآن پاک کا یہ حکم علی الاطلاق نہیں ہے بلکہ خود قرآن و حدیث میں مستامن اور ذمی کافروں کو قتل کرنے کی ممانعت بھی موجود ہے اسی طرح حربی کافروں سے جہاد کرنے کی بھی شرائط ہیں۔ لہذا محرف فتویٰ نے اللہ کے حکم کو عام سمجھ کر خود کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی خلاف ورزی کا ارتکاب کیا ہے۔

دلیل نمبر 20: محرر فتویٰ لکھتا ہے: ”نبی کریم ﷺ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان بنانے میں تیرہ سال لگ گئے یہ بالکل غلط اور کفریہ جملہ ہے۔“

الجواب: جس شخص نے پوری زندگی میں ایک دفعہ بھی حضور اکرم ﷺ کو دیکھا۔ دل و جان سے کلمہ پڑھا اور تادم زیست اس پر قائم رہا تو وہ صحابی رسول ہے اور اس کا ایمان کامل مکمل ہے۔ ہر صحابہ کامل الایمان ہے لیکن ایمان کے بہت سے درجات ہیں؛ جو شخص کہتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے تیرہ سال صحابہ کے ایمان پر محنت کی تو ان کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ایمان کے درجات کو بڑھایا معاذ اللہ یہ بات نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان ناقص تھے اور اللہ کے نبی ﷺ نے تیرہ سال کے ان کامل الایمان ہونے پر لگائے۔ بلکہ اللہ کے نبی کی محنت سے ان کے ایمان کے درجات بڑھتے رہے اور آخری دم تک بڑھتے رہے جیسا کہ ہدایت ایک ایسی نعمت ہے کہ اس کے درجات نہ ختم ہونے والے ہیں سارے صحابہ ہدایت یافتہ تھے لیکن وہ لوگ نمازوں میں سورۃ فاتحہ جب پڑھتے تھے خود اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نماز میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت فرما کر ہدایت کی دعا فرمایا کرتے تھے تو اس سے کیا یہ نتیجہ اخذ کریں گے؟؟ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ وہ ہدایت پر نہیں تھے اس لیے ہدایت کی دعا کیا کرتے تھے!!!

حقیقت یہ ہے کہ خود حضور ﷺ اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم ہدایت یافتہ تھے اور ان کی ہدایت کامل درجہ کی تھی لیکن جب وہ فاتحہ پڑھ کر ہدایت کا سوال کرتے تھے تو ان کا مقصد یہ تھا اے اللہ! ہمیں ہدایت کے اس درجہ سے اوپر والا درجہ عطا فرما۔ تو جس طرح ساری زندگی ان کی ہدایت کے درجات بلند ہوتے رہے۔ اسی طرح ساری زندگی حضور اکرم ﷺ ان کے ایمان پر جو محنت فرماتے رہے تو ایمان کے درجات ایمان کی قوت اور طاقت اور ایمان کا نور بڑھتا رہا۔ لہذا یہ سمجھنا کہ پہلے ان کا ایمان ناقص تھا۔ تیرہ سال میں اللہ کے نبی

نے ان کو کامل الایمان بنایا غلط ذہن ہے غلط سوچ ہے اور غلط انداز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کی اس محنت سے ان کا نور ایمان بڑھتا رہا یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آپس میں درجات متفاوت ہیں سب سے افضل خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم ہیں پھر عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم ہیں پھر بدری صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں پھر بیعت رضوان رضی اللہ عنہم والے ہیں تو اگر ان میں کسی قسم کا تفاوت نہیں تھا تو یہ تفاوت امت میں کہاں سے آگیا۔ بہر حال یہ سب کچھ محرر فتویٰ کی کوتاہ فہمی کا نتیجہ ہے اور حقیقت یہ ہے فرقہ ممتا یہ اشاعیہ بیخیر یہ کے لوگ ہوتے ہی کج فہم ہیں اس لئے خواہ مخواہ اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔

مزید تفصیل اگر درکار ہے تو قرآن مجید کی آیت یا ایہا الذین امنوا امنوا میں اور اس کی تفسیر میں غور فرمائیں تو سارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

نیز محرر فتویٰ کو مسند احمد، وابن ماجہ، ابن حبان، و تہذیب وغیرہ کی یہ حدیث بھی سامنے رکھنی چاہیے ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک قبیلہ کے دو صحابی ایک ساتھ مسلمان ہوئے ان میں سے ایک صاحب جہاد میں شہید ہو گئے اور دوسرے صاحب کا ایک سال بعد انتقال ہوا۔ حضرت طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ صاحب جن کا ایک سال بعد انتقال ہوا تھا ان شہید سے بھی پہلے جنت میں داخل ہو گئے تو مجھے بڑا تعجب ہوا کہ شہید کا درجہ تو بہت اونچا ہے وہ پہلے جنت میں داخل ہوتے ہیں حضور ﷺ سے خود عرض کیا کسی اور نے عرض کیا تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جن صاحب کا بعد میں انتقال ہوا ان کی نیکیاں نہیں دیکھتے کتنی زیادہ ہو گئیں ایک رمضان المبارک کے پورے روزے بھی ان کے زیادہ ہوئے اور چھ ہزار اور اتنی رکعتیں نماز کی ایک سال میں ان کی بڑھ گئیں۔“

(بحوالہ فضائل نماز ص 17)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال صالحہ کی وجہ سے ایمان ترقی کرتا ہے اور نور ایمان بڑھتا ہے اور درجات میں ترقی ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ"

دلیل نمبر 21: محرف فتویٰ لکھتے ہیں "جو آدمی یہ کہتا ہے ہم آسمان سے اوپر کی باتیں کرتے ہیں یا زمین سے نیچے کی باتیں کرتے ہیں وہ حکم قرآنی کا انکار کرتا ہے۔ اس قسم کے کفریہ الفاظ سے بچنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔"

الجواب: تبلیغ والے حضرات آسمان سے اوپر اور زمین سے نیچے کی بات کرتے ہیں قرآن پاک بھی آسمان کے اوپر سے اتر رہا ہے وحی حضور اکرم ﷺ پر آسمان کے اوپر سے آئی ہے۔ احکام شرعیہ بھی سارے کے سارے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترے ہیں تو ایسی بات میں کون سا کفر آگیا ہے؟ کیا جو شخص قرآن وحی اور شریعت کی باتیں کرے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ یا پھر قبر آخرت کی بات کرے وہ کافر ہو جاتا ہے ہمارے فقہائے کرام تو کفر کا فتویٰ دینے میں اتنے محتاط ہیں کہ اگر کسی شخص کی بات میں 99 نالوے احتمال کفر کے ہوں اور صرف ایک احتمال ایسا ہو جس کی وجہ سے اس پر کفر کا فتویٰ نہ لگتا ہو تو اس شخص پر کفر کا فتویٰ نہ لگایا جائے گا اور ایک مماتی اشاعتی برادری ہے کہ جس شخص کے کلام میں سو فیصد اسلام ہی اسلام ہے تو وہ اپنی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے خواہ مخواہ کفر کا فتویٰ جزدیتے ہیں۔ یہ دلیل ہے ان لوگوں کے ناحق اور باطل پرست ہونے کی کہ یہ لوگ سلف الصالحین کی سیدھی راہ چھوڑ کر خوارج اور معتزلہ کی پیروی کر کے بات بات پر کلمہ گو مسلمانوں کو دن رات کافر بنائے جارہے ہیں اعاذنا اللہ من ضرر وزہم کیا ہم ان جاہل مفتیوں سے پوچھ سکتے ہیں کہ ایسی بات کہنے سے کون سے حکم قرآنی کا انکار ہوتا ہے؟

دلیل نمبر 22: محرف فتویٰ لکھتے ہیں "اسی وجہ سے علمائے دیوبند تنزل کا شکار ہیں

زمانے کے تغیر کی کہانی پوچھتے کیا ہو..... کہ ہم سے اپنی ہی تصویر بچانی نہیں جاتی۔"

الجواب: الحمد للہ ہم الحمد للہ عصر ہذا کے علمائے دیوبند اپنے اکابر کی شاہراہ پر گامزن ہیں اکابر کے مسلک کو تھامے ہوئے ہیں اور اسے آگے بھی بڑھا رہے ہیں لہذا محرف فتویٰ کا یہ کہنا کہ علمائے دیوبند تنزل کا شکار ہیں سراسر جھوٹ اور بہتان ہے لیکن اصل بات یہ ہے جب سے فرقہ مہاتیشہ اشعریہ بیخ بن گیا ہے علمائے دیوبند کی راہ کو چھوڑا اور قسم و قسم کی گمراہیوں میں مبتلا ہوئے۔ مثلاً: عذاب قبر کی صحیح صورت کا انکار کر دیا، حیات الانبیاء علیہم السلام کے عقیدے کا انکار کر دیا، حضور اکرم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کے سفر کو ناجائز قرار دے دیا قبریب سے آپ ﷺ امت کا درود و سلام سنتے ہیں اور دور سے پڑھا جانے والا بذریعہ ملائکہ پہنچایا جاتا ہے اس کا بھی انکار کر دیا۔ استشفاع عند القبر الشریف کا بھی انکار کر دیا تو سلف بالانبیاء والصالحین کا بھی انکار کر دیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس سلسلہ کی تمام احادیث کا بھی انکار کر دیا تو اتنے سارے انکار کی وجہ سے علمائے دیوبند نے ایسے لوگوں کو علمائے اہل السنۃ دیوبند سے خارج قرار دیا کیونکہ یہ لوگ ضروریات دین اور ضروریات اہل السنۃ کے منکر ہو چکے ہیں لیکن یہ لوگ اتنے ذہین ہیں کہ ضروریات اہل السنۃ کے انکار کے باوجود اپنے آپ کو دیوبندی کہلاواتے جارہے ہیں۔ جیسا کہ محرف فتویٰ نے اپنے آپ کو عبد الباقی "دیوبندی" لکھا ہے۔ حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ ایسے لوگ اپنی بدعتیگی کی اصلاح کرتے اور اکابر کی راہ پر واپس آجاتے لیکن ضد میں آکر اپنی بدعتیگی پر بھی قائم ہیں اور اکابر علماء اہل السنۃ کے نام پر بھی قبضہ جمائے ہوئے ہیں ان لوگوں کو اپنی گمراہی تو نظر نہیں آتی لیکن علماء اہل السنۃ والجماعہ دیوبند انہیں غلط نظر آتے ہیں اس لئے یہ اہل حق کو کہہ رہے ہیں یہ تنزیل کا شکار ہیں اور گویا یہ دعوت دے رہے ہیں کہ ہمارے عقائد باطلہ پر آ جاؤ لیکن ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان نام نہاد دیوبندیوں اور حقیقت ممانوں کے شر سے محفوظ فرمائے اور

اکابر علماء اہل السنۃ دیوبند کی راہ پر استقامت نصیب فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

قصہ مولانا قاضی عبدالسلام مجاز حضرت تھانوی رحمہ اللہ:

محرر فتویٰ مولوی عبداللہ خان نے اپنے فتویٰ میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا قاضی عبدالسلام کے حوالے سے بتایا کہ وہ تبلیغی جماعت کے مخالف تھے اور ایک کتاب انہوں نے تبلیغی جماعت کے خلاف لکھی تھی جسے جاہل مرکب نے مارکیٹ سے یہ کتاب جو کہ 2 روپے میں دستیاب تھی خرید کر جلا ڈالی۔ اٹھی تو جواباً گزارش ہے کہ حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے تو لکھا ہے کہ ”یہ حضرت تبلیغی جماعت کے زبردست مؤید مؤکد ہیں۔“

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص 126)

اگر یہ صاحب بعد میں جماعت کو چھوڑ گئے اور ان کے خلاف کتاب لکھی تو یہ بھی کوئی بڑی بات نہیں ہے بلکہ ممکن ہے لیکن سوال یہ ہے کہ ایک یا چند افراد کے جماعت چھوڑنے سے جماعت کی نامقبولیت ثابت ہوتی ہے؟ حقیقت یہ ہے اس عالم دنیا میں کئی مذاہب اور کئی جماعتیں موجود ہیں اور آئے دن یہ واقعات دیکھنے اور سننے میں آتے ہیں کہ آج فلاں نے فلاں مذہب اور جماعت چھوڑ کر فلاں مذہب اختیار کر لیا لیکن یہ چیز مقبولیت اور نامقبولیت کا قطعاً معیار نہیں ہے ورنہ بعض ایسے نا عاقبت اندیش بھی دنیا میں موجود ہیں جو دین اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت، مرزائیت یا رافضیت وغیرہ کو اختیار کر چکے ہیں تو کیا ان نا عاقبت اندیشوں کی وجہ سے دین اسلام پر کوئی حرف آئے گا؟

نہیں نہیں!! ہرگز نہیں! دیکھئے حضرت مولانا احتشام الحسن کاندھلوی رحمہ اللہ تبلیغ کے کام میں مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ کے دست راست رہے ہیں اور کئی کتابیں بھی تبلیغ کے حق میں تصنیف فرمائی ہیں لیکن بالآخر جماعت کو چھوڑ گئے بلکہ مخالفت کی لیکن ان کے چھوڑنے سے جماعتی کاموں پر کوئی اثر نہیں پڑا تو مولانا قاضی عبدالسلام کے چھوڑنے

سے بھی جماعتی کام پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

قصہ مولانا ضیاء الحق کا:

مولوی عبداللہ خان تبلیغی جماعت کو مورد الزام ٹھہرا کر لکھتے ہیں ”اور مولانا ضیاء الحق بانی مدنی مسجد مانسہرہ جنہوں نے اپنی سازی زندگی تبلیغ میں لگائی اور 25 بیرون ملک سفر کئے 1960ء میں علامہ بنوری رحمہ اللہ کے ہاں دورہ حدیث کیا اور سات چلے لگانے کے بعد ہزارہ میں تبلیغ کو متعارف کرایا جس کا صلہ تبلیغیوں نے یہ دیا کہ ان کو دھکے کر مسجد سے نکال دیا اور ان کی مسجد پر قبضہ کر لیا ان کی وجہ سے مولانا موصوف آج دل اور فالج کے مریض بن گئے اور صبح شام ان کو بد دعائیں دے رہے ہیں ان شاء اللہ جلد قبول ہوں گی۔ اٹھی

جواباً گزارش ہے کہ یہ ایک علاقائی مسئلہ ہے اور علاقہ کے اہل علم فریقین کی باتیں سن کر کوئی نہ کوئی فیصلہ کر سکتے ہیں دور بیٹھنے والے لوگ کسی ایک فریق کی بات سن کر جو فیصلہ کریں گے وہ یقیناً یک طرفہ فیصلہ ہوگا لہذا اس معاملہ میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتے۔

مفتی محمد عیسیٰ کی تصدیق:

مفتی محمد عیسیٰ صاحب اس ظالمانہ اور غیر منصفانہ فتویٰ کی تصدیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”ہوا المصوب“ مذکورہ بالا تحریر اہل اسلام کے لیے راہ ہدایت اور ایک مفید تحریر ہے اس میں کچھ باتیں عمل سے تعلق رکھتی ہیں اور کچھ باتیں ایسی ہیں جن سے پرہیز اور احتیاط ضروری ہے تقاضائے وقت کے مطابق ہر دور میں علمائے حق ایسی نصیحتیں اور وصیتیں کرتے رہے ہیں حضرت مولانا عبداللہ خان دیوبندی مدظلہ نے اس تحریر میں امت مسلمہ کو متنبہ کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے آمین۔“

جواباً گزارش ہے کہ مفتی محمد عیسیٰ صاحب ایک کہنہ مشفق مفتی ہیں اور زندگی کا ایک معتد بہ حصہ اکابر علمائے دیوبند کے ساتھ گزارا ہے لیکن شومی قسمت کہ یہ صاحب نہ تو

پورے پورے اکابر علمائے دیوبند کے مسلک پر ہیں اور نہ ہی چلتے ممانی ہیں بلکہ انہوں نے بیچ کی راہ اختیار کر کے اپنے آپ کو تحفظ دے رکھا ہے چنانچہ یہ صاحب بوقت ضرورت حضرات انبیاء کرام عظیم کی حیات قبر اور سماع عند القبر کو دے لفظوں میں تسلیم کر لیتے ہیں لیکن یہ صاحب منکرین حیات و سماع پر کسی قسم کا فتویٰ لگانے کے لیے بالکل تیار نہیں ہیں انکار سماع و حیات کی وجہ سے یہ لوگ نہ تو ان کو گمراہ کہتے ہیں نہ ہی اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج سمجھتے ہیں اور نہ ہی یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے بلکہ ان لوگوں کا خیال یہ ہے کہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر کے مسلمان ہیں صحیح العقیدہ ہیں اہل حق ہیں بلکہ علمائے دیوبند میں سے ہیں حتیٰ کہ یہ لوگ علمائے دیوبند اور ممانی علماء کے مابین جب موازنہ کرتے ہیں تو یہ لوگ ممانی علماء کو علمائے دیوبند سے بڑھا چڑھا کر ظاہر کرتے ہیں ان کے علم و تقویٰ کی بڑی بڑی تعریفیں کرتے ہیں بلکہ ہر وقت ان کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے رطب اللسان نظر آتے ہیں جب کہ ہمارے اکابر علمائے دیوبند ممانیوں کو اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج سمجھتے ہیں اور ان کو گمراہ کہتے ہیں اور فتویٰ دیتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

ثابت ہوا کہ مفتی محمد عیسیٰ ہمارے علمائے دیوبند کے مسلک پر بالکل نہیں ہیں بلکہ ممانیوں کے ثناء خوان ہیں یہی وجہ ہے کہ جتنی کتابیں ممانیوں کی منظر عام پر آ رہی ہیں خصوصاً وہ کتابیں جو تبلیغی جماعت کے خلاف تحریک کی گئی ہیں ان پر مفتی محمد عیسیٰ کی تصدیقات ثبت ہیں پس مفتی صاحب موصوف بھینا ممانیت نواز ہیں بندہ عاجز کی اس موضوع پر ان کے ساتھ خط و کتابت موجود ہے جس کا خلاصہ بھی یہی ہے جو بندہ عاجز نے اوپر ذکر کر دیا ہے۔ بندہ عاجز کے نزدیک بیچ کی راہ اختیار کرنے والے لوگ نسبتاً زیادہ نقصان دہ ہیں کیونکہ یہ لوگ ہمارے مسلک کے عوام و خواص میں گھل مل کر رہتے ہیں اور ہمارے سادہ

روح لوگوں کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں رجیم یار خان سے مولانا محمد یوسف دارالعلوم عثمانیہ والے بھی یہی ذہن رکھتے ہیں اور نامعلوم کتنے حضرات ہیں جنہوں نے یہی پالیسی اپنا رکھی ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کی بدعتی بے راہ روی اور گمراہی سے محفوظ رکھے اور اکابر علمائے دیوبند اہل السنۃ والجماعۃ کے نقش قدم پر تادم زیست استقامت نصیب فرمائے۔

صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

آمین یا رب العالمین۔

الملا: ابو احمد نور محمد قادری تونسوی (خادم جامعہ عثمانیہ)

ترتیب محمد پناہ تحصیل لیاقت پور ضلع رجیم یار خان

8 ذیقعدہ 1431 ہجری

مؤلف کی تالیفات

جمع الروایات فی اثبات الدعاء بعد المکتوبات
جہاد نفس

زبدۃ التحقیقات فی اثبات الدعاء بعد المکتوبات
عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی حکم

تبلیغی اعمال کی شرعی حیثیت

سوال گندم جواب چنا (زیر طبع)

ہو الکذاب

عتیق الرحمن کی قلابازیاں (زیر طبع)

نماز جنازہ میں مسنون دعاء (زیر طبع)

شان سیدنا ابی سفیان

مسنون تراویح (زیر طبع)

عقیدہ حیات قبر اور علماء اسلام (زیر طبع)

مقالات تونسوی

مجموعہ سوالات و جوابات

الحیات بعد الوفات یعنی قبر کی زندگی

تبلیغی جماعت کا شرعی مقام

حقیقی نظریات صحابہ

معیار صداقت

تبلیغی جماعت اور مشائخ عرب

تبلیغی جماعت اور علماء عرب

عقیدہ حیات قبر اور علم و فہم میت کی حدیث

اسلام کے نام پر ہوئی پرستی

منکرین حیات قبر کی خوفناک چالیں

شان ابی حنیفہ رحمہ اللہ در احادیث شریفہ

تحقیق المسکتین

غیر مقلدین عوام غیر مقلدین علماء کی نظر میں

روح کی آڑ میں مسلمہ حقائق کا انکار

البرہان القوی فی حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا علی اور سیدنا امیر معاویہ کی آپس میں محبت و عقیدت

Cell
Number:

0300

7809356

مکتبہ عثمانیہ ترندہ محمد پناہ تحصیل لیاقت پور